بذریعہ ای میل موصول شدہ سوالات کے جوابات پر مشتمل
اشرف الفتاویٰ
زیر سرپرستی:
حضرت مولانا محمد عبید اللہ المفتی دامت برکاتہم
حضرت مولانا عبد الرحمن اشرفی صاحب دامت برکاتہم
زیر انتظام:
حضرت مولانا مفتی فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہ العالی
ناظم تعلیمات دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور
ناشر
معہد ام القریٰ
جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور
فون: ۹۲-۴۲-۷۵۵۶۷۷۳

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹)

Truely the Religion in the Sight of Allah is Islam

www.jamiaashrafia.org

بذریعہ ای میل موصول شدہ سوالات کے جوابات پر مشتمل

اشرف الفتاویٰ

جلد

زیر سرپرستی:

حضرت مولانا محمد عبید اللہ المفتی دامت برکاتہم

حضرت مولانا عبد الرحمن اشرفی صاحب دامت برکاتہم

زیر انتظام:

حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہ العالی

ناظم تعلیمات و نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

ناشر

معہد ام القریٰ

جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ ۔ لاہور

فون: 92-42-7552772, 0333-4210985

ای میل: muftionline@jamiaashrafia.org ویب سائٹ: www.jamiaashrafia.org

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب ''اشرف الفتاویٰ'' ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جن کے سوالات معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ کے زیر انتظام مفتی آن لائن کے شعبہ میں بذریعہ ای میل (E-mail) موصول ہوئے۔

اہل نظر و فکر اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ موجودہ مادی ترقی کے دور میں جہاں دین مخالف خیالات کو ایک منظّم انداز سے، میڈیا کے ذریعے عوام میں منتقل کیا جا رہا ہے اور ذرائع نشر و اشاعت سے حیا سوز اور قابل اعتراض مواد کو پھیلانے کی تگ و دو میں مسابقت جاری ہے، وہاں علماء کرام لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے اور ان کی دینی تعمیر و ترقی کے لیے جدید ذرائع مواصلات اور انٹرنیٹ کی سہولت کو حسب استطاعت دین کے فروغ کے لیے استعمال کرنے سے غافل نہیں رہے۔

معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور کا شعبہ مفتی آن لائن (mutfi on line) اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جہاں ملک اور بیرون ملک سے دین کی پیاس رکھنے والے احباب کرام کی جانب سے مختلف دینی امور پر سوالات پوچھے جاتے رہے اور مفتیانِ کرام انتہائی تحقیق و جستجو کے بعد ان مسائل کا شرعی حل بتا کر لوگوں کی دینی راہنمائی فرماتے رہے۔ کتاب ہذا میں بذریعہ ای میل (E-mail) موصول ہونے والے سوالوں کے جوابات میں سے بعض فتاویٰ یکجا کیے گئے ہیں اور ان مسائل کی اشاعت کا ترجیحاً اہتمام کیا گیا جو عملی نوعیت کے جدید مسائل ہوں اور موجودہ دور میں جن کی شرعی تطبیق کی طرف لوگوں کی راہنمائی کی زیادہ ضرورت ہو۔

اس مجموعہ میں ذکر کیے گئے فتاویٰ کی کل تعداد تقریباً ساڑھے پانچ سو کے قریب ہے اور یہ بذریعہ ای میل دنیا بھر سے بھیجے جانے والے کل فتاویٰ کی تعداد کا تقریباً آٹھواں حصہ ہے۔ یہ فتاویٰ وہ تھے جو ای میل کے ذریعہ تحریراً بھیجے گئے۔ جو فتاویٰ بآواز اور براہِ راست مکالمہ (Chatting) کے ذریعے بھیجے گئے ان کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ ''اشرف الفتاوٰی'' میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ قابل تخریج فتاویٰ کے حوالوں کی تخریج کی جائے اور مستند کتب اور مأخذ سے حوالے تلاش کر کے فتاویٰ کو مدلل انداز سے یکجا کیا جائے تا کہ قاری

اگر اصل کتب کی مراجعت سے مزید توثیق کرنا چاہے تو اسے دقت پیش نہ آئے۔

مذکورہ کتاب میں انسانی بساط کے مطابق اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ فتاویٰ کی تحریر میں اغلاط سے بچا جائے تاہم انسان کی فطرت میں خطا کا امکان موجود ہے نیز بعض ایسے مسائل بھی ہو سکتے ہیں جن کے جواب میں معاصر علماء کا اختلافِ رائے ہوسکتا ہے، علمی نوعیت کا اختلافِ رائے وسعت نظر کی راہیں کھولتا ہے اور بعض مسائل کا جواب عرف کے بدلنے سے بدل جاتا ہے، ایسے مسائل اگر محسوس ہوں جن میں بظاہر تضاد نظر آئے یا اس بارے میں علماءِ کرام کی رائے مختلف ہو تو انہیں مندرجہ بالا توضیح پر محمول کیا جائے۔

مذکورہ کتاب کو فقہی کتب کی ترتیب کے مطابق ابواب اور عناوین لگا کر مرتب کیا گیا ہے اور شروع میں جامع فہرست دی گئی ہے اور ہر فتویٰ کی ابتدا میں مختصر عنوان لگا کر مطلوبہ فتویٰ کی تلاش کو آسان بنا دیا گیا ہے۔

خداوند کریم جزائے خیر عطا فرمائے اُن تمام حضرات کو جنہوں نے اس کارِ خیر پر تعاون فرمایا خصوصاً حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب شیخ الحدیث مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ۔ اور مخدوم ومکرم جناب ڈاکٹر شیر علی صاحب مستشفیٰ اُم القریٰ مکہ مکرمہ۔ اور محترم جناب سردار یاسین ملک صاحب ہلٹن فارما کراچی ومحترم جناب ایس ایم رفیع صاحب پرنسپل معہد اُم القریٰ اور وائس پرنسپل حافظ زبیر حسن صاحب اوران کی پوری ٹیم جو اس ادارہ کی ترقی کے لئے محنت اور کوشش کر رہی ہے۔ دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ آمین

طالب دُعا

حافظ **فضل الرحیم اشرفی** عفی عنہ

(چیئرمین)

معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

فہرست

تقریظ

حضرت مولانا **محمد عبید اللہ** صاحب دامت برکاتہم العالی

مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ...... امابعد

جامعہ اشرفیہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے، حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے اسم گرامی سے انتساب اور حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہٗ کے اخلاص، للّٰہیت اور علمی، فقہی، مذہبی و روحانی کشش کی بدولت جو مقام عطا فرمایا ہے کوئی محتاج بیان نہیں کہ عیاں راچہ بیان!

مملکت خداداد پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد وہ بھی ایک ایسے وقت میں جب ہر شخص اپنی لٹی پٹی زندگی کو از سر نو آباد کرنے کی فکر میں تھا یہ جامعہ قائم ہوا۔ اخلاص اور للّٰہیت کی بنیاد پر قائم ہونے والے اس ادارے کو اللہ تعالیٰ نے شروع دن سے ہی ایسی قبولیت سے نوازا جس کے ثمرات اور ان سے پھیلنے والی علمی کرنوں نے دنیا کے ایک بڑے حصے کو منور کر رکھا ہے۔ دنیا کا شاید ہی کوئی چھوٹا بڑا ملک ہو جس میں جامعہ اشرفیہ کے علمی چراغ روشن نہ ہوں۔ یہاں تک کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی میں بھی اس کا فیضان جاری ہے اللّٰھم ذد فزد۔ اس کے ساتھ ساتھ جامعہ نے ہمیشہ وقتی اور عصری تقاضوں کو بھی سامنے رکھ کر اپنے اکابرین اور اسلاف کے طریقے پر چلتے ہوئے ان کا حل پیش کرنے کی سعی محمود کی ہے۔

جامعہ نے محسوس کیا کہ بچوں کی عمدہ تعلیم وتربیت کی طرح بچیوں کی تعلیم کا بھی نظم ہونا چاہیے چنانچہ اس کی مجلس شوریٰ نے اس مقصد کے لئے مدرسہ فیصل للبنات کی بنیاد رکھنے کی منظوری دی جس پر عمل درآمد کرتے ہوئے ۱۹۷۵ء میں ماڈل ٹاؤن لاہور میں ۶ کنال کے پلاٹ پر اس درس گاہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس میں کچھ عرصہ بعد توسیع کر دی گئی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، اکابرین کی دُعاؤں اور احباب کے تعاون سے یہاں دورہ حدیث شریف تک تعلیم جاری ہے۔ ساتھ ہی طب اسلامی، دستکاری اور عصری علوم کی تعلیم بھی دی جا رہی ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذلك۔

یہ بھی جامعہ ہی کا اعزاز ہے کہ اس نے وقتی اور عصری تقاضوں کے پیش نظر بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے بین الاقوامی معیار کا ایک کالج ''اشرفیہ گرلز کالج'' کے نام سے جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ کے احاطے کے اندر ہی کھولا ہے جہاں بچیوں کو مکمل طور پر انگلش میڈیم، ایف ایس سی اور بی ایس سی کی تعلیم دی جا رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی تعلیم کا بھی مکمل نظم ہے۔ اس کالج کی نگرانی کے فرائض جامعہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب انجام دے رہے ہیں۔

اس طرح جامعہ کو اس بات کا بھی احساس ہوا کہ ہمارے ہاں سے علما کرام سند فراغت تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن عصری زبانوں کی عدم واقفیت کی وجہ سے اسلام کا پیغام دوسرے ملکوں میں پہنچانے سے قاصر ہیں لہٰذا ان کے لئے عصری زبانوں کی تعلیم وتربیت کا بھی اہتمام ہونا چاہیے اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۹۹۷ء میں جامعہ کے

نائب مہتمم اور ناظم تعلیمات حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مدظلہٗ کی زیرنگرانی معہد اُم القریٰ کے نام سے ایک شاخ قائم کی گئی جس میں دنیا کی مشہور عام زبانوں (عربی۔انگریزی۔روسی۔چائنی۔جاپانی اور فارسی) کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع کیا گیا جواب تک جاری ہے۔اس ادارے سے پہلا گروپ ۱۹۹۸ء میں روسی زبان سیکھ کر فارغ ہوا تھا جس کو اس وقت کے صدر مملکت محمد رفیق تارڑ صاحب نے اپنے ہاتھوں اسناد عطا فرمائی تھیں بعدازاں متعدد بیجز نے مختلف زبانوں کی تربیت حاصل کی۔

معہد اُم القریٰ میں خطیر رقم کے خرچ سے ایک لینگویج لیبارٹری بھی قائم کی گئی ہے جو غالباً ملک بھر کی ایسی دو تین لیبارٹریوں میں سے ایک ہوگی۔جامعہ کی اسی شاخ نے جدید ٹیکنالوجی کا شعبہ بھی کھول رکھا ہے جس میں جہاں علماء کرام کو کمپیوٹر کے ذریعے جدید علم کی تعلیم دی جارہی ہے وہیں خود کمپیوٹر کے بارے میں بھی تربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔اس شعبہ نے اب تک علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کو کمپیوٹر کی تعلیم سے آراستہ پیراستہ کیا ہے۔قرآن پاک کی تفسیر، بہشتی زیور کے مسائل، یسرنا القرآن (بچوں کے لئے) اور تجوید سمیت معیاری سی ڈیز بھی تیار کرلی ہیں یہ بھی اس ادارے کا ایک مستحسن کارنامہ ہے۔

مسلمان دنیا کے کسی بھی کنارے میں ہوگا اس کو اسلامی طرز حیات میں طرح طرح کے مسائل پیش آتے رہتے ہیں یہ شرعی تقاضوں کے علاوہ ایک فطرتی امر بھی ہے۔ایک عرصہ سے یہ محسوس کیا جارہا تھا کہ ایسے مسلمان جو اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور انہیں شرعی مسائل کے دریافت کرنے میں بوجہ بعد مسافت بڑی دقت اور تنگی محسوس ہورہی ہے اس کا کوئی حل کیا جائے۔حسب معمول جامعہ کی انتظامیہ نے اس پر بھی غور وخوض کرنے کے بعد یہ حل تجویز کیا کہ معہد ام القریٰ میں جہاں کمپیوٹر وغیرہ کی تعلیم دی جارہی ہے اور اس فن کے ماہرین بھی موجود ہیں تو مفتی آن لائن کا ایک شعبہ رکھا جائے جسے چوبیس گھنٹے فعال ہونا چاہیے تاکہ دنیا کے کسی بھی کونے سے کسی بھی وقت شرعی مسائل کا حل معلوم کیا جاسکے۔انتظامیہ کے اس فیصلے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے معہد اُم القریٰ نے مفتی آن لائن کے شعبے کا آغاز کردیا جو بحمدہ تعالیٰ سالہا سال سے افتاء کی گرانقدر خدمات انجام دے رہا ہے۔اس شعبے میں کام کرنے والے اور اس کی خدمات بجالانے والے جملہ حضرات اپنے اپنے فن میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔اس شعبے کے ذریعے جاری کئے جانے والے فتاویٰ کا زیادہ تر تعلق جدید مسائل سے ہے خاص طور پر ان مسائل سے جو یورپ، امریکہ، کینیڈا اور دیگر یورپی ممالک میں پیش آتے ہیں۔

خیال ہوا کہ ان فتاویٰ کو کتابی شکل میں بھی شائع کردیا جائے تاکہ بیرون ملک پاکستانی اور دوسرے تمام مسلمان اس سے استفادہ کرسکیں۔یہ فتاویٰ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع کئے جارہے ہیں۔یقیناً یہ ایک بڑا کارنامہ ہے جس کا بوجھ معہد اُم القریٰ پر پڑ رہا ہے۔دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے اور اس کے منتظمین، نگران اور معاونین کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور اس سے اپنی شان کے مطابق دین کی خدمت کا کام لیتا رہے۔

ایں دُعا از من واز جملہ جہان آمین باد

فقط والسلام

محمد عبید اللہ غفرلہٗ

۱۵۔محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

کتاب الایمان والعقائد

جانوروں کی روحوں کا مقام

سوال: جب جانور مر جاتے ہیں تو ان کی روحیں کہاں جاتی ہیں؟

جواب: جانوروں کی ارواح کے متعلق علماء کا اختلاف ہے راجح قول کے مطابق جانوروں کی ارواح ہوا میں معلق رہتی ہیں یا جہاں اللہ کو منظور ہو وہاں معلق رہتی ہیں جیسا کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے۔

یسئلونك عن الروح۔ الایة: ثم ان ارواح سائر الحیوانات من البهائم ونحوها قیل تکون بعد المفارقة فی الهواء ولا اتصال لها بالابدان۔ الخ (روح المعانی پارہ ۱۵ رکوع ۷)............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں

سوال: کیا کسی بے نماز کو کافر کہہ سکتے ہیں اس بارے میں کسی حدیث یا قرآن کے حوالہ سے راہنمائی فرمائیں؟

جواب: جان بوجھ کر نماز کو چھوڑنا (قضا کرنا) شرعاً کبیرہ گناہ ہے اور کبیرہ گناہ کا مرتکب فاسق ہوتا ہے کافر نہیں ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کو تہدیداً کافر فرمایا ہے تا کہ وہ اس سے بچ سکے۔(والکبیرة غیر الکفر لاتخرج العبد المؤمن من الایمان) لبقاء التصدیق الذی هو حقیقة۔ الایمان .... (ولا تدخله) ای العبد المؤمن (فی الکفر) خلافا للخوارج فانهم ذهبوا الی ان مرتکب الکبیرة بل الصغیرة ایضا کافر۔ (شرح عقائد ص ۷۸)

وہ روایات جن میں یہ الفاظ آئے ہیں بین العبد و بین الکفر ترك الصلوٰة۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۸) یعنی بندہ اور کفر کے درمیان فرق صرف نماز چھوڑنا ہے۔ یا اس قسم کے معنی کی اور روایات جو کتب حدیث میں آتی ہیں ان کے بارے میں حضرات محدثین رحمہم اللہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ اس بات پر محمول ہیں کہ جو اس نماز چھوڑنے کو حلال سمجھے وہ کافر ہے۔ البتہ جو اس کو حلال نہ سمجھے بلکہ اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے نماز کو ادا نہ کر سکے تو وہ اس حکم میں داخل نہ ہوگا وہ فاسق ہے۔ ان روایات کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ نماز چھوڑنا کفر تک پہنچا دیتا ہے یا یہ کہ اس کے

چھوڑنے والے کے بارے میں یہ خدشہ ہے کہ وہ کافر ہوکر مرے یا یہ کہ اس نے کافروں والا کام کیا۔

ثم من التاویلات ان یکون مستحلا لترکھا او ترکھا یودی الی الکفر .... اویخشی علی تارکھا ان یموت کافرا او فعله شابه فعل الکافر۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ۱۱۴/۲)

یہ تاویلات محدثین نے اس وجہ سے کی ہیں کہ اور صحیح روایات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ فاسق شخص کافر نہیں ہوتا مثلاً مشکوٰۃ شریف میں متفق علیہ روایت منقول ہے "عن ابی ذرقال اتیت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وعلیه ثوب ابیض وھونائم ثم اتیته وقد استیقظ فقال مامن عبد قال لا اله الا اللّٰہ ثم مات علی ذالك الادخل الجنةقلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر۔"

(مشکوٰۃ مع المرقاۃ ۱۰۰/۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ پر سفید کپڑا تھا اور آپ آرام فرمارہے تھے میں دوبارہ حاضر ہوا تو اس وقت تک حضور ﷺ بیدار ہوچکے تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی شخص اس کلمہ لا الـٰه الا اللّٰـه کا اقرار کرے اور پھر وہ اسی حالت (ایمان) پر فوت ہو تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا میں نے عرض کیا کہ چاہے وہ زنا کرے اور چوری کرے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ چاہے وہ زنا کرے اور چوری کرے میں نے دوبارہ دریافت کیا کہ چاہے وہ زنا کرے اور چوری کرے تو حضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ چاہے وہ زنا اور چوری کرے میں نے سہ بارہ عرض کیا کہ چاہے وہ زنا اور چوری کرے تو حضور ﷺ نے فرمایا چاہے وہ زنا اور چوری کرے ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ففیه بشارة الی ان عاقبته دخول الجنة وان کان له ذنوب جمة لکن امره الی اللّٰہ ان شاء عفا عنه وادخله الجنة ان شاء عذبه بقدر ذنبه ثم ادخله الجنة۔" (مرقاۃ ۱۰۰/۱)

یعنی اس حدیث میں اس بات کی بشارت ہے کہ انجام کار وہ جنت میں داخل ہوگا چاہے اس پر گناہوں کے انبار ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کا معاملہ اللہ کے قبضے میں ہے چاہے تو معاف فرمادیں اور جنت میں داخل فرمادیں اور چاہیں تو گناہوں کے بقدر سزا دیں اور پھر جنت میں داخل فرمائیں۔

یہ حدیث مبارکہ واضح طور پر دلالت کررہی ہے اس بات پر کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب مسلمان اگر ایمان کی حالت میں اس دنیا سے گیا ہے تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا چاہے اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ہی ہو اور یہ

بات بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ جنت میں کافر کو ہرگز داخل نہیں کیا جائیگا۔ پس معلوم ہوا کہ کبیرہ کا مرتکب فاسق تو ہے کافر نہیں۔ اسی قسم کی روایات کی وجہ سے محدثین نے ان روایات کی تاویل کی جن میں کفر کے الفاظ آئے تھے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿غیر مسلم کے بچوں اور پیدائشی مجنون کا اخروی حکم﴾

سوال: غیر مسلم نوزائیدہ بچے یا غیر مسلم معذور لوگوں کا مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں؟

جواب: غیر مسلموں کے وہ بچے جو نابالغ مرجائیں یا وہ جو پیدائشی مجنون ہوں یا پیدائشی طور پر تو ٹھیک ہوں لیکن بلوغ سے پہلے مجنون ہوجائیں اور اسی حالت میں فوت ہوجائیں تو ایسے لوگ صحیح قول کے مطابق جنت میں ہوں گے۔

واما اطفال المشركين ففيهم ثلثة مذاهب قال الاكثرون هم في النار تبعا لآبائهم وتوقفت طائفة فيهم والثالث وهو الصحيح الذي ذهب اليه المحققون انهم من اهل الجنة۔

(نووی شرح مسلم ۲/ ۳۳۷) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مسئلہ توسل کی شرعی حیثیت﴾

سوال: کیا وسیلہ کے ذریعے سے دُعا مانگنا جائز ہے؟ یا ایسا کرنا بدعت میں داخل ہوگا؟

جواب: وسیلہ کے ساتھ دُعا مانگنا جائز اور ثابت ہے اسے بدعت کہنا درست نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے وسیلہ سے دُعا فرمائی تھی۔ البتہ اگر دُعا مانگنے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ میرے اس وسیلہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر دُعا قبول کرنا ضروری ہوگیا ہے تو اس عقیدہ کے ساتھ وسیلہ پکڑنا ناجائز اور حرام ہے۔

اويراد بالحق الحرمة والعظمة فيكون من باب الوسيلة وقد قال تعالىٰ وابتغو اليه الوسيله وقد عد من آداب الدعاء التوسل على مافي الحصن وجاء في رواية: اللهم انى اسئلك بحق السائلين عليك وبحق ممشائي اليك۔ الخ (ردالمحتار صفحہ ۲۸۱ جلد ۵) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مسئلہ حیات النبی ﷺ﴾

سوال: کیا رسول پاک ﷺ اپنے مرقد مبارک میں زندہ ہیں؟ جب کوئی مرقد مبارک پر جا کر سلام کہتا ہے تو وہ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں بلکہ دنیا میں کسی جگہ بھی سلام کہیں تو وہ جواب دیتے ہیں۔

جواب: حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور حاضرین کا سلام خود سنتے ہیں اور جو لوگ دور سے حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھتے ہیں وہ فرشتوں کے ذریعے حضور ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مشکوۃ شریف میں موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر پر آ کر درود پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائيا ابلغته۔ (مشکوۃ،ص۸۷)

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاویٰ میں حیات النبی ﷺ پر مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں تمام روایات اکٹھی کی ہیں۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا عقیدہ﴾

سوال: میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم کہہ سکتے ہیں اللہ میرا دوست ہے۔سورۃ المائدہ کی آیت 56 میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔میرے والد کے مطابق کوئی بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست نہیں کہہ سکتا اور اللہ تعالیٰ صرف کہہ سکتے ہیں کہ انسان میرا دوست ہے۔مہربانی فرما کر قرآن وسنت کے حوالے سے جواب تحریر فرمادیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دوست ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ:

اللّٰہ ولیّ الذین امنوا (الایۃ) اور اہل ایمان کو بھی اللہ تعالیٰ سے محبت ہونا چاہیے۔

جیسا کہ ذکر ہے کہ:

والذین أمنوا اشدّ حبا للّٰہ (الایۃ)

ان دونوں آیات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اللہ کو اہل ایمان سے محبت اور دوستی ہے اور اہل ایمان کو بھی اللہ تعالیٰ سے دوستی اور محبت ہے۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿تہمت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، معبودیت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ عقائد کا حامل شخص کافر ہے﴾

سوال: کیا شیعہ کافر ہیں؟ اگر کافر ہیں تو کیا شیعہ کو اس کے سامنے کافر کہنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور کیا شیعہ سے دوستی رکھنا ٹھیک ہے؟ اور یہ پوچھنا ہے کہ میرے گھر والے اور دوست سب یہ بولتے ہیں کہ شیعہ جو کرتے ہیں وہ ان کا مسئلہ ہے ہم کون ہوتے ہیں ان کو کافر کہنے والے ہم ان سے اچھی طرح ملتے ہیں تو کیا ضرورت ہے ان کو غلط کہنے کی اور کہتے ہیں کہ شیعہ کی مجلس میں جانے سے کچھ نہیں ہوتا ہم کوئی ان کی باتیں قبول تھوڑی کرتے ہیں ہم تو بس باتیں سنتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں تو حضرت صاحب یہ پوچھنا ہے کہ میں ان کو کیسے بتاؤں کہ شیعہ کافر ہیں۔

جواب: اگر شیعہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دیں اور ان پر لعن طعن کرتے ہوں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہوں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معبود سمجھتے ہوں یا یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی کے پہنچانے کے سلسلے میں غلطی ہوئی تھی تو پھر یہ کافر ہوں گے اور اس صورتحال میں ان سے دلی دوستی رکھنا درست نہیں ہوگا۔ ویسے عام حالات میں شیعہ کو بلاوجہ کافر کہنا درست نہیں یہ خواہ مخواہ جھگڑے کا سبب بن سکتا ہے۔

أن الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر .... لاشك فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشة رضی اللّٰه عنها اوانکر صحبة صدیق رضی الله عنه اور اعتقد الالوهیة علی اوأن جبرئیل غلط فی الوحی الخ۔ (شامی ص۲۳۷ ج۴) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنے کا حکم﴾

سوال: ایک شخص نے مجھے بتایا کہ صفر کا مہینہ منحوس اور آفت کا مہینہ ہے کیا اسلامی روایات میں واقعی صفر کا مہینہ منحوس ہوتا ہے؟

جواب: صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا اور اس میں شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات منعقد نہ کرنا زمانہ جاہلیت کا عقیدہ تھا اسلام میں کسی وقت کسی مہینے یا کسی مخلوق کے منحوس ہونے کا تصور نہیں ہے اسی لیے حضور ﷺ نے ایسے تصورات کو باطل کر دیا ہے اور فرما دیا کہ ایسے تصور کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اپنے اشارات کے ذریعہ ان سب توہمات اور باطل خیالات کی تردید فرمائی اور نحوست و بدشگونی کے سب طریقوں کی نفی فرمائی اس لیے مسلمانوں پر لازم ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے ارشادات کو مضبوطی سے تھامیں اور ایسے غلط خیالات وتوہمات سے اجتناب کریں۔

وفی الصحیح لامام مسلم ۱/ ۲۳۰: ان ابا هريرة رضى الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاعدوى ولاطيرة ولا صفر ولا هامة۔

فی المرقاة ۸/ ۳۴۴: قال ابو داؤد فی سننه قال بقية سئلت عن محمد بن راشد عن قوله لا صفر فقال يتشاء مون بدخول صفر فقال النبی صلى الله عليه وسلم لاصفر۔

وفی المرقاة ایضا ۸/ ۳۴۴: قال القاضی ويحتمل ان يكون نفيا لما يتوهم ان شهر صفر تكثر فيه الدواهی والفتن۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ ''اولیاء اللہ'' کے توسل سے دُعا مانگنے اور غیر اللہ کے نذر نیاز ماننے کا حکم ﴾

سوال: وسیلہ اور نیاز کی کیا حقیقت ہے ہماری والدہ کی جانب سے کچھ رشتہ دار شیعہ ہیں وہ یہ ساری حرکتیں کرتے ہیں مثلاً لال قلندر کے مزار پر جانا اور یہ کہ نیاز جائز ہے مگر میں نے سورۃ بقرہ میں پڑھا ہے کہ نیاز حرام ہے مہربانی فرما کر تفصیل سے بیان فرمائیں؟

جواب: توسل خواہ زندوں سے ہو یا مردوں سے، ذوات سے ہو یا اعمال سے، اپنے اعمال سے ہو یا غیر کے اعمال سے بہرحال اس کی حقیقت اور ان سب صورتوں کا مرجع توسل برحمۃ اللہ تعالیٰ ہے بایں طور کہ اے اللہ میں فلاں مقبول بندے پر جو رحمت ہے اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں یا فلاں نیک عمل اپنا یا غیر کا جو محض آپ کی عطا اور رحمت ہے اس کے توسل سے دعا کرتا ہوں۔ توسل بالرحمۃ کے جواز بلکہ ارجی للقبول ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''محق النقول فی مسئلة التوسل'' کی طرف رجوع فرمائیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ العظام اور صلحاء کرام کے وسیلہ سے اللہ سے دُعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن اور افضل ہے۔ قرآن وحدیث کے اشارات وتصریحات سے اس قسم کا توسل بلاشبہ ثابت ہے اور ائمہ مجتہدین سے بھی ثابت

ہے نمونہ کے طور پر صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں "میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور میں ان کی قبر پر زیارت کے لیے حاضر ہوتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو وہ دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے قریب اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی کی دعا کرتا ہوں تو میری مراد جلد پوری ہو جاتی ہے۔

انی لاتبرك بابی حنیفة واجیئی الی قبره فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وسألت الله عند قبره فتقضی سریعا۔ (ردالمحتار ۱/۵۵ تاریخ الخطیب ۱/۳۴۳)

نیاز (نذر) کرنے کو کہتے ہیں عرف میں یہ لفظ (نذر) کے لیے مستعمل ہے اور نذر صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر دینی جائز ہے غیر اللہ (کسی بزرگ یا پیر) کے نام پر دینا شرعاً ناجائز ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿محرم الحرام میں نکاح کو معیوب سمجھنا﴾

سوال: میں نے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک نکاح محرم الحرام میں ہوا تھا مگر مجھے یقین نہیں۔ آپ مہربانی فرما کر بتائیں کیا محرم الحرام میں نکاح کرنا جائز ہے؟

جواب: محرم الحرام میں نکاح کو معیوب سمجھنا درست نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محرم میں ہوا اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح بھی محرم میں ہوا۔

وتزوج محمد صلی الله علیه وسلم خدیجة یوم عاشورا .... وفی هذه السنة تزوج علی رضی الله عنه بفاطمة رضی الله عنها۔ (تاریخ الخمیس ص۴۰۷، ج۱) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ اطہر میں حیات ہیں﴾

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرقد مبارک میں زندہ ہیں اس کے متعلق مکہ اور مدینہ کے علماء مثلاً قاری عبدالرحمٰن السدیس اور دوسرے مقتدر مذہبی علماء یقین رکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرقد میں زندہ ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور اہل سنت میں حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی وغیرہ سب شامل ہیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿رسول اللہ ﷺ کے والدین کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا مسلک﴾

سوال: مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے والدین کے دین کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جواب: حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تھا اور حضور ﷺ پر ایمان لائے تھے مگر اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ ایسے مسائل میں الجھنا اور بحث کرنا جائز نہیں۔

وینبغی ان لایسأل الانسان عما لا حاجة الیه کان یقول کیف هبط جبرئیل الخ۔ وابوا النبی علیه السلام کانا علی ای دین۔ (شامی ص۴۹۷،ج۵) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿چھ کلموں کا ثبوت﴾

سوال: چھ کلمے کس حدیث سے لیے گئے ہیں؟

جواب: اسلام کی بنیاد ان عقائد پر ہے جو ایمان مفصل میں بیان کیے گئے ہیں اسی طرح کلمہ توحید یا کلمہ شہادت اپنے عقائد کا اجمالی اعلان ہے اس لیے یہ کلمات ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہئیں باقی کلمات کو تعلیم کی آسانی کے لیے مختلف احادیث سے لے کر متعین کیا گیا ہے ان کا پڑھنا بہت موجب اجر وثواب ہے۔ مشہور شش کلموں کا ماخذ درجہ ذیل کتب حدیث ہیں:

(۱) کلمہ طیبہ (کنز العمال فصل الشہادتین رقم الحدیث ۴۷ ا ص ۵۵ ج ا مطبع بیروت ومشکوٰۃ المصابیح ج ا ص ۱۲)

(۲) کلمہ شہادت (بخاری شریف ج ا ص ۱۱۵) (۳) کلمہ تمجید (ج ۲ ص ۳۴۵)

(۴) کلمہ توحید (ترمذی ج ۲ ص ۱۸۰) (۵) سید الاستغفار (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۳)

(۶) رد کفر (مسند احمد ج ۵ ص ۴۵۱)

اس کے علاوہ ان کلمات کے الفاظ دیگر بے شمار احادیث میں وارد ہیں ان کی ترتیب، اسماء، تعداد اور نمبر آسانی کے لیے ہیں، درحقیقت کلموں کے معانی پر ایمان لانا ضروری اور مطلوب ہے۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿غیر اللہ کے لیے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ اور ایک حدیث کا جواب﴾

سوال: مجھے کسی صاحب نے ای میل کے ذریعہ مندرجہ حدیث بھیجی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کو مکمل علم

غیب کے حامل ہونا بتایا گیا ہے مگر میرا خیال ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کی خاصیت ہے۔ لہٰذا آپ کو ملاحظہ کے لیے بھیج رہا ہوں حدیث دیکھ کر اس کی تصدیق فرمادیں۔

''الحمدللہ اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو علم غیب سے آگاہ کیا تھا صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا اس کی تصدیق کے لیے حدیث حاضر ہے ابوموسیٰ فرماتے ہیں:

آپ سے ایسی چیزوں کے متعلق پوچھا گیا جوان کو پسند نہیں لیکن جب سوال کنندہ نے اسرار کیا تو آپ ناراض ہوگئے اوراس کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ لوگ پوچھیں جو پوچھنا ہو۔

(۱) ایک شخص سے پوچھا کہ میرے والدصاحب کون ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا تمہارے والد کا نام حذیفہ ہے۔

(۲) ایک اورآدمی کھڑا ہوااوراس نے پوچھا میرا والد کون ہے؟ اور پیغمبر خدا! آپ نے فرمایا تمہارے والد کا نام سالم مولا جو کہ شیبا کا آزاد کردہ غلام ہے۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ پر غصہ کے آثار دیکھ کر کہا اے اللہ کے پیغمبر ہمیں معاف کریں کہ ہم نے آپ ﷺ کو ایسے سوالات کرکے ستایا۔

(صحیح البخاری جلد ا، حدیث ۹۲، صحیح بخاری جلد اول کتاب نمبر ۳، حدیث نمبر ۹۳)

جواب: علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰه ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملك الخ۔

(سورۃ انعام، ۵۰)

ترجمہ: آپ فرمادیجیے، میں تمہیں نہیں کہتا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور نہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اس قسم کی متعدد آیات اوراحادیث مبارکہ میں تصریح موجود ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے علاوہ کسی پر اس لفظ کا اطلاق کرنا صحیح نہیں ہے۔ باقی جو حدیث آپ نے تحریر کی ہے وہ معجزات کی قسم سے ہے اور معجزہ نبی ﷺ کے اختیار میں نہیں ہوتا، وہ تو جب اللہ چاہتا ہے اپنے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہاتھ سے ظاہر فرماتا ہے۔ (دیکھئے سورۃ انعام آیت، ۱۰۹)

لہٰذا اس قسم کے واقعات کی خبر دینا علم غیب ہوتا تو قرآن وسنت اوراقوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں کہیں تو علم غیب کا اطلاق کسی دوسری ہستی پر ہوتا حالانکہ علم غیب کا اطلاق تو کجا نفی ثابت ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی مدینہ آمد پر چند بچیاں اشعار پڑھ رہی تھیں جس میں انہوں نے کہا وفینا نبی یعلم مافی غد اور ہم میں ایسے نبی بھی ہیں جو کل کی بات کو جانتے ہیں تو حضور ﷺ نے اس کو ٹوک دیا اور فرمایا یہ جملہ چھوڑ دو اور پہلے جو کہہ رہی تھی

وہی کہو۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف غیب جاننے کی نسبت کرنا مکروہ ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿کلمہ، نماز اور قرآن میں تحریف کرنے والے کا حکم﴾

سوال: جن حضرات کا کلمہ الگ، نماز الگ، روزہ الگ قرآن میں تحریف کے قائل ہوں امام کو اللہ کی طرف سے مبعوث سمجھتے ہوں اور معصوم سمجھتے ہوں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہوں متعہ اور تقیہ پر ایمان رکھتے ہوں تو کیا یہ کافر نہیں ہیں؟

جواب: جو حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگاتے ہوں اور قرآن پاک میں تحریف کے قائل ہوں وہ کافر ہیں ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

لو کان یقذف السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فلا شك فی کفرۃ۔ (شامی ص ۷۰، ج ۴)

اقول نعم نقل فی البزازیۃ من الخلاصۃ أن الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما فھو کافر۔ (شامی ۴/ ۲۳۷) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿''وحدۃ الوجود'' کا عقیدہ﴾

سوال: وحدۃ الوجود کے کیا معنی ہیں؟

جواب: وحدۃ الوجود کا لفظی معنی ہے وجود کی یکسانیت، وجود کا اکیلا پن، فلاسفہ کے ہاں وجود کہتے ہیں موجود چیز کو۔ پھر انہوں نے اس کی تین قسمیں بنائی ہیں (الف) واجب الوجود۔ (ب) ممکن الوجود۔ (ج) ممتنع الوجود۔

(الف) واجب الوجود ایسے وجود کو کہتے ہیں جو اپنے ہونے میں اور قائم رہنے میں کسی غیر کا محتاج نہ ہو اور یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور واجب الوجود نہیں ہے۔

(ب) ممکن الوجود ایسے وجود کو کہتے ہیں جو موجود ہونے میں کسی کا محتاج ہو اور اسکو قائم رہنے کے لیے کسی سہارے کی ضرورت ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام مخلوقات ممکن الوجود ہیں لیکن کامل درجہ کا وجود نہیں ہیں۔

(ج) ممتنع الوجود ایسا وجود جو نہ تو از خود ہو اور نہ ہی موجود ہونے میں کسی کا محتاج ہو ایسا وجود پوری کائنات میں نہیں ہے۔

لہٰذا باقی دو قسم کا وجود رہ گیا (الف) واجب الوجود (ب) ممکن الوجود۔ چونکہ کامل درجہ کا وجود صرف ایک ہی ہے جو کہ واجب الوجود ہے اور وہ ذات باری تعالیٰ ہے اس لیے بعض صوفیاء نے وحدۃ الوجود کا قول کیا کہ حقیقی معنوں میں کامل وجود صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے۔ اس کے علاوہ وحدۃ الوجود کی جو تشریحات ہیں وہ غلط ہیں۔ وحدۃ الوجود اور فنا فی اللہ کو ایک نہیں سمجھنا چاہیے ان میں بہت فرق ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿یقین اور قدر کی وضاحت﴾

سوال: یقین اور قدر میں کیا فرق ہے؟

جواب: یقین اور قدر میں فرق یہ ہے کہ قدر کہتے ہیں مشیت خداوندی کو جو اشیاء کے ساتھ اوقات مقررہ میں مقرر ہوتی ہے اور یقین کہتے ہیں بے شک وشبہ علم کو جو دلائل سے حاصل ہو۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مسلمان کا جان بوجھ کر اپنے آپ کو غیر مسلم ظاہر کرنا﴾

سوال: اگر کوئی اجنبی جو کہ مذہب کے متعلق کچھ نہیں جانتا کسی مسلمان سے پوچھے اور وہ مسلمان کہہ دے کہ وہ مسلمان نہیں (کسی بھی وجہ سے) تو ایسے مسلمان کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا وہ مسلمان نہیں رہا یا اس کو تجدید ایمان کرنا ہوگی تاکہ وہ مسلمان رہے؟

مشاہدہ میں آیا ہے کہ کچھ لوگ جب اکٹھے بیٹھے ہوں تو اپنے آپ کو انگریز یا عیسائی بتاتے ہیں تاکہ سوسائٹی میں ان کو اونچے درجے کا سمجھا جائے۔ ایسے لوگوں کی شرعی طور پر کیا حیثیت ہے۔ کیا وہ مسلمان ہی رہیں گے اور نہیں تو ان کو کیا کرنا چاہیے۔

جواب: کسی مسلمان کا جان بوجھ کر اپنے آپ کو غیر مسلم ظاہر کرنے یا انگریز اور عیسائی بتانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تاہم کسی شخص کے کافر ہو جانے کا حکم اس کے کہے گئے الفاظ اور اس سے وضاحت کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے کیونکہ تکفیر کے معاملے میں نہایت احتیاط لازم ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

﴿حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع کرنا﴾

سوال: ہمارے کالج میں ایک پروفیسر صاحب ہیں جو دوران لیکچر طلبہ کے سامنے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نامناسب گفتگو کرتے رہتے ہیں اور تاریخی روایات کا سہارا لے کر ان پر کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت ورفعت قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص قطعیہ سے ثابت ہے بطور نمونہ چند آیاتِ قرآنیہ درج کی جاتی ہیں۔

(۱) والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضواعنه واعد لهم جنت تجرى تحتها الانهر۔ (پ۱۱،رکوع نمبر۱،التوبہ)

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لائے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔

(۲) محمد رسول الله والذين معه اشدآء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلاً من الله ورضوانا سيماهم فى وجوههم من اثر السجود ..... وعد الله الذين امنو وعملوا الصحلت منهم مغفرة واجرا عظيماً۔ (الفتح)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافرون کے مقابلے میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں لگے ہیں ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں.... اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے، بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

(۳) اولئِك هم الصادقون: ''یہی لوگ سچے ہیں''۔

(۴) اولئِك على هدى من ربهم و اولئك هم المفلحون: ''یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔ (پ۱،البقرہ)

(۵) ولكن الله حبب اليكم الايمان وزينه فى قلوبكم وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولئِك هم الراشدون فضلا من الله ونعمة والله عليم حكيم'' (الحجرات)

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب کر دیا۔ اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین بنا دیا اور کفر فسوق اور نافرمانی کو تمہارے لیے مکروہ بنا دیا۔ ایسے لوگ ہی اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمت سے ہدایت یافتہ ہیں۔ اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔

ان آیات قرآنیہ کی روشنی میں صحابہ کرام کی عظمت و رفعت روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ہمیشہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر ہی کرے اور اگر ان میں سے کسی سے کوئی خطا

ہوئی بھی ہے تو وہ خطاء اجتہادی تھی جس پر وہ حضرات ماجور من اللہ ہیں مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام خطائیں معاف فرما کرانہیں دنیا میں ہی اپنی رضا عطا کیے جانے کا اعلان فرما دیا ہے۔

لہٰذا جو لوگ تاریخی روایات کا سہارا لے کر ان نفوس قدسیہ رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع یا بے سروپا اعتراضات کرتے ہیں انہیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے اور سوئے خاتمہ سے ڈرنا چاہیے نیز ان کا یہ عمل قرآن وسنت کے احکامات سے لاعلمی اور واضح جہالت کا ثبوت ہے اور سخت گناہ کا کام ہے نیز کالج کی انتظامیہ کا فرض بنتا ہے کہ مذکورہ پروفیسر کو ہر ممکن اور جائز طریقے سے اس عمل سے روکیں اور جن طلبہ کے سامنے ایسی گفتگو کی گئی ہے ان کے سامنے قرآن وحدیث کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت ورفعت کو بیان کیا جائے تا کہ طلبہ حقیقت سے آگاہ ہوسکیں۔

(۱) ویکف عن ذکر الصحابہ الا بخیر۔ (العقائد النسفیہ)

(۲) لایجوز لاحد ان یذکر شیئًا من مساویھم ولا ان یطعن علی احد منھم بعیب ولا نقص فمن فعل ذلك وجب تأدیبہ.... (الصارم المسلول لابن تیمیہ) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے متعلق استفتاء کا جواب﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے بارے میں کہ وہ عورت سیدھے راستے پر ہے یا غلط اور اس کے عقائد اور نظریات سے آگاہ کریں اور یہ بھی بتائیں کہ اس کی کلاسوں میں جانا اور پڑھنا اور دیگر پروگرامز میں شرکت کرنا اور اس کا ساتھ دینا کیسا ہے براہ کرم اس بارے میں تفصیلاً حکم صادر فرمائیں کیونکہ ہمارے علاقے میں اس کی وبا پھیلنا شروع ہو رہی ہے تا کہ اس فتویٰ کے ذریعے سے لوگوں کو اس سے روکا جائے۔

جواب: سوال میں مذکور خاتون کا حقیقی عقائد ونظریات کا قطعی طور پر علم تو ان کی تحریر وتقریر کا جائزہ لینے کے بعد ہی ہوسکتا ہے لیکن ''الہدیٰ انٹرنیشنل'' کے تحت کورس میں شریک ہونے والے عینی شاہدین نے اس خاتون کے مذکورہ عقائد ونظریات بیان کیے ہیں مثلاً:

(۱) اجماع امت سے ہٹ کر ایک نئی راہ اختیار کرنا جیسے تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا، نمازوں کی قضا کا صرف توبہ سے ساقط اور معاف ہو جانا۔

(۲) حق وباطل کی تلبیس مثلاً تقلید کو شرک ماننا وغیرہ۔

(۳) فقہی نوعیت کے اختلافات کے ذریعے سے دین متین میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

(۴) ''دین میں آسانی ہے'' کے نام سے من مانے دین پر عمل کی ترغیب کہ جیسے جس امام کا جونسا مسئلہ دل کو

لگے اس پر عمل درست ہے۔ عورتیں بال کٹوالیں تو کوئی حرج نہیں وغیرہ۔ ہر شخص ترجمہ قرآن پڑھ کر خود اجتہاد کر سکتا ہے چنانچہ اگر واقعتاً مذکورہ خاتون کے اس قسم کے عقائد ونظریات ہیں یا اس خاتون کے علاوہ کسی اور جماعت کے ہوں تو یہ واضح اور کھلی گمراہی کی دلیل اور علامت ہے اور جو شخص مذکورہ بالا نظریات رکھتا ہو اور ان کی تعلیم وتبلیغ کرتا ہو وہ نہ صرف یہ کہ خود گمراہی کے اندر مبتلا ہے بلکہ اس کے اس عمل سے امت مسلمہ کو نا قابل تلافی نقصان، فتنہ اور شر پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے۔

لہٰذا اس قسم کے نظریات کی حامل تنظیم جماعت یا شخصیت کے درس میں شریک ہونا اس کی دعوت کو آگے چلانا، جان ومال اور وقت دے کر ان کی مدد ونصرت کرنا، ایک گناہ اور گمراہی کے کام پر مدد وتعاون کرنے کے مترادف ہے جس سے شریعت مطہرہ میں سختی سے روکا گیا ہے نیز ایسے افراد کے ساتھ تعاون کے نتیجے میں جو گمراہی اور فتنہ پھیلے گا اس کا گناہ عظیم مدد کرنے والوں کو بھی پہنچے گا۔ (ماخذہ: فتاویٰ عثمانی)

الغرض! ایسے منافی شریعت عقائد ونظریات کے حامل شخصیت اور جماعت کے ساتھ تعاون ومدد کرنا درست اور جائز نہیں ہے۔ بلکہ اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق اس قسم کے فتنوں سے امت کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۱) وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ (پ۶، المائدہ)

(۲) من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلبسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك أضعف الایمان۔ (رواہ مسلم والمشکوٰۃ) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رحمۃ اللہ علیہ دو الگ شخصیات ہیں﴾

سوال: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام ایک ہی شخص ہے یا علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں ان کی آمد کے متعلق قرآن وحدیث کی رو سے بیان فرمائیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے آسمانوں پر زندہ اٹھالیا تھا جن کا قرب قیامت نزول ہوگا اور حضرت مہدی قرب قیامت کو پیدا ہوں گے ان کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا اور سادات خاندان میں تشریف لائیں گے ان کا تفصیلی تذکرہ مشکوٰۃ ص۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر لگائے گئے تحریف قرآن کے عقیدے کے الزام کا جواب

سوال: آجکل کچھ لوگ علمائے دیوبند کے خلاف بڑا سخت پراپیگنڈہ کر رہے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری قرآن میں تحریف پر یقین رکھتے تھے مہربانی فرما کر منسلکہ اٹیچمنٹ کا مطالعہ فرما کر بتائیں کہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اس سے کیا مقصد تھا؟

ایک غیر دیوبندی نے اس کا ترجمہ کچھ اس طرح کیا ہے:

یہ جان لیں کہ متن کی تحریف میں تین قسم کے نظریات ہیں ایک گروہ کا خیال ہے کہ تمام ساوی کتب میں ہر طرح سے کی گئی ہے جو کہ بلحاظ مطلب اور بلحاظ متن دونوں پر مشتمل ہے اس خیال سے ابن حزم متفق تھے دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ تحریف بڑی معمولی ہے اور ممکن ہے کہ حافظ ابن تمیمہ اس سے متفق ہوں ایک گروہ متن میں تحریف کو رد کرتا ہے یہ گروہ صرف معانی میں تحریف کو مانتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس تیسرے خیال کے مطابق یہ ضروری ہے کہ قرآن پاک میں اس قسم کی تحریف کی گئی ہو اور میری تحقیق کے مطابق قرآن کے متن میں بھی تحریف کی گئی ہے البتہ ایسے وہ لوگ ہیں جو غلطی پر ہیں۔

جواب: حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت صاف اور بے غبار ہے، اور اس سے کسی طرح قرآن کریم کا محرف ہونا ثابت نہیں ہوتا، مترجم نے قصداً یا خطاً حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا ایسا ترجمہ کیا ہے جس سے غلط معنی ظاہر ہوتا ہے، اور فیہ میں ضمیر کا مرجع متعین کرنے میں واضح غلطی کی ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی عبارت کا ترجمہ تحریر کیا جاتا ہے اس کے بعد اس کی توضیح کی جائے گی، ترجمہ یہ ہے:

اور جان لیجیے کہ (سابقہ کتب کی) تحریف میں تین مذاہب ہیں:

(۱) ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ (سابقہ) آسمانی کتب میں لفظی اور معنوی ہر قسم کی تحریف واقع ہوئی ہے، علامہ ابن حزم کا میلان اسی جانب ہے۔

(۲) دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ (سابقہ آسمانی کتب میں) تحریف کم ہوئی ہے، (مگر ہوئی ضرور ہے) شاید علامہ ابن تیمیہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

(۳) تیسری جماعت کا یہ کہنا ہے کہ (سابقہ آسمانی کتب میں) لفظی تحریف بالکل نہیں ہوئی ان کے نزدیک (سابقہ کتب میں) ساری کی ساری تحریف معنوی ہوئی ہے۔ (حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں

(کہ تیسری جماعت کی بات درست نہیں کہ سابقہ کتب میں تحریف لفظی نہیں ہے معنوی ہے ورنہ) اس مسلک والوں کے خیال کے مطابق لازم آئے گا کہ قرآن بھی محرف ہو کیونکہ معنی کے اعتبار سے قرآن کریم میں بھی تحریف کم نہیں (لہٰذا سابقہ کتابوں میں صرف تحریف معنوی ماننا درست نہیں) میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے (سابقہ کتب میں) تحریف لفظی بھی ہوئی ہے یا جان بوجھ کر کی گئی ہے اور یا کسی مغالطہ کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مذکورہ عبارت پر غور کریں، آپ کو واضح طور پر سمجھ آئے گا کہ حضرت شاہ صاحب اس بات کا فیصلہ فرمانا چاہتے ہیں کہ سابقہ کتب میں تحریف لفظی ومعنوی دونوں ہوئی ہیں یا صرف تحریف معنوی ہوئی ہے؟ حضرت شاہ صاحب کی رائے یہ ہے کہ سابقہ کتب میں تحریف صرف معنوی نہیں ہوئی کہ لوگوں نے ان کتابوں کے الفاظ کو بعینہٖ برقرار رکھا ہو اور صرف معنی میں کمی بیشی اور تغیر وتبدل کیا ہو، اگر سابقہ کتب میں فقط تحریف معنوی کو تسلیم کیا جائے تو اس مسلک کے مطابق تو ایسی تحریف قرآن کریم میں بھی ہوئی ہے کیونکہ قرآنی آیات کے غلط معانی بہت سے لوگوں نے کیے ہیں جیسے غلام احمد پرویز وغیرہ نے مفہوم القرآن میں قرآنی آیات کے غلط معانی بیان کیے تو اس مسلک کے مطابق سابقہ کتب کو ہی محرف ماننے کی کیا تخصیص رہ جاتی ہے، لہٰذا صحیح بات یہ ہے کہ سابقہ آسمانی کتب میں تحریف لفظی اور معنوی دونوں طرح ہوئی ہے جس سے اللہ رب العزت نے اپنی آخری کتاب کو محفوظ رکھا ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿سیدنا آدم علیہ السلام پہلے انسان تھے﴾

سوال: کچھ عرصہ پہلے ARY چینل پر اسلامی سکالر کے پروگرام میں جہاں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی تھے یہ کہا گیا کہ حضرت آدم پہلے انسان نہیں تھے اور انہوں نے قرآن کی رو سے اس چیز کو ثابت کرنے کی کوشش بھی کی مگر میرا دل نہیں مانتا چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ان سے غلطی ہوئی اور ان کو زمین پر اتار گیا وغیرہ آپ قرآن سے اس بات کی تفصیل بھیجیں؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان تھے انہیں سے انسانیت کا آغاز ہوا ہے۔ قرآن حکیم کی سورہ "ص" کی آیت نمبر ۷۰ سے لے کر ۸۸ تک حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور فرشتوں کا سجدہ کرنا وغیرہ دیگر امور تفصیل سے مذکور ہیں۔ نیز قرآن حکیم کی دیگر آیات اور احادیث مبارکہ کی تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی پہلے انسان تھے جن کو خدا تعالیٰ نے خود تخلیق فرمایا تھا۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿علاماتِ قیامت کا تذکرہ اور قیامت کا وقت معلوم نہ ہونے میں تعارض نہیں﴾

سوال: سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸۷ میں جب یہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو معلوم نہیں کہ قیامت کب آئے گی تو حضور ﷺ نے کس طرح قیامت کی نشانیاں بتائی ہیں جب کہ مذکورہ آیت سے واضح ہے کہ قیامت اچانک آئے گی تو یہاں یعنی آیت نمبر ۱۸۷ سورۃ الاعراف میں ان نشانیوں کا ذکر کیوں نہیں جو احادیث میں آئی ہیں جب کہ قرآن میں ایک بھی نشانی قیامت کے بارے میں نہیں۔ مہربانی کر کے تفصیلی جواب دیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قیامت کے آنے کا قطعی اور حتمی علم کسی کو نہیں دیا کہ وہ فلاں سن، فلاں مہینہ اور فلاں تاریخ میں وقوع پذیر ہوگی، بلکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس محفوظ رکھا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ قیامت اچانک آئے گی اس کے آنے سے قبل اس کے متعینہ لمحات میں وقوع پذیر ہونے کا حقیقی علم کسی کو نہ ہوگا، البتہ قیامت سے قبل علاماتِ قیامت کا تفصیلی تذکرہ متعدد احادیث میں موجود ہے۔ احادیث میں مذکور اس تفصیل سے کسی کو یہ معلوم نہیں ہوسکتا ہے کہ قیامت فلاں سن، فلاں مہینہ اور فلاں دن میں آئے گی لہٰذا علاماتِ قیامت کا ذکر، قیامت کے اچانک آنے اور قیامت کی تاریخ کے غیر معلوم متعین ہونے کے خلاف نہیں۔

دراصل سائل کو اشتباہ اس بات سے ہوا ہے کہ اس نے احادیث میں علاماتِ قیامت کے تذکرہ کو قیامت کے وقوع کی حقیقی تاریخ متعین کرنے کی دلیل سمجھ لیا ہے جبکہ یہ خیال سراسر غلط ہے جن آیات و احادیث میں یہ موجود ہے کہ قیامت کے وقوع کا کسی کو علم نہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ جس ساعت، لمحہ اور گھڑی میں قیامت آئے گی اس ساعت لمحہ اور گھڑی کا کسی کو تاریخ کی تعیین کے ساتھ علم نہیں، اس اعتبار سے وہ اچانک آئے گی، اور جن احادیث میں علامات کا تذکرہ ہے ان سے کہیں بھی یہ متعین نہیں ہوتا کہ قیامت فلاں تاریخ میں واقع ہوگی۔

لہٰذا جب علاماتِ قیامت کے تذکرہ اور قیامت کا وقت نامعلوم ہونے کے درمیان کوئی تعارض نہیں تو یہ سوال بھی بے جا ہے کہ علاماتِ قیامت کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں؟ اس کا ذکر صرف احادیث میں کیوں ہے؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ساری باتوں کا استیعاب نہیں فرمایا چنانچہ مسائل نماز اور مناسک حج کا تفصیلی ذکر احادیث میں ہے جبکہ ان کا اجمالی حکم قرآن کریم میں ہے، آیا یہ سوال کرنا بجا ہوگا کہ نماز کے ان مسائل اور حج کے ان طریقوں کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں؟ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿مخصوص باطل نظریات کے حامل شخص کا حکم﴾

سوال: ☆ نماز جنازہ بغیر وضو کے ہوسکتی ہے؟ نماز ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر فرض ہے (گویا عاقل و بالغ ہونا شرط ہے) روزہ سے اگر تقویٰ اور تزکیہ نفس حاصل نہیں ہو رہا تو اس کے اصل ثمرات نہیں ملتے البتہ جسمانی فوائد ضرور حاصل ہوتے ہیں۔

☆ نماز سے اگر نفس کی برائیاں نہیں رک رہیں (الصلوٰۃ معراج المؤمن) اگر معراج حاصل نہیں ہو رہی اور بندے کا اللہ کو دیکھنا اور اللہ کا بندے کو دیکھنا کی کیفیت نہیں ہو رہی تو ہم نماز کے اصل ثمرات سے محروم ہیں۔

☆ قرآن پاک کو پاک حالت میں بغیر وضو کے چھوا جا سکتا ہے۔

☆ مسلمانوں کی جماعت کا مقصد صرف پانچ وقت کی نماز سے پورا نہیں ہوتا بلکہ مسجد میں مسلمانوں کو معاشرے میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے کوشاں رہنا چاہیے اور ایک مشترکہ مقصد حیات ہونا چاہیے۔

☆ زکوٰۃ صرف مال پر ہی واجب نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ جو بھی نعمتیں عطا فرمائے ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہر دور میں روئے زمین پر مختلف علاقوں میں اپنے برگزیدہ بندے (جو سنت و حکمت) کے حامل ہوتے ہیں ضرور متعین کرتا ہے۔

☆ سوال یہ ہے کہ ان عقائد کا حامل شخص کیا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟ کیا اس کا نکاح فسخ ہو گیا؟

جواب: سوال میں لکھی گئی باتوں پر غور و خوض کیا گیا ہے ان میں سے بعض باتیں معمول بہ طریقہ کے خلاف ہیں جو امت میں فتنہ اور انتشار کا باعث بن سکتی ہیں مثلاً یہ کہنا کہ نماز جنازہ بغیر وضو کے ہوسکتی ہے یا قرآن پاک کو بغیر وضو کے چھوا جا سکتا ہے یہ باتیں جمہور فقہائے کرام کی رائے کے خلاف اور بعض احادیث سے متصادم ہیں۔

اور بقیہ باتیں جہاں تک معلوم ہو رہا ہے بظاہر قرآن و سنت کے کسی اصول سے متصادم یا ضروریات دین کے انکار پر مشتمل نہیں، بشرطیکہ ان باتوں کی تشریح جو وہ کر رہا ہو وہ شریعت سے متصادم نہ ہو، لہٰذا مذکورہ بالا عقائد و نظریات کا حامل شخص کافر تو نہیں ہوگا البتہ امت کے اجماعی مسلک اور قابل عمل طریقہ کے خلاف رائے قائم کرنے کی وجہ سے قابل مؤاخذہ ہوسکتا ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿ کتاب السنۃ والبدعۃ ﴾

﴿ ایصالِ ثواب کیلئے مخصوص تاریخ یا طریقہ متعین کرنا ﴾

سوال: کیا قرآن خوانی ایک بدعت ہے؟ کیا قرآن پڑھ کر کسی کو بخشا جاسکتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشا جائے۔

جواب: فی نفسہ قرآن کی تلاوت کر کے ایصال ثواب کرنا جائز ہے مگر آج کل لوگوں نے اسکو رسم بنالیا ہے اور اس پر باقاعدہ اجتماع منعقد کرتے ہیں یہ بدعات ہیں۔

اس کے علاوہ اپنے طور پر صدقات وخیرات اور ذکر واذکار کا ثواب پہنچانا بھی احادیث سے ثابت ہے لیکن اس میں قیود اور رسوم کو پیدا کرنا اور اہل میت کی طرف سے دعوت کرنا درست نہیں ہے۔

ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اھل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وھی بدعة مستقبحة وفی البزازیة ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم و اتخاذ الدعوة لقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقرأة سورة الانعام والاخلاص الخ (شامی ص۸۴۲ ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کس تاریخ کو ہوئی ﴾

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت باسعادت کیا ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بارے میں جو مشہور ہے کہ یہ بارہ ربیع الاول کا دن تھا یقینی طور پر درست نہیں ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں چار اقوال نقل کیے ہیں جن میں سے کسی ایک کو بھی ترجیح نہیں دی سب کو مشہور قرار دیا ہے۔ پہلا قول یہ ہے کہ دو ربیع الاول کا دن تھا، دوسرا یہ کہ آٹھ ربیع الاول کا دن تھا، تیسرا یہ کہ دس تاریخ تھی اور چوتھا قول یہ کہ بارہ تاریخ تھی چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

واتفقوا علی انه ولد یوم الاثنین من شھر ربیع الاول و اختلفو اھل ھو فی الیوم الثانی اوالثامن ام العاشر او الثانی عشر فھذہ اربعة اقوال مشھورة۔ (تہذیب الاسماء ۱/۵۰)

جبکہ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان سیرت حلبیہ میں نو تاریخ کی طرف زیادہ ہے لہٰذا بارہ کو یوم ولادت یقینی

طور پرنہیں کہا جاسکتا۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿یاغوث اعظم، یاخواجہ کہنے اور غیر اللہ سے مدد مانگنے کا شرعی حکم﴾

سوال: ایک نعرہ جو اکثر لوگ لگاتے ہیں مثلاً یاغوث الاعظم یا خواجہ یہ شخصیات بزرگ ومتبرک تو ضرور تھیں مگر انہوں نے اپنے پیروکاروں کو یہ تو نہیں کہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی بجائے ہمیں اس طرح سے پکارو۔ اس کی مہربانی فرما کر کوئی دلیل دیں؟

جواب: یاغوث الاعظم اور یا خواجہ کہنا شرعاً جائز نہیں ہے یہ نعرے اہل بدعت کے ایجاد کردہ ہیں اور ان سے ان کی مراد غیر اللہ سے مدد طلب کرنا ہے اور اس عقیدے کی قرآن وحدیث اور عقائد اہل سنت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ پوری کائنات کا نظام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ موت وحیات، صحت ومرض، عطا وبخشش سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء اور دعائیں کرتے اور اسی کو ہر قسم کے نفع ونقصان کا مالک سمجھتے رہے ہیں اور تمام اولیاء عظام کا بھی یہی معمول رہا ہے کسی نبی یا ولی نے یہ نہیں کہا کہ مجھ سے مدد مانگو۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کے بارے میں جو عقیدہ تھا وہ اس حدیث مبارک سے صاف واضح ہو کر معلوم ہو رہا ہے:

عن ابن عباس قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال ياغلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله۔

(مشکوٰۃ المصابیح ۲/۴۵۳)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ''اے لڑکے تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر تو اس کو اپنے سامنے پائے گا اور تجھے جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر۔ (مشکوٰۃ ۳/۴۵۳)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

ولايسئل غيره لان غيره غير قادر على العطاء والمنع و دفع الضرر جلب النفع الخ۔

(مرقاۃ المفاتیح ۵/۹۱)

یعنی اس کے سوا کسی سے نہ مانگے کیونکہ اس کے سوا کوئی دوسرا نہ دینے پر قادر ہے اور نہ روکنے پر۔

خود حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ الفتح الربانی کی مجلس نمبر ۶۱ میں فرماتے ہیں ''نہ اس کے سوا کوئی دینے والا ہے نہ روکنے والا نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے نہ اس کے سوا کوئی زندگی دینے والا ہے اور نہ موت'' حضرت کے اس ارشاد سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس قسم کے باطل عقائد سے احتراز لازم ہے اور یا غوث الاعظم جیسے نعروں سے چونکہ اس عقیدے کا اظہار مقصود ہوتا ہے اس لیے یہ نعرہ لگانا بھی جائز نہیں ہے البتہ ذوات صالحہ کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے مانگنا جائز ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿نذر و نیاز کی شرعی حیثیت﴾

سوال: نذر نیاز کے متعلق بتائیں کہ یہ کس کس طرح صحیح اور کس طریقے سے غلط ہے؟

جواب: نیاز خیرات کرنے کو کہتے ہیں نیاز (خیرات) صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر دینی جائز ہے؟ غیر اللہ (کسی پیر، ولی) کے نام پر نیاز دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔

اور نذر کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ جس کام کے ہونے پر نذر مانی جائے اور وہ کام ہو جائے تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور نذر صرف اللہ کے لیے ماننی جائز ہے غیر اللہ کے لیے نذر ماننا جائز نہیں ہے اگر کسی نے غیر اللہ کے لیے نذر مانی تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کو پورا کرنا گناہ ہے۔

اور نذر اس چیز کی ماننی اور پوری کرنی ضروری ہے جو خود عبادت مقصودہ ہو یا اس عمل سے ملتا جلتا عمل فرض یا واجب ہو مثلاً نوافل پڑھنے، صدقہ کرنے اور مسجد میں رقم دینے کی نذر مان سکتے ہیں۔

منها ان يكون قربة فلا يصح النذر بماليس بقربة رأسا كالنذر باالمعاصي ..... وكذا النذر بالمباحات من الاكل والشرب والجماع ونحوذالك لعدم وصف القرابة ...... ومنها ان تكون قربة مقصودة فلايلزم النذر بعيادة المرضى .... وان كانت قربا لانها ليست بقرب مقصودة ويصح النذر بالصلوة الخ (بدائع الصنائع ۸۲/۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿عقیقہ کا مسنون طریقہ﴾

سوال: عقیقہ کا سنت طریقہ بتائیں؟

جواب: بچہ کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ کرنا مستحب ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ بچہ کی طرف سے دو جانور اور

بچی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرے اور اس کا گوشت خود بھی استعمال کر سکتا ہے اور دوسروں میں بھی تقسیم کر سکتا ہے اور اس عقیقہ والے جانور میں ان تمام شرائط کا ہونا ضروری ہے جو قربانی کے جانور کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ (عالمگیری ص ۲۵۷، ج ۵) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿عید میلا دالنبی کی شرعی حیثیت﴾

سوال: عید میلا دالنبی کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: رحمت کائنات حضرت محمد ﷺ کے ذکر ولادت کے عنوان سے جو محفلیں منعقد کی جاتی ہیں انہیں محفل میلاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا تذکرہ کرنا اور اس سے آگاہ کرنا تمام مسلمانوں کے لیے موجب خیر و برکت اور باعث فخر و سعادت ہے لیکن شریعت نے ہر کام اور عبادت کے لیے کچھ حدود و قواعد مقرر کیے ہیں ان حدود و قواعد کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہر عمل کا انجام دینا ضروری ہے اور ان سے تجاوز کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے' اس کی سادہ سی مثال یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی تلاوت عظیم ثواب کا عمل ہے لیکن رکوع اور سجدہ کی حالت میں ممنوع ہے' اسی طرح نماز اہم ترین عبادت ہے لیکن آفتاب کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت نماز پڑھنا حرام ہے۔ اسی طرح سیرت طیبہ کے مبارک تذکرے کے لیے کچھ حدود و قواعد ہیں مثلاً سیرت کے تذکرہ کو کسی معین تاریخ یا مہینہ کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے بلکہ سال کے ہر مہینہ میں اور مہینہ کے ہر ہفتہ میں اور ہفتہ کے ہر دن میں اسے یکساں طور پر باعث سعادت عمل سمجھا جائے اور اس کے لیے کوئی بھی جائز طریقہ اختیار کر لیا جائے مثلاً سیرت پر لکھی گئی معتبر کتابوں کے مطالعہ کا معمول بنا لیا جائے یا کسی عالم دین کو بلا کر مہینہ میں ایک مرتبہ سیرت کے موضوع پر وعظ سن لیا جائے ایسا کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث ثواب ہے مگر ان تمام مفاسد اور منکرات سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے جو عام طور پر مروجہ میلاد کی محفلوں میں پائی جاتی ہیں ان میں سے بعض مفاسد اور منکرات درج ذیل ہیں۔

(۱) ماہِ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو خصوصیت کے ساتھ محفل میلاد منعقد کرنا یا عید میلا دالنبی ﷺ منانا اس کا کوئی ثبوت حضرات صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین اور ائمہ دین کے مبارک دور میں نہیں ملتا لہٰذا آپ ﷺ کے ذکر کو کسی معین تاریخ یا معین مہینہ کے ساتھ مخصوص کر لینا دین میں اضافہ اور بدعت ہے۔

(۲) مٹھائی حلوہ کے لیے لوگوں سے چندہ وصول کرنا جس میں لوگ عموماً لحاظ و مروت کی خاطر یا جان چھڑانے کے لیے چندہ دیتے ہیں اور حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی خوشدلی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

(۳) ان محفلوں میں ضرورت سے زیادہ روشنی اور چراغاں کا اہتمام ہونا' ان کی سجاوٹ میں حد سے زیادہ تکلف کرنا اور غیر ضروری آرائش پر حد سے زیادہ اخراجات کرنا جو بلاشبہ اسراف میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

(۴) ان محفلوں میں تصویر اتارنا' جلسوں کے انتظامی انہماک کی وجہ سے یا رات کو دیر تک جاگنے کے سبب فرض نماز ترک کرنا یا اس کا قضا ہو جانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

(۵) ان محفلوں میں بعض اوقات بے احتیاطی کی وجہ سے ایسی کہانیاں بیان کر دی جاتی ہیں جو صحیح اور معتبر روایات سے ثابت نہیں ہوتی حالانکہ اس مقدس موضوع کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح روایات سے ثابت شدہ واقعات نہایت احتیاط سے بیان کیے جائیں۔

(۶) نبی کریم ﷺ نے ہر شعبۂ زندگی سے متعلق واضح ہدایات اور تعلیمات امت کو عطا فرمائی ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی تمام تعلیمات پر روشنی ڈالی جائے۔ عبادات' معاملات معاشرت اور اعمال و اخلاق پر سیر حاصل گفتگو کی جائے لیکن یہ عام مشاہدہ ہے کہ آج کل کی زیادہ تر میلاد کی محفلوں میں صرف آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے یا زمانہ نبوت سے پہلے کے حالات بیان کیے جاتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ آپ کے معجزات کا کچھ بیان ہو جاتا ہے لیکن عموماً تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق جامع تعلیمات نبوی کا بیان نہیں ہوتا اور ان کی جگہ خرافات' مفاسد اور منکرات نے لے لی ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر مروجہ میلاد کی محفلیں قابل ترک ہیں البتہ اگر ان مفاسد میں سے کوئی نہ ہو اور شرعی حدود و آداب کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت کی کوئی محفل محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر منعقد کر لی جائے تو اس میں انشاء اللہ سراسر خیر و برکت ہے۔

(۷) حاضرین کھڑے ہو کر نعت خوانی کرتے ہیں اس عقیدہ سے کہ آپ ﷺ محفل میں تشریف لا رہے ہیں یہ عقیدہ غلط اور باطل ہے اور اس طرح کا قیام شرعاً ناجائز ہے۔

علامہ ابن حجر الھیثمی فرماتے ہیں ”ونظیر ذالك فعل كثير عند ذكر مولده صلى الله عليه وسلم ووضع امه له من القيام وهوا ايضا بدعة لم يردفيه شي“ (الفتاویٰ الحدیثیہ ص۵۸)

(۸) نیز حضور ﷺ کی ولادت کے بارے میں جو مشہور ہے کہ یہ بارہ ربیع الاول کا دن تھا یقینی طور پر درست نہیں ہے علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے چار اقوال اس کے بارے میں نقل کیے ہیں اور ترجیح کسی ایک کو بھی نہیں دی پہلا قول یہ ہے کہ دو ربیع الاول کا دن تھا دوسرا یہ ہے کہ آٹھ ربیع الاول کا دن تھا تیسرا یہ کہ دس تاریخ تھی اور چوتھا قول یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کا دن تھا۔ جب کہ علامہ حلبی کا رجحان سیرت حلبیہ میں 9 تاریخ کی طرف ہے۔

واتفقوا علی انه ولد یوم الاثنین من شهر ربیع الاول واختلفوا هل هو فی الیوم الثانی او الثامن من ام العاشر اوالثانی عشر فهذه اربعة اقوال مشهورة۔ (تہذیب الاسماء۱/۵۰)

توجب اس میں ہی اختلاف ہےاورکوئی وجہ ترجیح بھی نہیں تو بارہ ربیع الاول کومتعین کرنا کیسے درست ہے؟ لہٰذا آج کل جو بارہ ربیع الاول کوعید میلادمنائی جاتی ہےشرعاً جائزنہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿پختہ قبر بنانے کا حکم﴾

سوال: اگر غلطی سے اولاد قبر پکی کروادیں تو اس صورت میں شرعی رہنمائی کیا ہے؟

جواب: قبر کو پختہ بنانا سنت کے خلاف ہے، اگر کسی قبر کو پختہ کرلیا گیا ہو تب بھی یہ لازم ہے کہ اس کی ہیئت کو سنت کے مطابق بنایا جائے اوراس کی پختگی کو ختم کیا جائے، اگر قبر ایسے مقام پر بنائی جائے کہ وہاں کی مٹی ریتلی وغیرہ ہونے کی وجہ سے ٹھہرتی ہی نہ ہو تو پھر اندر سے بقدر ضرورت پختہ کرنے کی گنجائش ہے، اوپر سے پختہ بنانا پھر بھی جائز نہیں۔

عن ابی وائل ان علیًا قال لابی الهیاج الاسدی ابعثك علی مابعثنی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان لاتدع قبر امشرفا الاسویته ولاتمثا لاالاطمسته (ترمذی شریف ص۱۲۵،ج۱)

عن جابر رضی اللّٰه عنه قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان تجصص القبور وان یکتب علیها وان ینبٰی علیها وان توطأ۔ (حوالہ بالا) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿شعبان کی پندرہویں رات﴾

سوال: ہم لوگ جو شعبان المعظم کی پندرہویں رات میں عبادت کرتے ہیں اس کا کیا ثبوت ہے؟ آیا یہ جائز ہے؟ اوران اوقات میں لوگ طرح طرح کے کام کرتے ہیں مثلاً حلوہ پکانا، چراغاں کرنا، آتش بازی کرنا ان کاموں کا کیا حکم ہے؟

جواب: شعبان المعظم کی پندرہویں رات بابرکت راتوں میں سے ہے احادیث مبارکہ میں اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ:

''اللہ عزوجل نصف شعبان کی رات (پندرہویں رات) کو آسمانِ دنیا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں''۔

(رواہ ابن ابی شیبہ والترمذی وابن ماجہ والبیہقی)

ایک دوسرے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اس رات کے متعلق فرمایا:

''اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو اللہ رب العزت غروبِ شمس کے وقت آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں: ''ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اسے معاف کروں، ہے کوئی رزق کا متلاشی تاکہ میں اسے رزق عطا کروں، ہے کوئی مصیبت زدہ میں اس کی مصیبت کو دور کروں .... چنانچہ طلوع فجر تک یہی صدا لگتی رہتی ہے''۔ (رواہ ابن ماجہ والبیہقی)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس رات قبرستان تشریف لے گئے اور مردوں کے لیے بخشش کی دُعا مانگی۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اس رات میں عبادت کا اہتمام کرنا اور اس کے دن میں روزہ رکھنا ثابت ہے۔

''المرغوبات من الصیام انواع اولھا صوم المحرم والثانی صوم رجب والثالث صوم شعبان''۔ (ھندیہ ۱/۱۳۰)

البتہ اس رات اور دن میں جتنے غیر شرعی طریقے اور رسومات مثلاً آتش بازی، حلوہ پکانا، چراغاں کرنا وغیرہ رائج ہیں ان سے بچنا لازم ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿تقلید کی شرعی حیثیت﴾

سوال: تقلید کی شرعی حیثیت قرآن وسنت سے بیان کریں،

جواب: اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا کہ دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت بھی اس لیے واجب ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے قول وفعل سے احکامِ الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے کہ کونسی چیز حلال، کونسی چیز حرام ہے؟ جو ان تمام معاملات میں خالصۃً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بجائے کسی اور کی اطاعت کرنے کا قائل ہو، اور اس کو مستقل بالذات مطاع سمجھتا ہو وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لیکن قرآن وسنت میں بعض احکام تو ایسے ہیں کہ جنہیں ہر معمولی پڑھا لکھا آدمی سمجھ سکتا ہے، ان میں کوئی اجمال، ابہام یا تعارض نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی انہیں پڑھے گا وہ کسی الجھن کے بغیر ان کا مطلب سمجھ لے گا۔

اس کے برعکس قرآن وسنت کے بہت سے احکام وہ ہیں جن میں کوئی ابہام یا اجمال پایا جاتا ہے، کچھ ایسے بھی ہیں جو قرآن مجید ہی کی کسی دوسری آیت یا دوسری حدیث سے متعارض معلوم ہوتے ہیں یا کچھ ایسے ہیں جن میں ایک سے زائد معنی نکل سکتے ہیں تو ان احکامات سے مسائل کے استنباط میں بہت سی دشواریاں پیش آتی

ہیں اب ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم اپنی فہم وبصیرت پر اعتماد کر کے اس قسم کے معاملات میں خود کوئی فیصلہ کر لیں اور اس پر عمل کریں۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن وسنت کے ان ارشادات سے ہمارے جلیل القدر اسلاف نے کیا سمجھا ہے؟ چنانچہ قرونِ نزولی کے جن بزرگوں کو ہم علوم قرآن وسنت کا زیادہ ماہر پائیں ان کی فہم پر اعتماد کر کے اسی کے مطابق عمل کریں۔ اسی کا نام تقلید ہے اور یہی تقلید کی حقیقت ہے۔

قرآن مجید میں ہے: ''فاسئلوا اهل الذكر إن كنتم لاتعلمون''۔(النحل۴۳،الانبیاء۷)

''اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو.........''۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ''اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے جس چیز کا علم خود نہ ہو اس کے بارے میں علماء سے رجوع کرنا واجب ہے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ عام آدمیوں کے لیے ضروری مسائل میں تقلید جائز ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کتنا عرصہ تمہارے درمیان رہوں گا؟ پس تم میرے بعد دو شخصوں کی اقتداء کرنا، ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ، دوسرے عمر رضی اللہ عنہ۔(رواہ الترمذی وابن ماجہ واحمد)

مندرجہ بالا حوالوں سے تقلید کا ثبوت واضح طور پر ملتا ہے تفصیلی دلائل کے لیے مذکورہ کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔(تقلید کی شرعی حیثیت از حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ) (روح المعانی ۱۴/۱۴۸ النحل)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿نماز کے علاوہ درود ابراہیمی پڑھنا﴾

سوال: کیا (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) درود ابراہیمی نماز کے علاوہ پڑھنا جائز نہیں ہے اگر جائز ہے تو ثبوت کے ساتھ بتادیں؟

جواب: ترمذی شریف میں حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درود شریف پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود شریف یوں پڑھا کرو تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود ابراہیمی پڑھ کر سنایا۔(ترمذی ص۲۲۱ ج۱ ابواب الوتر) مندرجہ بالا حدیث کے عموم سے نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں اس کے پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿بیعت کی حیثیت اور اس کو توڑنے کا حکم﴾

سوال: بیعت کیا چیز ہے اگر میں کسی سے بیعت ہوں تو کیا اس کی زندگی میں ہی کسی دوسرے سے بیعت ہو سکتا ہوں؟

جواب: بیعت کرنا شرعاً فرض ولازم نہیں ہے البتہ اپنی اصلاح نفس فرض ہے، جس کے لیے کسی اللہ والے متبع سنت شخص کے ساتھ تعلق قائم کرنا ضروری ہے اور بیعت کر لینا مستحب عمل ہے۔

جس شیخ سے تعلق قائم کیا ہو اس کی زندگی میں کسی دوسرے سے تعلق قائم نہ کرنا چاہیے البتہ اگر اس تعلق کا فائدہ نہ ہو اور مناسبت نہ ہو یا شیخ سے استفادہ نہ ہو سکتا ہو تو ایسی صورتوں میں کسی دوسرے شخص کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

﴿پرفیوم کے استعمال کا حکم﴾

سوال: کہتے ہیں کہ پرفیوم میں الکحل ہوتی ہے کیا ہم اس کو استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: جو الکحل انگور، کھجور یا منقی سے تیار ہوا ہو اور وہ مسکر ہو یا ان کی شراب سے تیار ہوا ہو وہ ناپاک اور حرام ہے اور اس کا استعمال خارجی و داخلی کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اور جو الکحل مذکور بالا اشیاء کے علاوہ مثلاً شہد، آلو، پیٹرول اور گنے کے رس وغیرہ سے یا ان کی شراب سے تیار ہوا ہو وہ ناپاک نہیں ہے اس کا استعمال بطور تلذذ کے حرام ہے البتہ بطور دوا کے داخلی اور پرفیوم وغیرہ کے خارجی طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فی الدرالمختار مع الشامی (۴۵۲/۶) اربعۃ انواع الاول (نبیذ التمرو الذبیب ان طبخ ادنی طبخۃ) یحل شربہ (وان اشتد) وھذا (اذا شرب) منہ (بلا لھو و طرب) فلو شرب للھو فقلیلہ و کثیرہ حرام (وما یسکر) ..... (و) الثالث (نبیذ العسل والتین والبر والشعیر والذرۃ) یحل سواء (طبخ اولا) بلا لھو وطرب .... اذا قصدبہ استمراء الطعام والتداوی والتقوی علی طاعۃ اللہ تعالیٰ ولو للھو لایحل اجماعا۔

وفی المبسوط للسرخسی (۲۴/ ۱۵) وھذہ الاشربۃ لیست فی معنی الخمر من کل وجہ بدلیل حکم الحدود حکم النجاستہ۔

الکحل سے تیار شدہ اشیاء کے استعمال کا حکم اس بات پر موقوف ہے کہ الکحل کس چیز سے تیار شدہ اس میں شامل ہے؟ ہماری تحقیق یہ ہے کہ آج کل عموماً کیمیاوی الکحل پرفیوم اور سینٹ میں استعمال ہوتا ہے ان میں

کھجور یا انگور یا کشمش کا بنا ہوا الکحل شامل نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ قیمتی ہوتا ہے لہٰذا ان پر فیومز کے استعمال سے شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مروجہ اجتماعی ذکر بالجہر کا حکم﴾

سوال: قرآن وحدیث کے حوالے سے مجھے ذکر جہری کے متعلق پوچھنا ہے جب کہ لوگ جمع ہو کر اکٹھے ذکر کرتے ہیں جب کہ سورہ حجرات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری آواز نبی کی آواز سے بلند نہیں ہونی چاہیے۔مہربانی کر کے حوالہ کے ساتھ جواب دیں؟

جواب: ذکر بالجہر جیسا کہ ہمارے زمانہ میں مروج ہے کہ اکٹھے ہو کر بلند آواز سے مل کر ذکر کرتے ہیں، اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔اس سے بچنا لازم ہے البتہ اہل طریقت کے ہاں اصلاحِ نفس کی غرض سے روح کے علاج کے لیے جو ذکر وغیرہ کے طریقے معمول ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں بشرطیکہ انہیں حدود و قیود میں رہتے ہوئے متبع شریعت شیخ کی راہنمائی میں اختیار کیا جائے اور ان کو سنت یا ثواب کا کام سمجھنے کی بجائے اصلاحِ نفس کے لیے علاج کا ایک سلسلہ سمجھا جائے۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھئے ''حکم الذکر بالجہر'' مؤلفہ مولانا سرفراز احمد خان صفدر مدظلہ

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿۲۲ اور ۲۳ رجب کے کونڈوں کا حکم﴾

سوال: مجھے ۲۲، ۲۳ رجب کے کونڈوں کے متعلق کچھ بتائیں؟

جواب: رجب کے کونڈے اور ان کے پس منظر میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب قصے سراسر گھڑے ہوئے واقعات ہیں، جن کا دین اور ثواب سے دور کا بھی تعلق نہیں، نہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اس تاریخ میں پیدا ہوئے اور نہ اس تاریخ میں ان کی وفات ہوئی اور نہ ہی مذکورہ تاریخ میں ان سے متعلق کوئی واقعہ پیش آیا، علاوہ ازیں دین کا یہ مزاج نہیں کہ کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کی زندگی یا وفات وغیرہ کی تواریخ کو بعد میں منانے کے حوالے سے اجازت دی گئی ہو اور اس پر حصول اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہو یا اس میں کھانے پینے سے متعلق اس طرح کی رسم کی ترغیب دی گئی ہو، اگر امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ کونڈوں کے متعلق کسی بھی قسم کا کوئی واقعہ ثابت ہوتا تو جہاں امام موصوف کا بچپن گذرا، جوان ہوئے اور وفات پائی وہاں اس کا سب سے زیادہ چرچا ہونا

چاہیے تھا، اس کے برعکس وہاں اس طریقہ کو کوئی جانتا بھی نہیں مگر ہزاروں میل دور بیٹھے بے علم لوگوں کو ان باتوں کا کس طرح علم ہو جاتا ہے اور وہ اس رسم کو پہلے چھپ چھپ کر اور اب علانیہ کرنے لگتے ہیں۔

بعض مؤرخین کے مطابق مذکورہ تاریخ میں صحابیِ رسول کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور دشمنانِ صحابہ ان کی وفات کی خوشی میں کونڈے پکاتے ہیں، مگر سادہ لوح عوام کو بے خبر رکھنے کے لیے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی جانب ان کی نسبت کرتے ہیں اور پس پردہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف اپنے بغض اور دشمنی کا اظہار کرتے ہیں، اگر صورتحال ایسی ہی ہو تو کونڈے پکانا فقط ایک رسم ہی نہیں بلکہ قبیح ترین فعل ہوگا، جس سے بچنا ہر صاحب ایمان کے لیے لازم ہے۔

............واللہ اعلم (محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

کتاب التفسیر والحدیث والسلوک

شب برأت سے متعلق ایک حدیث کی تصحیح

سوال: شب برأت میں عبادت کرنا اور دن کو روزہ رکھنا اس کا ثواب اتنا ہے جتنے بنی کلاب کے قبیلہ کی بکریوں کے جسم پر بال ہیں اس حدیث کا کتاب سے حوالہ دیں کیا یہ حدیث اسی طرح ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں حدیث مذکور اس طرح سے نہیں ہے بلکہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کی مغفرت کرتا ہے۔

عن عائشه رضی اللّٰه عنها قالت فقدت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ذات لیلة فخرجت اطلبه فاذا هو بالبقیع رافعاً رأسه الی السمآء فقال یاعائشة اکنت تخافین ان یحیف اللّٰه علیك ورسوله قلت ومالی من ذالك ولکنی ظننت انك أتیت بعض فسألك فقال ان اللّٰه عزوجل ینزل لیلة النصف من شعبان الی اسماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب رواه ابن ابی شیبة والترمذی وابن ماجه والبیهقی۔ (بحوالہ ماثبت بالسنۃ ص ۳۵۵) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

گھر، عورت اور گھوڑے میں نحوست کا مطلب

سوال: صحیح بخاری شریف کی حدیث جس میں تین چیزوں یعنی گھر، گھوڑا اور عورت کو منحوس قرار دیا گیا ہے یہاں منحوس کا کیا مطلب ہے اور اس کا اندازہ کیسے لگایا جائے کہ کون سا گھر، عورت اور گھوڑا منحوس ہو سکتے ہیں؟

جواب: شریعت مطہرہ میں نحوست کا کوئی تصور نہیں ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ مختلف چیزوں کو منحوس سمجھتے تھے حضور ﷺ نے اس کی بھرپور تردید فرمائی۔ بخاری شریف کی جو حدیث مبارک آپ نے ذکر فرمائی ہے اس کے بعد جو روایت مذکور ہے وہ تفصیلی ہے اس میں یہ ارشاد ہے ''اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو گھر میں اور عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی''۔

ان کان الشوم فی شیئی ففی الدار والمرأة والفرس (حاشیہ بخاری جلد۲، صفحہ۷۶۳)

اس کی تشریح میں محشی نے تحریر فرمایا ہے ''اگر نحوست کا وجود کسی چیز میں ہوتا تو وہ ان تین چیزوں میں

ہوتی اس لیے کہ یہ چیزیں اس کو زیادہ قبول کرنے والی ہیں لیکن ان میں نحوست کا وجود نہیں ہے لہٰذا نحوست سرے سے ہے ہی نہیں''۔

والمعنی ان الشوم لو کان له وجود فی شیٔی لکان فی هذه الاشیاء فانها اقبل الاشیاء له لکن لاوجود له فیها فلا وجود له اصلا۔ (حاشیہ بخاری جلد۲،صفحہ۷۶۳)

آپ کی ذکر کردہ روایت میں نحوست سے مراد وہ طبعی ناپسندیدگی ہے جس کا سبب ان اشیاء میں شریعت یا طبیعت کی مخالفت ہے۔ پس گھر کی نحوست سے مراد اس کا تنگ ہونا اور اس کے پڑوس کا برا ہونا ہے اور عورت کی نحوست سے مراد اس کا بانجھ ہونا اور زبان دراز ہونا اور گھوڑے کی نحوست سے مراد یہ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اس پر سوار ہو کر بندہ جہاد نہ کرے۔ بہرحال یہاں مروجہ نحوست مراد نہیں ہے بلکہ مراد ان چیزوں کا شریعت یا طبیعت کی رُو سے اس آدمی کے موافق نہ ہونا ہے۔

فعلی هذا الشوم فی الاحادیث المستشهد بها محمول علی الکراهة التی سببها مافی الاشیاء من مخالفة الشرع او الطبع کما قیل شوم الدار ضیقها وسوء جیرانها وشوم المرأة عدم ولادتها وسلاطة لسانها ونحوهما وشوم الفرس ان لایغزی علیها ...... فالشوم فیها عدم موافقتها له شرعاً او طبعاً۔ (حاشیہ بخاری جلد۲،صفحہ۷۶۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بخاری شریف کی روایت میں ''کذب'' سے مراد ''توریہ'' ہے﴾

سوال: بخاری شریف کی کسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولا، اگر واقعتاً ایسا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بخاری شریف کی اس روایت میں جھوٹ سے مراد حقیقی جھوٹ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد توریہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کلام سے اور معنی مراد لیا اور سننے والوں نے دوسرا معنی سمجھا۔ ضرورت شدیدہ کے موقع پر توریہ کا استعمال جائز ہے۔

والمراد بالکذب الکذب صورة لاحقیقة فیؤل ذالك بانه کذب بالنسبة الی فهم السامعین اما فی نفس الامر فلا۔ (حاشیۂ بخاری ص۴۷۴ ج۱)

قال علیه الصلوٰة والسلام کل کذب مکتوب لامحالة الاثلاثة الرجل مع امرأته او ولده والرجل یصلح بین اثنین والحرب فان الحرب خدعة قال الطحاوی وغیره هو محمول علی المعاریض لان عین الکذب حرام قلت وهو الحق۔ (شامی۴۲۴/۶) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ ''تم اس پر اللہ کا نام لے کر کھاؤ'' حدیث کا صحیح مطلب ﴾

سوال: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ ہمارے لیے گوشت لائے ہیں ہمیں پتہ نہیں کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم خود اس پر اللہ کا نام پڑھ لو اور کھالو'' حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ یہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری/۵۵۰۷)

جواب: یہ حدیث شریف صحیح بخاری میں موجود ہے، اس میں لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بابت دریافت کیا کہ بعض لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں لیکن ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ (تو کیا ہم ایسے گوشت کو کھا سکتے ہیں؟) تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کا نام لے کر کھالیا کرو۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حرام گوشت بسم اللہ پڑھ کر کھانے سے حلال ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جب تمہیں گوشت دینے والا ایسا شخص ہے جس کا ذبیحہ درست اور حلال ہے تو تم اس تحقیق میں نہ پڑا کرو کہ آیا اس پر اللہ کا نام ذبح کرتے وقت لیا گیا یا نہیں؟ بلکہ اللہ کا نام لے کر کھا لیا کرو اس لیے کہ ذبح کرنے والے نے اللہ کا نام لیا ہی ہوگا۔

یحتمل ان یرید ان تسمیتکم الان تستبیحون بها اکل مالم تعلموا اذکر اسم اللّٰه علیه ام لا اذا کان الذابح ممن تصح ذبیحته اذا سمی ویستفاد منه ان کل مایوجد فی اسواق المسلمین محمول علی الصحة وکذا ماذبحه اعراب المسلمین لان الغالب انهم عرفوا التسمیة وکذا الاخیر جزم ابن عبدالبر فقال فیه ان ماذبحه المسلم یؤکل ویحمل علی انه سمی لان المسلم لایظن به فی کل شئ الا الخیر حتی یتبین خلاف ذالك۔ (فتح الباری) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ بیعت اور تصوف کا شرعی حکم ﴾

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بیعت کرنا اور سلسلہ تصوف سے منسلک ہونا شرک ہے، مہربانی فرما کر بتائیں کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: کسی متبع شریعت شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شرک نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ پر بیعت کی صورت میں عہد لینا قرآن وحدیث سے ثابت ہے قرآن مجید میں ہے:

یـاایهـا الـنبـی اذا جـاءك الـمؤمنـات یبـایعنك علی ان لایشرکن بـاللّٰه شیا ولایسرقن ولایـزنین ولا یقتلن اولادهن ولایأ تین ببتهان یفترینه بین ایدیهن وارجلهن ولا یعصینك فی

معروف فبایعهن واستغفرلهن اللّٰه۔۔۔۔۔

حدیث شریف میں ہے۔عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وحوله عصابة من اصحابه بایعونی علی ان لاتشرکوا باللّٰه شیا ولاتسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولاتأتوا ببتهان تفترونه بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفی منکم فأجره علی اللّٰه ومن اصاب من ذالك شیًا ثم ستره الله علیه فهو الی اللّٰه ان شاء عفا عنه وان یشاء عاقبه فبایعناه علی ذالك۔ (متفق علیہ)

بیعت علی الاعمال سنت ہے اورصحابہ کے لیے حضور ﷺ نے اس بیعت کو اہم قرار دیا تو دوسرے لوگوں کے لیے بطریق اولیٰ اہم تر ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد علی معاویہ عفی عنہ)

﴿تین کاموں کے صدقہ جاریہ بننے سے متعلق حدیث﴾

﴿اور ایصال ثواب پر اشکال کا جواب﴾

سوال: جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب رک جاتا ہے (چونکہ اعمال رک جاتے ہیں) سوائے تین چیزوں کے ایسی چیزیں جن کا پھل اس کو مرنے کے بعد بھی ملتا ہے، علم جو اپنے بعد چھوڑ کر جاتا ہے جس سے عوام کا فائدہ ہو اس کے مرنے کے بعد بھی اور کوئی ایسا بچہ جو اس کی بخشش کے لیے دُعا کرتا رہے۔ مذکورہ عبارت پڑھنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہم مرنے والوں کو ایصال ثواب نہیں کر سکتے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ مر جاتا ہے تو مرنے کے بعد وہ بذات خود کوئی عمل نہیں کر سکتا کہ جو اس کو نفع دے سکے۔ لیکن اگر وہ اپنی زندگی میں کوئی ایسا نیک کام کر جائے مثلاً مسجد بنوا دی، مدرسہ بنا دیا یا بچے کو حافظ قرآن، عالم دین بنا دیا یا کوئی رفاہ عامہ کے لیے مکان تعمیر کر گیا ہو تو جب تک یہ چیزیں باقی رہیں گی ان کا ثواب اس کو بھی ملتا رہے گا اور اس طرح اگر کوئی بندہ کسی میت کے لیے اعمال بدنیہ یا مالیہ کا ثواب پہنچائے تو یہ جائز ہے اور اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی کی زندگی میں اس کو ایصال ثواب کرنا جس طرح زندگی میں اس کا ثواب اس کو پہنچ جاتا ہے ایسے ہی مرنے کے بعد بھی پہنچ جاتا ہے۔

الاصل فی هذ الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوٰة اوصوماً اوصدقةً اوغیره عندا اهل السنة والجماعة لماروی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه ضحیٰ بکبشین املحین احدهما عن نفسه وا الا خرعن امته من اقر بوحدانیة اللّٰه وشهد له بالبلاغ اھ (ھدایہ ص۳۱۶، ج ارحمانیہ) ....واللہ اعلم

(محمد ندیم عفی عنہ)

﴿ "مجھے امت پر شرک کا خوف نہیں" حدیث کا صحیح مطلب ﴾

سوال: صحیح بخاری جلد ا، کتاب الجنائز، عنوان شہید کی نماز جنازہ، راوی عبداللہ بن یوسف یہ کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امت پر شرک کا کوئی خوف نہیں بریلوی حضرات اکثر یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ مزید برآں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمان وزمین کے خزانوں کی چابیاں اس کے پاس ہیں۔ البتہ یہ حدیث کا راوی کوئی اور شخص ہے۔ مہربانی فرما کر پوری حدیث بیان فرمائیں؟

جواب: حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں:

أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم خرج یوماً فصلی علی أهل اُحدٍ صلاته علی المیّت ثم انصرف إلی المنبر فقال إنی فرط لکم وأنا شهید علیکم وانی واللّٰه لأنظر إلی حوضی الأن وانی أعطیتُ مفاتیح خزائن الارض أومفاتیح الأرض وانی والله ما أخاف علیکم أن تشرکوا بعدی ولکن أخاف علیکم أن تنافسوا فیها۔ (بخاری شریف ص۱۷۹، ج۱)

اس پر علامہ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

(قوله ماأخاف علیکم ان تشرکوا) ای علی مجموعکم لأن ذلك قد وقع من البعض اعاذنا اللّٰه تعالیٰ۔

وفی هذا الحدیث معجزات النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ولذلك أورده المصنف فی علامات النبوة۔ (فتح الباری ص۱۶۴، ج۳)

مطلب اس حدیث مبارکہ کا یہ ہے کہ مجموعی طور پر پوری اُمت شرک میں مبتلا نہ ہوگی امت کے بعض کا شرک میں مبتلا ہونا اس حدیث مبارک کے منافی نہیں اور اس حدیث مبارک کو حضور ﷺ کے معجزات میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر العسقلانی کی توضیح سے معلوم ہوتا ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ نصف شعبان میں عبادت، روزے اور تقدیر سے متعلق ﴾
﴿ فیصلے ہونے کی تفصیل آیات واحادیث کی روشنی میں ﴾

سوال: کیا قرآن وحدیث میں شب برات کا کوئی ذکر آیا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ اس رات تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب: شعبان المعظم کی پندرھویں رات بابرکت راتوں میں سے ہے احادیث مبارکہ میں اس کی فضیلت

بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رات کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ :

''اللہ عزوجل نصف شعبان کی رات (پندرہویں رات) کو آسمانِ دنیا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں''۔
(راوہ ابن ابی شیبہ والترمذی وابن ماجہ والبیہقی)

ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے اس رات کے متعلق فرمایا:

''اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو اللہ رب العزت غروبِ شمس کے وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں: ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اسے معاف کروں، ہے کوئی رزق کا متلاشی تاکہ میں اسے رزق عطا کروں، ہے کوئی مصیبت زدہ میں اس کی مصیبت کو دور کروں...... چنانچہ طلوع فجر تک یہی صدا لگتی رہتی ہے''۔ (رواہ ابن ماجہ والبیہقی)

اس رات رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے اور مردوں کے لیے بخشش کی دُعا مانگی۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اس رات میں عبادت کا اہتمام کرنا اور اس کے دن میں روزہ رکھنا ثابت ہے۔

''المرغوبات من الصيام انواع اولها صوم المحرم والثاني صوم رجب والثالث صوم شعبان''۔ (ھندیہ ۱/۱۳۰)

البتہ اس رات اور دن میں جتنے غیر شرعی طریقے اور رسومات مثلاً حلوہ پکانا، چراغاں کرنا وغیرہ رائج ہیں ان سے بچنا لازم ہے۔

جہاں تک اس رات میں تقدیر کے فیصلے ہونے کا مسئلہ ہے تو اگرچہ بعض روایات حدیث میں شب براءت کے متعلق منقول ہے کہ اس میں رزق وآجال وغیرہ سے متعلقہ فیصلے لکھے جاتے ہیں اس لیے بعض حضرات نے ''انا انزلناه في ليلة مباركه'' میں ''ليلة مباركه'' کی تفسیر لیلۃ البرأت سے کردی ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے نزول قرآن کا تذکرہ ہے جو یقینی طور پر رمضان میں ہوا ہے نیز علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابوبکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ثبوت کی تردید فرمائی ہے کہ قرآن وحدیث کی ان صریح نصوص کے مقابلہ میں ان روایات کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

البتہ روح المعانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بغیر سند کے منقول ہے جس میں یہ بات ہے کہ شب براءت میں یہ فیصلے لکھے جاتے ہیں اور شب قدر میں یہ فیصلے فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں اگر یہ روایت ثابت ہو تو دونوں اقوال میں تطبیق ہوجاتی ہے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ ''ليلة مباركه'' اور ''فيها يفرق كل امر حكيم'' سے مراد شب قدر ہے اس لیے

تقدیر سے متعلق امور بھی اسی رات میں لکھے جاتے ہیں۔(ماخذہ: معارف القرآن)

لیکن اس بات سے شب براءت کی فضیلت پر کوئی فرق نہیں پڑتا دیگر متعدد روایات سے اس کی فضیلت ثابت ہے اگر یہ احادیث ضعیف بھی ہوں تب بھی ان کا مجموعہ معتبر ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿ استویٰ علی العرش کا مسئلہ ﴾

سوال: اصحاب سلف استواء کو بلا چوں چرا مانتے تھے جب کہ اشعری اور ماتریدی استواء کو استعلاء بلا کیف کہتے ہیں یہ سلف کی طرح کیوں نہیں کرتے بلکہ نئی نئی تاویلیں کرتے ہیں؟

جواب: اللہ رب العزت جس طرح بغیر آنکھ اور کان کے سمیع اور بصیر ہے اسی طرح وہ بغیر جہتہ اور مکان کے مستوی علی العرش بھی، اگر بغیر آنکھ اور کان کے دیکھنا اور سننا ممکن ہے، اور جس طرح اس کے علم اور سمع و بصر کی کیفیت بھی احاطہ عقل سے باہر ہے اسی طرح استواء علی العرش کی کیفیت بھی احاطۂ ادراک سے خارج ہے اور بعض متکلمین سے جو اس کی تاویل منقول ہے وہ فقط بات کو قریب الی الفہم کرنے کے لیے ہے اور وسوسہ میں پڑنے والے لوگوں کے اطمینان قلب کے لیے ہے ان حضرات کو ہرگز یہ اصرار نہیں ہے کہ ان کی تاویل ہی درست ہے اور نہ اس تاویل سے معنی ظاہر ومتبادر کا انکار لازم آتا ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

کتاب الطہارہ

زیرناف اور بغل کے بالوں کا صاف کرنا

سوال: زیرناف اور زیربغل بالوں کو صاف کرنے کی کیا حدود ہے؟ نیز یہ کہ ان کو صاف کرنے میں شریعت نے وقت کی کوئی حد بھی متعین فرمائی ہے یا نہیں؟

جواب: زیرناف اور بغلوں کے بال ہر ہفتہ صاف کرنا افضل ہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہر پندرہ دن بعد ان کو صاف کرنا چاہیے زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک مؤخر کر سکتے ہیں اور چالیس دن سے زیادہ تاخیر ناجائز ہے۔

بغلوں کے بال اکھاڑنے افضل ہیں اگر یہ مشکل ہو تو ان کو مونڈ بھی سکتے ہیں اور بال صفا پاؤڈر و کریم بھی استعمال کر سکتے ہیں اور زیرناف بالوں کو دور کرنے کے لیے بھی بال صفا کریم استعمال کر سکتے ہیں۔

الافضل ان یقلم اظفارہ ویحفی شاربہ ویحلق عانتہ و ینظف بدنہ بالاغتسال فی کل اسبوع مرۃ فان لم یفعل ففی کل خمسۃ عشر یوما ولایعذر فی ترکہ وراء الاربعین فالاسبوع ھوالافضل والخمسۃ عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید۔
(قنیۃ للزاھدی ص ۱۷۵۔ ھندیۃ ۳۵۸/۵)

وفی الابط یجوزالحلق والنتف اولی۔ (ھندیۃ ۳۵۸/۵)

اور زیرناف بالوں کے کاٹنے کی حد پیڑو کی ہڈی کی ابتداء سے لے کر آلۂ تناسل اور خصیتین اور انکے اردگرد رانوں کا وہ حصہ جس کے آلودہ ہونے کا خطرہ ہو اور دبر کے بال بھی صاف کرنے چاہئیں۔

والعانۃ الشعر القریب من فرج الرجل والمرأۃ ومثلھا شعر الدبربل ھو اولی بالازالۃ لئلایتعلق بہ شئ من الخارج عندالاستنجاء بالحجر۔ (شامی ۴۸۱/۲) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

مشین میں دھوئے گئے ناپاک کپڑوں کی پاکی کا طریقہ

سوال: یہ بتائیں کہ الیکٹرانکس چیزوں کو جیسے موبائل فون اور موبائل چارجر کو کس طرح پاک کیا جائے جب کہ ان چیزوں پر ناپاک چیز لگی ہوئی واضح نظر نہیں آ رہی۔ نیز یہ کہ اگر کسی ناپاک چیز کو واشنگ مشین میں دھویا جائے تو باقی ناپاک کپڑوں اور مشین کو کیسے پاک کیا جائے؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ جس چیز پر ناپاکی لگی ہے اس کو پاک کرنے کے لیے دھونا ضروری ہے، جس حصہ پر ناپاکی لگی ہے اس کو پانی سے دھولیا جائے، اس کے محض خشک ہو جانے کی وجہ سے وہ چیز پاک نہیں ہوگی، کپڑے دھونے والے مشین میں اگر ایسی ناپاک چیز کو ڈال کر دھویا جائے تو جب وہ چیز اور کپڑے باہر نکال کر پانی میں اچھی طرح نتھار لیے جائیں اور مشین کو دھولیا جائے تو سب کچھ پاک ہو جائے گا اور ان کے پاک ہونے کے بعد پھر کسی شک وشبہ اور تردد میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

ویطھر محل غیر ھاای غیر المرئیه بغلبه ظن غاسل طھارة محلھا بلا عدد وبه یفتٰی

(شامی ص ۳۳۱، ج ۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید)

............واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿غیر محرم اگر عورت کے بال دیکھ لے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا﴾

سوال: وضو میں اگر عورت کے بال کوئی غیر محرم دیکھ لے تو کیا عورت کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں عورت کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿سگریٹ یا نسوار استعمال کرنے کی صورت میں وضو کا حکم﴾

سوال: کیا سگریٹ اور نسوار سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: سگریٹ نوشی اور نسوار سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ ان کے استعمال کے بعد منہ سے بدبو زائل کیے بغیر مسجد میں آنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

فانه لم یثبت اسکاره ولا تفتیره ولا اضراره بل ثبت له منافع ...... الخ

(ردالمحتار علی الدرالمختار کتاب الاشربۃ ۶/۴۵۹)

(۲) کفایت المفتی (۲/۲۷۲)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ناپاک قالین کو پاک کرنے کا طریقہ﴾

سوال: مسجد میں بچھی ہوئی قالین کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے بچھی ہوئی حالت میں مشین سے صاف ہوسکتی ہے؟ عام حالت میں مسجد کے اندر ہی رکھے رکھے دھوکر چلے جاتے ہیں کیا اس طرح پاکی حاصل ہوجاتی ہے؟

جواب: قالین کی پاکی کے لیے تین مرتبہ پاک پانی ڈال کر دھونا اور ہر مرتبہ اس ڈالے ہوئے پانی کو نکالنا ضروری ہے۔ اب چاہے مشینی ذریعہ استعمال کیا جائے یا کوئی اور اگر مذکورہ بالا شرط کی رعایت رکھی جائے تو پاکی حاصل ہوگی ورنہ نہیں۔

(۱) عالمگیریہ ۴۲/۱

(۲) وغسل و مسح والجفاف مطھر

وتحت و قلب العین والحفر یذ کر الخ (الدرالمختار۱/ ۳۱۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مصنوعی دانت کی صورت میں وضو اور غسل کا حکم﴾

سوال: میرا ایک دانت مصنوعی ہے جس کو بار بار نکالنا بڑا مشکل بلکہ ناممکن ہے میری رہنمائی فرمائیں کہ کیا مجھے ہر دفعہ وضو اور غسل کرنے کے لیے اس کو باہر نکال کر دھونا ضروری ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں وضو کے لیے مصنوعی دانت کو نکالنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر وہ اتر سکتے ہوں تو غسل میں ان کو اتارنا ضروری ہوگا۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿لباس پر لگی منی کی طہارت کا طریقہ﴾

سوال: (۱) سوال یہ ہے کہ اگر مادہ منویہ بستر کی چادر یا رضائی پر لگ جائے تو کیا یہ ناپاک ہوجاتی ہے اگر ایسا ہے تو اس سے بچاؤ کا کیا طریقہ ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ اگر یہ مادہ چادر یا رضائی پر خشک ہوجائے اور انسان اسی بستر پر سو جائے تو کیا سونے والے کا بدن ناپاک ہوجاتا ہے؟

جواب: (۱) مادہ منویہ کے کپڑے پر لگنے سے وہ کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ مادہ گاڑھا ہے تو اسے اتنا دھویا جائے کہ اس کا اثر ختم ہوجائے اور اگر مادہ پانی کی طرح ہو تو اس کپڑے کو تین مرتبہ

اس طرح دھویا جائے کہ ہر بار اچھی طرح نچوڑا بھی جائے۔

(۲) اگر نجاست والا کپڑا بالکل خشک ہو چکا ہو تو اس پر سونے سے بدن یا کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے البتہ اگر پسینے یا کسی اور چیز کی وجہ سے نجاست والی جگہ تر ہونے سے تو اس کی نجاست کے اثرات بدن یا کپڑے پر لگ جائیں تو وہ کپڑا یا بدن ناپاک ہو جائے گا۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب الوضوء﴾

﴿بغیر وضو قرآن کریم کو چھونے اور پڑھنے کا حکم﴾

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کو بغیر وضو پڑھ سکتے ہیں اور اس کو ہاتھ لگا سکتے ہیں کیا یہ قرآن وحدیث کی روشنی میں درست ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں بغیر وضو قرآن پاک کو ہاتھ لگانا اور پکڑنا جائز نہیں البتہ بغیر وضو زبانی طور پر قرآن پاک پڑھنا جائز ہے۔ لقوله تعالیٰ لایمسه الاالمطهرون (الایۃ) …………واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿موزوں یا جرابوں پر مسح کرنا﴾

سوال: اگر کوئی شخص مکمل وضو کرے پھر موزے (جراب) پہن لے اور پھر اس کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ دوبارہ وضو کرے مگر پاؤں کو دھونے کی بجائے ان پر صرف مسح کرے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر واقعی موزے پہنے ہوں تو ان پر مسح کرنا درست ہے لیکن اگر جراب ہو تو اس پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔

وقد ذكر نجم الدين الزاهدى عن شمس الائمه الحلوانى ان الجوراب خمسة انواع من المرغزى والغزل واشعر والجلد الرقيق والكرباس قال و ذكر التفاصيل فى الاربعة …… وأما الخامس فلا يجوز المسح عليه كيف ما كان۔ (کبیری ص۱۹۹) …………واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿شدید سردی کی وجہ سے تیمّم کرنا﴾

سوال: اگر احتلام ہو جائے اور غسل کرنے میں سردی کے باعث بیمار ہونے کا ڈر ہو تو کیا تیمّم کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر شدید سردی ہو اور غسل جنابت کرنے کی صورت میں بیمار ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو یا پہلے سے بیمار

ہوں اور غسل کرنے سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں تیمّم کرنے کی گنجائش ہے۔

خاف ان اغتسل بالماء ان یقتله البرد او یمرضه فانه یتیمم۔ (الجوھرۃ ۱/۶۴) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ گردن کا مسح ﴾

سوال: گردن کو وضو کے دوران پونچھنا بدعت ہے، ہم نے مختلف کتب کا مطالعہ کیا مگر ہمیں تو ایسا کچھ نہیں ملا۔

جواب: گردن کا مسح کرنا مستحب ہے البتہ حلق یعنی گردن کے منہ کی جانب والے حصے کا مسح کرنا بدعت ہے اور اگر پونچھنے سے مراد وضو کے بعد کسی کپڑے وغیرہ سے صاف کرنا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ومسح الرقبه بظهر یدیه لا الحلقوم لانه بدعة۔ (شامی ص ۱۲۴، ج ۱)

............واللہ اعلم (عبد الباسط عفی عنہ)

دار الافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ دورانِ وضو محض پاؤں کا مسح کرنا ﴾

سوال: سورۂ المائدہ میں وضو کے متعلق آیات ہیں میرے خیال کے مطابق ان کی تعداد چھ یا آٹھ ہوگی مسح پاؤں کا کرنا ہوتا ہے یا سر کا؟ علاوہ ازیں یہ کہ ہم پیر کیوں دھوتے ہیں؟

جواب: جس آیت کا آپ نے تذکرہ کیا ہے یہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۶ ہے۔

یاایها الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین (المائدہ:۶)

اس آیت شریفہ میں نماز کے لیے وضو کا حکم دیا ہے۔ (معارف القرآن ص ۶۴، ج ۳)

فرمایا کہ جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور دھوؤ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک۔ اس آیت شریفہ کی روشنی میں سر کا مسح کیا جائے گا نہ کہ پاؤں کا۔ البتہ اگر پاؤں پر موزہ ہو تو اس صورت میں پاؤں پر مسح کر سکتے ہیں لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس آیت شریفہ میں مسح کا تعلق سر کے ساتھ ہے نہ کہ پاؤں کے ساتھ۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿باب الغسل﴾

﴿غسل کا مسنون طریقہ﴾

سوال: غسل کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: غسل کے فرائض تین ہیں۔(۱) اچھی طرح کلی کرنا (البتہ بحالت روزہ احتیاط کریں)۔(۲) اچھی طرح ناک میں پانی ڈالنا۔(البتہ بحالت روزہ احتیاط کریں)۔(۳) تمام بدن پر پانی بہانا کہ بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہنے پائے۔

الفصل الاول فی فرائضه وهی ثلثلة المضمضمة والا ستنشاق وغسل جميع البدن علی مافی المتون۔ (ہندیۃ ۱/۱۳)

غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے آدمی اپنے دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور بدن پر اگر نجاست (منی وغیرہ) لگی ہوئی ہوتو اس کو زائل کرے پھر وضو کرے جس طرح نماز کا وضو کیا جاتا ہے پھر دائیں کندھے پر تین بار پانی ڈالے اور پھر بائیں کندھے پر تین بار پانی ڈالے پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پانی بہائے۔

الفصل الثانی فی سنن الغسل وهی ان يغسل يديه الی الرسغ ثلاثا ثم فرجه ويزيل النجاسة ان كانت علی بدنه ثم يتوضأ وضوئه للصلوٰة الارجليه هكذا فی الملتقط .... ثم يفيض الماء علی رأسه وسائر جسده ثلاثا .... وكيفية الافاضة ان يفيض الماء علی منكبه الايمن ثلاثا ثم الايسر ثلاثا ثم علی رأسه وسائر جسده ثلاثا كذافی معراج الدراية وهو الاصح كذافی الذاهدی۔ (ہندیہ ۱/۱۴)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

باب الحیض

مخصوص ایام میں تلاوت کا شرعی حکم

سوال: کیا حیض کے دوران تلاوت قرآن کی جاسکتی ہے جبکہ مثلاً آپ کوسورۃ یٰسین زبانی یاد ہوتو بغیر قرآن کو ہاتھ لگائے سورۃ یٰسین بلند آواز سے منہ ہی منہ میں یا دل ہی دل میں پڑھ سکتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حیض کے دوران زبان پاک رہتی ہے لہٰذا کتاب (قرآن) یا سپارہ کو چھوئے بغیر تلاوت کر کی جاسکتی ہے، مہربانی فرما کر جواباً قرآن یا احادیث کے حوالہ جات بھی دیں۔

جواب: حیض کے دوران قرآن مجید کی تلاوت منع ہے احادیث مبارک میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لاتقرأ الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن۔ (ترمذی ۱/۱۹)

البتہ اگر زبانی یاد ہو اور ان ایام میں نہ پڑھ سکنے کی وجہ سے بھولنے کا خطرہ ہو تو پھر ذہن ہی ذہن میں دھرائی کی جاسکتی ہے اس لیے کہ اس کو تلاوت نہیں کہا جاتا اس کو تصور کہتے ہیں کیونکہ تلاوت زبان سے ہوتی ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

عورت کا مخصوص ایام میں یا بغیر وضو کے درود شریف پڑھنا

سوال: کیا عورتیں دورانِ حیض درود ابراہیمی یا کوئی اور درود شریف پڑھ سکتی ہیں؟ بغیر وضو کے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: عورتیں دورانِ حیض کسی بھی درود شریف کو پڑھ سکتی ہیں اسی طرح مرد اور عورت بے وضو بھی درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔

ویجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الاذان ونحو ذالك۔ (ہندیہ ۱/۳۸)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ماہواری کا خون بند ہونے پر غسل کرنے﴾
﴿سے پہلے ازدواجی تعلق قائم کرنا﴾

سوال: کیاایام حیض میں یاایام حیض کے آخری دن جبکہ خون کا کوئی قطرہ باقی نہ ہومیاں بیوی مجامعت کرلیں تو فقہ کیا کہتی ہے، کیااس کی کوئی سزاہے یانکاح پرکوئی اثر پڑتا ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔

جواب: اگر دس روز پورے ہونے کے بعد خون بند ہوا ہے تو اس صورت میں اسی وقت مجامعت کرنا شرعاً درست ہے مگر مستحب یہ ہے کہ پہلے غسل کرلے اور پھر مجامعت کرے لیکن اگر دس روز سے پہلے ہی پاک ہوگئی یعنی خون آنا بند ہوگیا تو اب مجامعت کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت غسل کرلے یا پھر اتنی دیر انتظار کرے کہ خون بند ہونے کے بعد اتنا وقت گزر جائے کہ اس کے ذمہ نماز کی قضا فرض ہوجائے۔

(ویحل وطؤھا اذا انقطع حیضھا لأکثرہ) بلاغسل وجوباً بل ندباً (وان) انقطع لدون أقله تتوضأ وتصلی فی آخر الوقت وان (لأقله) فان لدون عادتھا لم یحل (قوله یعنی من آخر وقت الصلٰوۃ) اعلم أنه اذا انقطع دم الحائض لأقل من عشرۃ و کان لتمام عادتھا فانه لایحل وطؤھا الابعد الاغتسال الخ۔

(شامی ص۲۹۵، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ایامِ حیض میں ہم بستری کرنے کا حکم﴾

سوال: اگر دورانِ ماہواری ہمبستری کی گئی تو اس سے کیا کفارہ لازم آتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ آپ پرکوئی کفارہ لازم نہیں ہے لیکن اس فعل حرام پر توبہ واستغفار کریں البتہ ازالہ گناہ کے لیے صدقہ کرنا بھی مستحب ہے۔

ویستحب أن یتصدق بدینار أونصف دینار (عالمگیری ص۳۹، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مدت حیض میں سبز خون کا حکم﴾

سوال: اگر گذشتہ ماہ حیض ۲ تاریخ سے ۱۲ تاریخ تک ہوا ہوا اور اگلے ماہ ٦ تاریخ سے سبز رنگ کا پانی خارج ہونا شروع ہو جائے تو کیا وہ حیض میں شمار ہوگا؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ صورت میں نظر آنے والا سبز رنگ کا خون حیض ہے۔

ومنهم من انکر الخضرۃ والصحیح انها حیض من ذوات الاقراء۔ الخ (ردالمحتار ج۱، ص۲۱۱)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب النفاس﴾

﴿مدت نفاس میں عورت کے گھر سے باہر نکلنے کا حکم﴾

سوال: بچہ کی پیدائش کے ۴۰ روز کے اندر عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت ہے؟

جواب: عورت بچہ کی پیدائش کے ۴۰ دن کے اندر گھر سے باہر بوقت ضرورت شرعیہ نکل سکتی ہے۔ اور بغیر ضرورت شرعیہ کے تو بچہ کی پیدائش کے علاوہ بھی باہر نہیں نکل سکتی۔ عوام میں یہ غلط بات مشہور ہے کہ عورت بچہ کی پیدائش کے بعد ۴۰ دن تک گھر سے باہر بالکل نہیں نکل سکتی۔ نیز واضح رہے کہ ڈیلوری کے بعد جب نفاس کا خون آنا بند ہو جائے چاہے وہ ۴۰ دن سے پہلے ہی ہو جائے تو اس کے لیے غسل کر کے نماز پڑھنا لازمی ہے۔

یجب ان یعلم بان النفاس هو الدم الذی یخرج عقیب الولادة ...... ولیس لقلیله غایة علی ظاهر روایة اصحابنا ..... واکثر مدة النفاس مقدر باربعین یوما عندنا۔ (الفتاویٰ التتارخانیہ ۱/۳۹۰)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿چالیس دن سے کم میں نفاس کا خون بند ہونا﴾

سوال: میری بیوی نے بذریعہ آپریشن ایک لڑکے کو جنم دیا نفاس کا خون آٹھ روز کے بعد بند ہو گیا اس کے بعد پھر تین دن تک جاری ہو گیا اور پھر سات دن بعد رک گیا اب خون نہیں آ رہا لہٰذا کیا اب وہ اپنی نمازیں ادا کر سکتی ہے یا پھر معمول کے مطابق چالیس دن تک انتظار کرے علاوہ ازیں اس دوران جو نمازیں رہ جائیں گی کیا ان کی قضا ادا کرنی ہو گی یا اس کی ضرورت نہیں؟

جواب: صورت مذکورہ میں اگر اب نفاس کا خون مکمل طور پر بند ہو گیا ہے تو نماز ادا کرنا ضروری ہے چالیس دن کے گزرنے کا انتظار کرنا درست نہیں کیونکہ نفاس کی کم از کم کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ (ردالمحتار (۱/۲۱۹)(۱/۱۲۱،۱۲۲))

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب الانجاس﴾

﴿مذی اور ودی کا حکم﴾

سوال: اگر کسی شخص کو منی سے پتلا اور پیشاب سے گاڑھا مادہ خارج ہونے کی بیماری ہو تو وہ کیا کرے، آیا اس سے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں غسل ضروری نہیں ہے صرف وضو کافی ہے بشرطیکہ مادہ منی نہ ہو۔ واضح رہے کہ مادہ منی کے خروج سے انسان کے جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں لیکن مادہ مذی کے خروج سے ٹھنڈے نہیں پڑتے۔

قوله لامذی وودی و احتلام بلابلل باالجر عطف علی منی ای لایفترض الغسل عند هذه الأشياء (بحرالرائق ص۱۱۴، ج۱) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مذی یا ودی سے وضو کا حکم﴾

سوال: میں آج کل جب حاجت رفع کرتا ہوں تو پیشاب کے ساتھ کچھ گاڑھا مادہ منی کی طرح بھی نکل آتا ہے تو کیا اس کے بعد استنجا کر کے وضو کر لینا کافی ہے یا کہ غسل واجب ہو جاتا ہے؟ مہربانی کر کے رہنمائی فرمائیں۔

جواب: پیشاب کے ساتھ یا بعد میں جو مادہ نکلتا ہے وہ عام طور پر مذی یا ودی کہلاتا ہے اس مادے کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا صرف استنجا کر کے وضو کر لینا کافی ہے۔

وليس في المذي والودي غسل و فيهما الوضوء لقوله عليه السلام كل فحل يمذي وفيه الوضوء والودي الغليظ من البول يتعقب الرقيق منه خروجا فيكون معتبرا به (الہدایۃ ۱/۱۶)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿پیشاب کے ساتھ منی کا قطرہ نکلنے سے غسل کا حکم﴾

سوال: اگر پیشاب کے ساتھ منی کا قطرہ کا اخراج بھی ہو تو کیا نہانا واجب یا فرض ہو جاتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں غسل فرض نہیں ہوتا اس لیے کہ غسل کے فرض ہونے کے لیے منی کا شہوت سے نکلنا ضروری ہے جبکہ صورت مسئولہ میں یہ بات نہیں پائی جا رہی۔

الجنابة یثبت بشئین احدھما انفصال المنی عن شھوة۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ ۱/۱۵۳)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

باب احکام المعذور

خونی بواسیر کے مریض کے لیے نماز اور تلاوت قرآن کریم کا حکم

سوال: ایک شخص کو خونی بواسیر ہے اس کو نماز کے لیے کیا اہتمام کرنا چاہیے؟ کیا ہر نماز سے پہلے استنجا کر کے وضو کرے کیا ایسا آدمی قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے؟ اگر نماز کی حالت میں اسے محسوس ہو کہ خون جاری ہو گیا تو کیا وہ نماز جاری رکھے؟ اور نماز کے بعد نیا وضو کیے بغیر قرآن کریم بھی پڑھ سکتا ہے؟

جواب: اگر اس کا خون مسلسل جاری ہے اور ایک طرف اس نماز کے پورے وقت میں اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ وہ فرض وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو یہ شخص معذور ہے آئندہ جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک دفعہ بھی یہ عذر پایا جائے تو یہ شخص معذور کے حکم میں ہو گا اس کے لیے ہر فرض نماز کے وقت کے لیے وضو کرنا ضروری ہے اس وضو سے وقت کے اندر اندر ہر قسم کی عبادت کر سکتا ہے فرض، نفل، تلاوت وغیرہ کر سکتا ہے وقت کے اندر اس عذر سے وضو نہ ٹوٹے گا۔

البتہ اگر یہ صورت نہ ہو تو یہ شخص معذور نہیں ہے خون کے نکلنے کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اس کو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھنا ہو گی۔ شرط ثبوت العذر ابتداء ان یستوعب استمراره وقت الصلوٰة کاملا وھوالا ظھر کالانقطاع لایثبت مالم یستوعب الوقت کله۔

(ہندیۃ ۱/۴۱)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

آدمی معذور کے حکم میں کب داخل ہوتا ہے

سوال: مجھے پیٹ کی تکلیف ہے اور میں اخراج ہوا ضبط نہیں کر سکتا مجھے پتہ چلا ہے کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ میری حالت یہ ہے کہ جب بھی وضو کرتا ہوں اور ابھی جائے نماز کی طرف بڑھنے لگتا ہوں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور تھوڑی دیر تک بھی وضو باقی نہیں رہتا۔ میں BCS کا طالبعلم ہوں میرے پاس لیکچروں کے درمیان بڑا ہی محدود وقت ہوتا ہے اس لیے میرے لیے بار بار وضو کرنا ناممکن اور بڑا مشکل ہے مجھے اس صورت

میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: آپ ایک مرتبہ ایسی نماز کا وقت منتخب کر لیں جو کم از کم ہو اور اس وقت میں آپ کو فرصت بھی ہو پھر اس وقت میں خوب اہتمام سے اس کی کوشش کریں کہ پورے وقت میں کوئی ایسا موقع مل جائے کہ جس میں آپ فرض وضو کر کے فرض نماز پڑھ سکیں اگر اتنا وقت نہیں ملتا تو آپ معذور کی تعریف میں داخل ہو گئے آئندہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ پورا وقت بیٹھ کر انتظار کرتے رہیں بلکہ صرف پورے وقت میں ایک مرتبہ ریاح کا خروج ضروری ہے جب تک یہ حالت رہے گی آپ معذور ہیں ہر نماز کے وقت کے لئے نیا وضو ضروری ہوگا اس وقت کے اندر اس وضو سے جو چاہیں پڑھیں وقت کے اندر عذر پیش آنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ اگر کوئی اور چیز وضو کو توڑنے والی صادر ہوئی تو وضو جاتا رہے گا۔ اسی خروج وقت سے وضو جاتا رہے گا غرضیکہ صرف ایک وقت میں ایک مرتبہ آپ کو تکلیف کرنا ہوگی اگر اس میں عذر ثابت ہو گیا تو آئندہ کے لیے کوئی تکلیف نہیں صرف اس کا خیال رکھیں کہ ہر نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ عذر پیش آتا ہے یا نہیں اگر پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی عذر پیش نہ آیا تو معذور کا حکم ختم ہو جائے گا فرض وضو سے مراد یہ ہے کہ وضو میں صرف ان اعضاء کو دھوئیں جن کا دھونا فرض ہے باقی سنتیں چھوڑ دیں اور فرض نماز سے مراد یہ ہے کہ معذوی کا پتہ لگانے کے لیے آپ جو نماز ادا کریں اس میں نماز کے فرائض اور واجبات کو ادا کریں سنتیں چھوڑ دیں۔

شرط ثبوت العذر ابتداء ان یستوعب استمراره وقت الصلوة کاملاً ..... وشرط بقائه ان لایمضی علیه وقت فرض الا والحدث الذی ابتلی به یوجد فیه هکذا فی التبیین۔ (ہندیۃ ۱/۴۱)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کتاب الصلوٰۃ﴾

﴿باب اوقات الصلوٰۃ﴾

﴿پورا سال نماز عشاء کی جماعت کا ایک ہی وقت مقرر کرنا﴾

سوال: کیا گرمیوں اور سردیوں کے موسم میں عشاء کا ایک ہی وقت 9 بجے رات کا مقرر کر دیا جائے تو درست ہے؟ چونکہ عام طور پر دفاتر سے لوگ 7 بجے یا 8 بجے نکلتے ہیں اور گھر پہنچنے تک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ لگ جاتا ہے جبکہ آج کل عشاء کی جماعت ساڑھے سات بجے یا پونے آٹھ بجے ہو جاتی ہے اس طرح سے بہت سارے اصحاب نماز باجماعت سے محروم رہ جاتے ہیں ہماری اپنی مسجد میں اگر 9 بجے رات کا وقت مقرر کر دیا جائے جو کہ گرمیوں اور سردیوں کے لیے ایک ہی ہو تو کیا یہ درست ہے اس میں کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟

جواب: نماز عشاء کا وقت غروب شفق سے صبح تک ہوتا ہے۔

ووقت العشاء والوتر من غروب الشفق الی الصبح کذا فی الکافي۔ (عالمگیری ص۵۱، ج۱)

صورت مسئولہ کے مطابق جماعت عشاء کے لیے ایک وقت متعین کرنا باعث دقت ہو سکتا ہے کیونکہ موسم سرما میں رات 9 بجے کا وقت کافی تاخیر سے ہوتا ہے اور جماعت کے کم ہونے کا اندیشہ ہے اور موسم گرما میں رات 9 بجے کے وقت ممکن ہے کہ اس وقت عشاء کی نماز ابھی شروع ہی نہ ہو تو پھر؟ اس لیے ان خدشات کو دیکھتے ہوئے بہتر صورت یہ ہے کہ عوام الناس کی سہولت اور وقت کی شرعی حدود کو دیکھتے ہوئے وقت متعین کریں۔

فقہاء کرام نے بھی اس کی صراحت کی ہے کہ افضل وقت تو عشاء کو مؤخر کر کے ادا کرنا ہے لیکن اگر جماعت کے کم ہونے کا اندیشہ ہو تو جلدی بھی ادا کر سکتے ہیں۔

وکذا تأخیر العشاء الی ثلث اللیل ...... ویجعل العشاء کیلا یمنع مطر او ثلج عن الجماعة هکذا فی محیط السرخسی۔ (عالمگیری ص۵۲، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نمازِ عشاء کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟﴾

﴿نیز بغیر عذر آدھی رات کے بعد نمازِ عشاء ادا کرنا﴾

سوال: عشاء کا وقت کب سے کب تک ادا کر سکتے ہیں؟ براہ کرم جواب جلدی دیں شکریہ؟

جواب: عشاء کی نماز طلوع فجر سے پہلے پہلے ادا کی جاسکتی ہے البتہ عشاء کی نماز بغیر کسی عذر کے آدھی رات کے بعد پڑھنا خلافِ اولیٰ ہے اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿جن علاقوں میں شفق ابیض غائب نہ ہو وہاں نمازِ عشاء کا حکم﴾

سوال: مغرب اور عشاء کا ایک ساتھ یا آگے پیچھے یکا یک پڑھ لینا؟ مسلک حنفی کے مطابق نماز عشاء مغرب کے فوراً بعد نہیں پڑھی جاتی یعنی جب تک کہ شام کا جھٹ پٹا اندھیرے میں نہ بدل جائے اس میں مغرب کے بعد پندرہ بیس منٹ لگتے ہیں یہاں پر تقریباً سبھی لوگ مسجد سے پندرہ بیس منٹ کے سفر کے فاصلہ پر کام کاج کرتے ہیں مسجد میں کچھ بھائی جو دوسرے مسالک سے تعلق رکھتے ہیں قبل از وقت یہی عشاء پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے پاس نہ کوئی امام ہے نہ مفتی۔ گرمیوں کے موسم میں راتیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں اور دو ماہ تک وہ شام کا جھٹ پٹا ختم نہیں ہوتا یہی کچھ فجر کے وقت بھی ہوتا ہے اور حساب کتاب کے مطابق اوقات پر یہ حالت رہتی ہے جو حنفی مسلک کے مطابق نہیں پوری اترتی۔ اصل میں جب میں مسجد میں موجود ہوتا ہوں تو سب بھائیوں کے ساتھ عشاء کے فرض باجماعت پڑھ لیتا ہوں اور جب گھر واپس آتا ہوں تو الگ سے پھر دوبارہ فرض پڑھتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ حنفی مذہب میں کچھ اور امام حضرات مثلاً امام یوسف نے نماز عشاء جھٹ پٹے کے وقت میں ہی ادا کر لی۔ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہتر جانتے ہیں) البتہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جس کو امام القراء کہتے ہیں اس کی رو سے عشاء کی نماز کا وقت مغرب سے تیس منٹ بعد جھٹ پٹا سے فوراً شروع ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ تسلی بخش جواب دیں گے؟

جواب: جن دنوں میں شام کو شفق ابیض فن لینڈ میں غائب نہیں ہوتی ان دنوں میں آپ لوگ اپنے قریب ترین اس ملک کے حساب سے عشاء کی نماز پڑھیں گے جہاں شفق ابیض معمول کے مطابق غروب ہوتی ہے اس وقت سے پہلے عشاء کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ احناف کے ہاں فتویٰ امام ابوحنیفہ کے قول پر ہے۔ ......واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿دوران سفر نماز عشاء مغرب کے وقت میں پڑھنا﴾

سوال: میں سعودی عرب میں رہتا ہوں عموماً بس سے سفر کے دوران ڈرائیور مغرب کے وقت بس روک کر کہتا ہے کہ عشاء بھی ساتھ ہی پڑھ لیں کہ وہ اب بس نہیں روکے گا کیا اس طرح مغرب وعشاء ملا کر پڑھنا صحیح ہے؟

جواب: عشاء کی نماز اس کا وقت شروع ہو جانے کے بعد ادا کرنا ضروری ہے، عشاء کا وقت شروع ہونے سے قبل ادا کی گئی نماز ادا نہیں ہوتی اگر وقت سے پہلے نماز پڑھ لی گئی تو اس کو لوٹانا لازم ہوگا۔ اگر بس کھڑی کرنے کے دوران اتنا وقت مل جائے کہ مغرب کی نماز اپنے وقت میں ادا کر کے عشاء کی نماز اس کے اول وقت میں پڑھی جا سکے تو ایسا کرنا جائز ہے، لیکن اگر ڈرائیور حضرات اتنا ٹائم نہ دیں اور نہ ہی بس کو عشاء کا وقت شروع ہونے کے بعد روکیں جس کی وجہ سے نماز بھی قضا ہو جائے تو اس کا گناہ ان لوگوں کو ہوگا، آپ کو گناہ نہیں ہوگا، بشرطیکہ آپ اپنی جانب سے ان کو وقت پر نماز ادا کرنے کے بارے میں کہہ چکے ہوں۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب الاذان والاقامۃ﴾

﴿اذان کے بعد کی مسنون دُعا﴾

سوال: اذان کے بعد کی مکمل دعا لکھ کر بھیج دیں اور حوالہ حدیث بھی دے دیں؟

جواب: اذان کے بعد درجِ ذیل دُعا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اذان سن کر یہ کلمات پڑھے گا تو اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت ضروری ہوگی۔

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القآئمۃ اٰتِ سیدنا محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ۔ (مشکوٰۃ شریف، ص٦٦، ج١)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿اذان فجر میں ’’الصلوٰۃ خیر من النوم‘‘ کا اضافہ﴾

سوال: کیا الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے فجر کی اذان میں شامل ہیں یا بعد میں شامل کیے گئے؟

جواب: الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے فجر کی اذان میں شامل ہیں۔ عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال من السنۃ اذا قال المؤذن فی الفجر حی علی الفلاح قال الصلوٰۃ خیر من النوم۔

(بیہقی باب التثویب فی اذان الصبح)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مؤذن اور مکبّر کے لئے داڑھی کا حکم﴾

سوال: کیا مؤذن کے لیے اور نماز کی اقامت کہنے کے لیے داڑھی ہونا ضروری ہے؟

جواب: داڑھی منڈوانے والے اور ایک مشت سے کم کرنے والے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے لہٰذا باشرع مسلمان کو اذان اور اقامت کہنی چاہیے۔

ویکرہ أذان جنب و اقامتہ واقامۃ محدث لا اذانہ علی المذھب (و) أذان (امرأۃ) وخنثی (فاسق) الخ۔ (فتاویٰ شامیہ ص۳۹۲، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿مسجد کے علاوہ کسی جگہ بغیر اذان کے نماز کا حکم﴾

سوال: مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ بغیر اذان دیئے نماز باجماعت درست ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر اس جگہ کے قریب کسی مسجد میں اذان ہو چکی ہو تو اب فقط اقامت کہہ کر نماز ادا کر لی جائے اور اگر قریب کسی مسجد میں اذان نہیں ہوئی یا کوئی مسجد قریب نہیں ہے تو پھر اس صورت میں اذان اور اقامت دونوں مسنون ہوں گی۔

(بخلاف مصل) ولو بجماعۃ (فی بیتہ بمصر) أوقریۃ لھا مسجد فلایکرہ ترکھما اذ أذان الحی یکفیہ (أو) مصل (فی مسجد بعد صلاۃ جماعۃ فیہ) بل یکرہ فعلھما۔ (شامی ص۳۹۵ ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿اذان کے بعد کی دُعا کے الفاظ کی تحقیق﴾

سوال: اذان کے بعد کی دعا میں مختلف الفاظ سننے کو ملتے ہیں ان الفاظ میں صحیح دعا کے الفاظ کون سے ہیں؟

جواب: اذان کے بعد مسنون دعاء کے الفاظ درج ذیل ہیں:

''اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ أت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی وعدتہ''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔

انک لاتخلف المیعاد۔

جبکہ فقہاء کرام نے ''والدرجۃ الرفیعۃ'' ''یاارحم الراحمین'' اور ''وارزقنا شفاعتہ یوم القیمۃ'' کی زیادتی کو بے اصل اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) وروی البخاری وغیرہ من قال حین یسمع النداء:

''اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ أت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی وعدتہ'' (حلت لہ شفاعتی یوم القیمۃ، وزاد البیھقی) انک لاتخلف المیعاد وتمامہ فی الامداد والفتح وقال ابن حجر فی شرح المنھاج و زیادۃ والدرجۃ الرفیعۃ وختمہ بیا ارحم الراحمین لا

اصل لھا‘‘۔(الشامی۱/۲۹۸۲باب الاذان)

(۲) واما زیادۃ الدرجۃ الرفیعۃ المشتھر علی الالسنۃ فقال السخاوی لم ارہ فی شئ من الروایات وزاد البیھقی فی روایت ’’انك لاتخلف المیعاد‘‘ واما زیادۃ ارحم الرحمین فلا وجود لھا فی کتب الحدیث۔
(بذل المجھود۱/۳۰۳باب ماجاء فی الدعاء عندالاذان)

(۳) المقام المحود وزاد البیھقی فی روایۃ ’’انك لاتخلف المیعاد‘، (واما زیادۃ یا الرحم الرحمین فلا وجود لھا فی کتب الحدیث ۱/۴۴۵ قلت و کذلك زیادۃ وارزقنا شفاعتہ لم ارھا فی حدیث وحکم مثل ھذہ الزیارۃ الغیر الثابۃ قدمر قریباً وفی المقاصد الحسنۃ ص ۱۰۰، حدیث الدرجۃ الرفیعہ المدرج فیما یقال بعد الاذان لم ارہ فی شی فی الروایات۔ (اعلاء السنن۲/۱۰۰) ....واللہ اعلم
(شعیب سرورعفی عنہ)

﴿داڑھی کتروانے والے کا اذان دینا﴾

سوال: کیاایسا شخص جس کی داڑھی ایک مٹھ سے کم ہےاوروہ داڑھی کٹواتا ہے کیاایسا شخص اذان دے سکتا ہے؟

جواب: داڑھی منڈوانے والے اور ایک مشت سے کم کرنے والے کے لیے اذان کہنا مکروہ ہے کیونکہ ایک مشت سے کم داڑھی کاٹنے والا فاسق ہے،اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔

(ویکرہ أذان جنب و اقامتہ محدث لا أذانہ) علی المذھب (و) أذان (امرأۃ) وخنثی (وفاسق)۔ (شامی ص۳۹۲،ج۱)

ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذا فی الذخیرۃ۔ (عالمگیری ص۵۴،ج۱) ....واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)

﴿اذان کے جواب کامسنون طریقہ﴾

سوال: براہ کرم مجھے سنت کے مطابق اذان کا جواب دینے کا طریقہ بتادیجیے۔

جواب: اذان کا جواب دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جوالفاظ مؤذن کہے سننے والابھی وہی الفاظ دہراتا رہے، لیکن جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اورحی علی الفلاح کہےتو سننے والاان کے بجائے ’’لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ‘‘ کہے۔اسی طرح فجر کی اذان میں ’’الصلوٰۃ خیر من النوم ‘‘ کے بجائے صدقت وبررت یا صدقت وبالحق نطقت کہے۔

(۱) یجب علی السامعین عندالاذان ان اراجایۃ وھی ان یقول مثل ماقال المؤذن الا فی قولہ حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح فانہ یقول مکان حی علی الصلاۃ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی

العظیم۔ (ہندیہ ۱/ ۵۷ الفصل الثانی فی کلمات الاذان)

(۲) ایضاً فی التاتر خانیه (۱/ ۵۲۶)

(۳) قیل یقول صدقت وبالحق نطفت کما فی مجمع الأنهر ولا خفاء فی حسن الجمع (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱۱۰)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿مؤذن ومکبّر کب درود شریف پڑھیں گے؟﴾

سوال: آیا مؤذن ومکبّر جب اشهد ان محمد رسول الله کہتا ہے تو ﷺ کہہ سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں کہتا ہے تو اس کا یہ عمل کیسا ہے از روئے شریعت مطہرہ وضاحت فرمادیں۔

جواب: رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا بڑی عبادت اور ثواب کا کام ہے اس پر بے شمار فضائل اور بشارتیں وارد ہیں۔ البتہ مؤذن اور مکبر کو اذان اور تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا چاہیے درمیان میں نہیں۔

(۱) (ثم دعا) المجیب والمؤذن (لتحصل له الفضیلة کذا فی الشرح) بالوسیلة بعد صلاته علی النبی صلی الله علیه وسلم عقب الا جابة (فیقول) کما رواه جابر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم من قال حین یسمع النداء .... الخ۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۱۰، ۱۱۱)

(۲) یترسل (فی الاذان) بالفصل سکتة بین کل کلتمین (ویسرع) ای یجدر (فی الالقامة) لأمر بهما فی السنة۔ (ایضاً ۱۰۶)۔

ان عبارات سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ اذان وتکبیر کے بعد مؤذن ومکبر کو درود شریف پڑھنا چاہیے۔

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿باشرع آدمی کی موجودگی میں داڑھی منڈوانے والے کا اذان دینا﴾

سوال: کیا ایک داڑھی والے کے ہوتے ہوئے بغیر داڑھی کا آدمی اذان دے سکتا ہے؟

جواب: بغیر داڑھی والا اگر داڑھی منڈاتا ہے تو شرعی داڑھی والے کی موجودگی میں اس کا اذان دینا مکروہ ہے البتہ اذان ہوجاتی ہے اس کو لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

ویکره اذان الفاسق ولا یعاد (ہندیہ ۱/ ۵۴)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿باب صفۃ الصلوٰۃ﴾

﴿درود شریف کے بغیر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟﴾

سوال: میں امریکہ میں رہائش پذیر ہوں یہاں گذشتہ رمضان ایک مسئلہ میں اختلاف کھڑا ہو گیا تھا میں اس مسئلے کا شرعی حل چاہتا ہوں۔ ہوا یوں کہ امام صاحب نے التحیات کے بعد درود شریف نہیں پڑھا (دوسری رکعت کے اختتام پر) اور سلام پھیر دیا۔ بہت سے حاضرین نے اعتراض کیا مگر وہ اڑے رہے اور کہنے لگے کہ درود شریف کے بغیر بھی سلام پھیر دینا جائز ہے اور نماز ادا ہو جاتی ہے آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا امام صاحب کا مؤقف درست ہے یا نہیں اگر ان کا موقف غلط ہے تو اس کا کیا کفارہ ہو سکتا ہے؟

جواب: امام صاحب کا مؤقف درست ہے۔ درود شریف کا پڑھنا فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ اس کو پڑھنا چاہیے البتہ اگر اس کو پڑھے بغیر سلام پھیر دیا تب بھی نماز ہو جائے گی۔

(ویصلی علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم) ولا تبطل الصلوٰۃ بترکھا عندنا۔

(الجوھرۃ النیرۃ ۱/ ۶۵)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مقتدی کے لیے سورۃ فاتحہ کا شرعی حکم﴾

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی مجھے کیا کرنا چاہیے کیا جب امام قرأت کر کے خاموش ہو جائے تو خود پڑھنا چاہیے اور کیا ظہر اور عصر کی نمازوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ مجھے اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ چاہیے۔

جواب: صورت مسؤلہ میں امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش رہنے کا حکم ہے چاہے کوئی بھی نماز ہو۔ جس حدیث میں آیا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی، وہ منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والے) کیلئے ہے نہ کہ مقتدی کیلئے بلکہ مقتدی کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ خاموشی سے امام کے پیچھے کھڑا رہے چاہے نماز سری ہو یا جہری ہو۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا اور سنت کے مطابق

زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی اور نماز کا طریقہ بتلایا اور یہ فرمایا کہ نماز پڑھنے سے قبل اپنی صفوں کو درست کرلو پھر تم میں سے ایک تمہارا امام بنے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ غیر المغضوب علیهم ولاالضالین کہے تو آمین کہو۔

عن ابی موسی الاشعری قال ان رسول اللهﷺ خطبنا فبین لنا سنتنا علمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیهم والاالضالین فقولوا آمین۔ (مسلم ۱/۱۷۴)

حضرت جابر بن عبداللہ حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام کی قرأت ہی اس کی قرات ہے۔

عن جابر بن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم قال من صلی خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة۔ (مؤطاامام محمد ۹۵)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿پہلے قعدہ میں درود شریف پڑھنے کا شرعی حکم﴾

سوال: نماز کی دوسری رکعت میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: ظہر، عصر اور عشاء کے فرضوں اور ظہر سے پہلے کی چار سنت مؤکدہ اور جمعہ سے پہلے اور بعد کی چار سنت مؤکدہ میں دوسری رکعت کے بعد تشہد میں التحیات کے بعد درود شریف نہیں پڑھنا ہے بلکہ عبدہ و رسولہ کے بعد تیسری رکعت کے لیے اٹھنا ہے۔ البتہ عصر اور عشاء سے پہلے کی چار سنت غیر مؤکدہ کی دوسری رکعت کے بعد تشہد میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا ہے اور تیسری رکعت سبحانك اللهم سے شروع کرنی ہے۔

فی الدرالمختار (فی السنن الرواتب لایصلی ولا یستفتح) درمختار علی هامش (شامی ۶/۷۳۲)

وفی الشامی (قوله فی السنن الرواتب) وهی ثلاثة رباعیة الظهر و رباعیة الجمعة القبلیة والبعدیة وهذا هوالا صح لانها تشبه الفرائض واحترزبه عن الرباعیات المستحبات والنوافل فانه یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولیٰ ثم یقرأ دعاء الاستفتاح۔ (شامی ۶/۷۳۲)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿نماز میں سورتوں کی ترتیب کا شرعی حکم﴾

سوال: (۱) کیا نماز کے دوران تلاوت کرتے وقت ہمیں آیات یا سورتوں کی قرآنی ترتیب کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔مثلاً یہ کہ پہلی رکعت میں میں نے ''سورہ اعلیٰ'' کی تلاوت کی تو کیا دوسری رکعت میں کوئی ایسی سورۃ تلاوت کرنا چاہیے جو کہ قرآن پاک میں سورۃ اعلیٰ کے بعد آتی ہو یا کہ کوئی بھی آیات یا رکوع تلاوت کر دیا جائے؟(۲) دوسرے یہ کہ اگر میں نے امام کے پیچھے باجماعت نماز کی دوسری رکعت میں شمولیت اختیار کی۔امام صاحب نے اگر پہلی رکعت میں ''سورۃ الزلزال'' تلاوت کی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد میں نے اپنی پہلی رکعت پوری کرنی ہے۔تو کیا میرے لیے ''سورۃ العدیت'' کرنے کے لیے کون سی سورۃ تلاوت کرنی چاہیے؟

جواب: (۱) اکیلے فرض نماز پڑھنے والے کے لیے سورتوں کی ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے ایک سورۃ پڑھنے کے بعد دوسری رکعت میں یا اسی رکعت میں اس سورۃ سے اوپر والی سورۃ پڑھنا مکروہ ہے البتہ نماز ہو جائے گی جبکہ سنتوں یا نوافل میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔(عالمگیری ج۱،ص۷۸)

(۲) مذکورہ صورت میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم﴾

سوال: امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنا یا صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

لقولہ تعالیٰ: اذا قری القرآن فاسمتوا وانصتوا (الایۃ)

اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

''من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ'' (الحدیث) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نماز میں رفع یدین کا حکم﴾

سوال: آجکل اہل حدیث کا ایک فرقہ ہے جو فقہ کو نہیں مانتے۔یہ لوگ نماز اس طریقہ سے پڑھتے ہیں جیسے خانہ کعبہ میں پڑھی جاتی ہے۔سوال یہ ہے کہ اہل سنت جماعت کی ایسی کتابیں آرہی ہیں جن میں رفع یدین اور اونچی آواز میں آمین کہا گیا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں۔اگر ایسا ہے تو کیا مکہ میں نعوذ باللہ غلط طریقہ ہے اگر مقلد اور غیر

مقلد کا معاملہ ہے تو کیا اہل حدیث غیر مقلد ہوتے ہوئے رفع یدین ترک کر دیں تو کیا ان کی نماز ہو جائے گی حالانکہ وہ تو فقہ کو نہیں مانتے اور اگر کسی غیر مقلد کو کہا جاتا ہے کہ اس طرح نماز نہ پڑھو تو وہ مکہ معظمہ کی مثال دیتا ہے کہ وہاں ایسا ہوتا ہے۔ برائے مہربانی اس کا آسان اور مفصل جواب دیں شکریہ۔

جواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عدم رفع یدین اولیٰ ہے اس لیے جو حنفی ہیں ان کے ذمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ضروری ہے اس لیے وہ رفع یدین نہیں کریں گے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رفع یدین اولیٰ ہے اور جو لوگ حنبلی یا شافعی ہیں وہ اپنے ائمہ کی تقلید میں رفع یدین کریں گے دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں اختلاف صرف اولیٰ اور عدم اولیٰ کا ہے جواز اور عدم جواز کا نہیں ہے۔ سعودی عرب والے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں اس لیے وہ رفع یدین کرتے ہیں ان کا اپنے امام کی تقلید میں رفع یدین کرنا درست ہے اور برصغیر پاک و ہند والے امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں اس لیے ان کا اپنے امام کی تقلید میں رفع یدین نہ کرنا درست ہے۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ کبھی کسی امام اور کبھی کسی امام کی تقلید کے بجائے کسی ایک مجتہد کو متعین کر کے اس کے مذہب کی پیروی کرنی چاہیے اس لیے کہ ایک امام کی تقلید کے بجائے مختلف اماموں سے اپنی طبیعت کے موافق مسائل لے کر عمل کرنا جیسا کہ آج کل کے غیر مقلدین کرتے ہیں یہ دین کا اتباع نہیں ہے بلکہ خواہش پرستی ہے اور یہ کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے اس موضوع پر علماء امت کی تصریحات بے شمار ہیں۔

"ان الحکم الملفق باطل" الدرالمختار علی ھامش شامی ۵۵/۱۔

وفی الشامی (قوله ان الحکم الخ) مثاله متوضئی سال من بدنه دم ولمس امرأة ثم صلی فان صحة هذه الصلوٰة ملفقة من مذهب الشافعی والحنفی والتلفیق باطل فصحته منتفیة۔ (۵۵/۱)

غیر مقلدین رفع یدین کے مسئلہ میں حرمین کی نماز کی مثال دیتے ہیں کہ وہاں یہ رفع یدین ہوتا ہے اس لیے ہم کرتے ہیں تو عرض یہ ہے کہ حرمین میں 20 تراویح بھی پڑھی جاتی ہیں جب کہ غیر مقلد صرف آٹھ پڑھتے ہیں؟ اور حرمین والے ایک مجلس میں تین طلاق کے منعقد ہونے کے بھی قائل ہیں جب کہ غیر مقلدین ایک طلاق کے قائل ہیں؟ 20 تراویح اور طلاق ثلثہ میں حرمین والوں کا عمل کیوں قابل قبول نہیں؟ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿دورانِ قعدہ انگلی سے اشارہ کرنے کا طریقہ﴾

سوال: میں نے ردالمختار میں پڑھا ہے کہ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ کے باب میں لکھتے ہیں کہ تشہد میں شہادت کی انگلی تین طریقوں سے کھڑی کی جائے۔

(۱) بیشک شہادت کی انگلی نہ اٹھائیں۔(۲) شہادت کی انگلی ''لا'' پر اٹھا کر ''الا اللہ'' پر گرا دیں اور پورا ہاتھ ہتھیلی سے سیدھا کرلیں۔(۳) تشہد کی انگلی ''لا'' پر تشہد کی انگلی گرا دیں۔نوٹ کہ تیسرے طریقہ میں یہ نہیں بتایا کہ ہتھیلی کو سیدھا کرلیا جائے یا نماز کے اختتام تک مٹھی بند رکھیں؟ مجھے مہربانی کر کے معتمد علماء کی رائے تفصیل سے بتائیں؟

جواب: فتاویٰ شامی میں علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے صفحہ ۵۰۸ ج ا پر اس سلسلے میں بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ درمیان کی انگلی اور انگوٹھے کے سروں کو ملا کر حلقہ بنایا جائے۔ یہ ان فقہاء کرام کے نزدیک جو اشارہ بالسبابہ کے قائل ہیں۔

فیحلق ابهامه الیمنٰی ووسطاها ملصقا رأسه برأسها ویشیر بالسبابۃِ (ص۵۰۹ ج ا)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿دورانِ نماز ''درود ابراہیم'' میں ''سیدنا'' کے اضافے کا حکم﴾

سوال: کیا کسی نماز کے دوران میں درود شریف پڑھتے ہوئے سیدنا کا اضافہ کرسکتے ہیں؟

جواب: نماز کے درود میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے پہلے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام مبارک سے پہلے سیدنا پڑھ سکتے ہیں۔

قال فی الدر وندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار بالواقع عین سلوك الادب فهو افضل من ترکه ذکره الرملی الشافعی وغیره وقال المحشی (قوله ذکره الرملی الشافعی) ای فی شرحه علٰی منهاج النووی ونصه والافضل الاتیان بلفظ السیادۃ کما قال ابن ظهیرۃ وضرح به جمع وبه افتی الشارح لان فیه الاتیان بما امرنا به وزیادۃ الاخبار بالواقع الذی هو ادب فهو افضل من ترکه (الی قوله) وانه یأتی بهامع ابراهیم علیه السلام۔ (شامی ص۴۷۹ ج ا)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿جماعت سے قبل صفیں درست کرنے کا حکم﴾

سوال: معزز علماءِ کرام مجھے نماز میں قطار بندی کے متعلق پوچھنا ہے کہ اس کا شرعی کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں صفوں کو درست کرنے کے بارے میں احادیث مبارکہ میں بہت تاکید آئی ہے لہٰذا صفوں کو

درست کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لتسون صفوفکم اولیخالفن اللّٰہ بین وجوھکم۔ (بخاری۱/۱۰۰)

عن انس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال سوو صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ۔ (بخاری۱/۱۰۰)

وھی من سنۃ الصلوٰۃ عند ابی حنیفۃ والشافعی و مالك۔ (عمدۃ القاری۴/۱۰۰)

............واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)

﴿سجدہ میں ایڑھیاں رکھنے کا طریقہ﴾

سوال: کیا سجدہ میں ایڑیوں کو جوڑ کر رکھنا چاہیے جیسا کہ شامی میں لکھا ہے یا پیروں کی انگلیوں کو علیحدہ رکھنا ہوتا ہے جیسا کہ احسن الفتاویٰ میں لکھا ہے؟

جواب: سجدہ کی حالت میں ایڑیوں کو جوڑ کر نہیں رکھنا ہے بلکہ فاصلے پر رکھنا ہے اور دونوں پاؤں کھڑے رکھنے ہیں اور ان کی انگلیوں کو قبلہ رُو رکھنا ہے۔علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریرات رافعی میں رد لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے "اس کو متاخرین نے مجتبی کی اتباع میں سنت لکھا ہے اور کتب متقدمہ جیسے ھدایہ اور اس کی شروح وغیرہ میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے اس کو صاحب مجتبی کے اوھام سے شمار کیا ہے سنت میں ایسی کوئی چیز ہمارے علم کے مطابق وارد نہیں ہوئی اور شاید ان کو اس بات سے وہم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفوں میں خالی جگہ پُر کرنے کا اہتمام کرتے تھے حتیٰ کہ وہ ٹخنوں اور کندھوں کو ملاتے تھے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہاں مراد اپنے ٹخنوں کو ساتھ والے ساتھی کے ٹخنوں سے ملانا ہے نہ کہ اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا"۔

قال الشیخ ابوالحسن السندی الصغیر فی تعلیقتہ علی الدر ھذہ السنۃ انما ذکرھا من ذکرھا من المتاخرین تبعاللمجتبی ولیس لھا ذکر فی الکتب المتقدمۃ کالھدایۃ وشروحھا وکان بعض مشایخنایری انھا من اوھام صاحب المجتبی ولم ترد فی السنۃ علی ماوقفنا علیہ وکانھم توھموا ذالك مماورد ان الصحابۃ کانو یھتمون بسد الخلل فی الصفوف حتی یضمون الکعاب والمناکب ولایخفی ان المراد ھنا الصاق کعبہ بکعب صاحبہ لاکعبہ مع کعبہ الاٰخر۔

(تقریرات رافعی۱/۶۱۔)

............واللہ اعلم
(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿فرض نمازوں کے بعد دُعا مانگنے کا حکم﴾

سوال: فرض نماز کے بعد دعا کے متعلق اگر کوئی حدیث ہو تو مہربانی فرما کر حوالہ دیں؟

جواب: فرض نماز کے بعد دعا سے متعلق حدیث ملاحظہ ہو۔

عن ابی امامة رضی اللّٰه عنه قال قیل یارسول اللّٰه ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات (فتح الباری ۱۱/۱۱۳)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ رات کے آخری حصہ میں مانگی ہوئی دعا اور فرض نمازوں کے بعد مانگی ہوئی دعا (یہ دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں)۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿رکوع اور سجود کی تسبیحات کا حکم اور ان کی تعداد﴾

سوال: سجدہ میں سبحان ربی الاعلی کہنے کا کیا حکم ہے نیز یہ کہ یہ تسبیح کتنی بار کہنی چاہیے

جواب: رکوع وسجدہ میں کم از کم تین مرتبہ تسبیح کہنا مسنون ہے ایک مرتبہ کہنے سے بھی رکوع اور سجدہ ادا ہو جاتا ہے اور اگر نہ بھی پڑھے تب بھی رکوع وسجدہ ادا ہو جاتا ہے البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

ویقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلاثا و ذالك ادناه فلوترك التسبیح اصلا اواتی به مرة واحدة یجوز ویکره۔ (ہندیہ ۱/۷۴)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿نماز میں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہیں؟﴾

سوال: کیا صحیح بخاری شریف میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسی روایت ہے کہ نماز میں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں۔ علاوہ ازیں صحاح ستہ میں کوئی اور ایسی حدیث ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھے جائیں؟

(۲) اگر چار رکعت نماز سنت میں آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھیں تو نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ ہم حنفی ہیں اور مسلک حنفیہ کے مطابق ہی مسائل کے جوابات دیئے جاتے ہیں چنانچہ احناف کے نزدیک نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابووائل ہی سے ابوداؤد میں روایت ہے کہ:

عن ابی وائل قال قال ابوھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ اخذ الاکف علی الاکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ (ابوداوٗد نسخہ ابن الاعرابی ص۲۸۰،ج۱)

کہ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔ایسے ہی حضرت وائل کے بیٹے حضرت وائل سے روایت کرتے ہیں کہ عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ تحت السرۃ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۰،ج۱)

(۲) ترک واجب لازم آئے گا اگر سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہو جائے گی ورنہ واجب الاعادہ ہوگی۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿رفع یدین کا حکم﴾

سوال: کیا نماز میں رفع یدین کرنا چاہیے یا نہیں؟ میں حنفی ہوں مگر کچھ لوگ امام سمیت رفع یدین کرتے ہیں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: احناف کے ہاں تکبیر تحریمہ کے علاوہ بقیہ نماز میں رفع یدین کرنا ممنوع ہے مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲ میں روایت مذکور ہے۔

قال اخبرنی سالم بن عبداللّٰہ عن ابیہ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد مایرفع رأسہ من الرکوع فلا یرفع ولابین السجدتین۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نماز کی نیت اور تکبیر تحریمہ کا حکم﴾

سوال: کیا نیت ضروری ہے یا ایسا کرنا بدعت ہوگی؟ اور نیز یہ کہ کیا تکبیر تحریمہ نماز باجماعت کے لیے مستحب یا ضروری ہے؟

جواب: نیت دراصل دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے کلمات صرف دل کو متوجہ کرنے کے لیے ادا کیے جاتے ہیں تاہم نیت صرف اس بات کی کرنا ہے کہ میں یہ نماز پڑھ رہا ہوں اور اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہے تو اس کو اپنے

امام کی اقتداء کی بھی نیت کرنا ہوگی۔ تکبیر تحریمہ کہنا ہر نماز کے لیے فرض ہے۔اس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوگی۔

(منها التحريمه) وهي شرط عندنا۔ (عالمگیری ص۶۸،ج۱) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟﴾

سوال: میں حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہوں اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ احناف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نماز میں قیام کے دوران ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔

عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه رضى الله عنه قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يضع يمينه على شماله فى الصلوٰة تحت السرة رواه ابن ابى شيبة واسنادهٗ صحيح۔ (بحوالہ آثار السنن ص۹۰)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿نماز میں رفع یدین سے متعلقہ احادیث کا جواب﴾

سوال: رفع یدین کی ۴۰۰ صحیح احادیث آتی ہیں ان احادیث کو کیسے رد کیا جائے۔کیا اس سے سنت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی اور اگر ایک امام قرآن وسنت کے مطابق مسئلہ بیان کرے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ سنت کے خلاف ہو تو دوسرے امام کے صحیح مسئلہ کو کیسے چھوڑ دیں۔اس کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیں؟

جواب: رفع یدین کے متعلق ایک حدیث بھی ایسی موجود نہیں ہے جو صحیح ،صریح اور مرفوع ہو اور جس میں صراحتاً یہ مذکور ہو کہ رفع یدین آخری دور تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل رہا۔باقی مطلق رفع یدین کے ثبوت کا انکار ہم نہیں کرتے ہاں آخر وقت تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفع یدین کو ہم ثابت نہیں مانتے جس پر سوال میں ذکر کردہ چار سو احادیث میں سے ایک دلیل بھی موجود نہیں۔

نیز یہ بات صحیح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جو مسئلہ سنت کے خلاف ہو تو دوسرے امام کے صحیح مسئلہ کو نہیں چھوڑا جا سکتا، لیکن اس بات کا فیصلہ کرنا صرف مجتہد کا کام ہے اور اس مسئلہ میں صرف اس کی بات معتبر ہے، ہر عامی شخص اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ فلاں مجتہد کا قول قرآن وسنت کے خلاف ہے اور فلاں کا موافق۔

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿جماعت کے بعد امام کا دائیں، بائیں یا مقتدیوں کی جانب رُخ کرکے بیٹھنا﴾

سوال: میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ امام نماز کے بعد دعا کے لیے کس جانب رُخ کر کے بیٹھے گا؟ اس میں سنت عمل کیا ہے؟

جواب: نماز کے بعد دائیں جانب رُخ کرکے بیٹھنا بھی جائز ہے، البتہ مسنون عمل یہ ہے کہ مقتدیوں کی جانب رُخ کر کے بیٹھے، حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، سے دائیں جانب رُخ کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے سے مقتدیوں کی جانب رُخ کر کے بیٹھنے کی سنت معلوم ہوتی ہے۔

فتاویٰ کی کتب میں دونوں روایات کے درمیان تطبیق یوں دی گئی ہے کہ اگر امام کی محاذات میں کوئی مسبوق نماز ادا کر رہا ہو تو چونکہ اس کے سامنے رُخ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے اس لیے اس صورت میں دائیں یا بائیں جانب کو مڑ کر بیٹھے اور اگر مسبوق کے ساتھ محاذات کی صورت نہ ہو تو امام مقتدیوں کی جانب سیدھا رُخ کر کے بیٹھے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں احسن الفتاویٰ ج ۳، ص ۳۶۸)

عن البراء رضی اللّٰه عنه قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احببنا ان اکون عن یمینه یقبل علینا بوجه۔ (رواہ مسلم)

عن سمرة بن جندب رضی اللّٰه عنه قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا صلی صلاة اقبل علینا بوجه۔ (رواہ البخاری)

قال فی الهندیة ویستقبل بوجهه اذا لم یکن بحذائه مسبوق فان کان ینحرف یمنة اویسرة والصیف والشتاء سواء هوالصحیح کذافی الخلاصة۔

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لی﴾

سوال: عصر کی نماز باجماعت پڑھ رہا تھا رکوع میں سبحان ربی الاعلی کہہ دیا اور نماز کے اختتام پر سجدہ سہو بھی نہیں کیا بعد میں عصر کی نماز دوبارہ مغرب کے ساتھ ادا کر دی اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ وہ صورت میں جب بھول کر آپ نے رکوع میں سبحان ربی الاعلی پڑھ لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے سجدہ سہو یا نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں تھی دوبارہ جو نماز ادا کی گئی ہے وہ آپ کے حق میں نفل ہوگئی۔

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿فرائض کی پہلی دو رکعتوں میں ایک ہی سورت دو مرتبہ پڑھنا﴾

سوال: کیا فرض نماز کی ہر رکعت میں ایک ہی سورۃ پڑھ سکتے ہیں میں نے کل فجر کی نماز میں غلطی سے دونوں رکعت میں ایک ہی سورہ پڑھ لی۔ کیا میری نماز ہوگئی یا دھرانا ہوگی؟

جواب: صورت مذکورہ میں آپ کی نماز ہوگئی تاہم مسنون یہی ہے کہ ہر رکعت میں الگ الگ سورت پڑھی جائے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿باب الدُعاء﴾

﴿نماز کے علاوہ بحالت سجدہ دعائیں مانگنا﴾

سوال: کیا نماز کے علاوہ سجدہ میں دعا مانگی جاسکتی ہے؟

جواب: سجدہ مناجات (دُعا کے لیے سجدہ کرنا) کو بعض علماء نے مکروہ لکھا ہے لہٰذا اس کی عادت بنالینا درست نہیں۔ باقی احادیث میں جو وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ طویل سجدہ فرماتے اور اس میں لمبی دُعائیں فرماتے تھے اس سے مراد نفل نماز کا سجدہ ہے لہٰذا نوافل کے سجدہ میں میں نبی کریم ﷺ سے منقول نفلی دُعائیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

وکذا لایأتی فی رکوعه و سجوده بغیر التسبیح علی المذهب وما رواه محمول علی النفل۔
(شامی ج۱،ص۴۷۲)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں دُعا مانگنا﴾

سوال: اَن پڑھ آدمی کو مسنون عربی دعائیں یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے یا اپنی زبان میں دعا کرنا ہی کافی ہے؟

جواب: عربی میں دعا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ کسی بھی زبان میں دعا کی جاسکتی ہے البتہ عربی میں دعا کرنا افضل اور قبولیت کے زیادہ لائق ہے اس لیے کہ عربی زبان اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی محبوب زبان ہے۔ خاص طور پر دعا کے وہ مسنون الفاظ جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنا افضل ہے لہٰذا عربی میں منقول مسنون دعائیں بھی یاد کرنی چاہیے۔

واللّٰه تعالٰی لایحب غیر العربیه ولهذا کان الدعاء بالعربیه اقرب الی الاجابة فلا یقع غیر ها من الالسن فی الرضا والمحبة لها موقع کلام العرب۔ (شامی ص۳۸۵،ج۱)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نماز یا نماز کے علاوہ بحالت سجدہ دعا مانگنے کا حکم﴾

﴿نیز نماز کے علاوہ حالت سجدہ میں دعا مانگنے کی شرائط﴾

سوال: کیا سجدہ کی حالت میں قرآنی دعائیں مانگنا منع ہے؟ مثلاً ربنا اتنا فی الدنیا..... میں نے سنا ہے کہ انسان سجدہ کی حالت میں دعا نہیں مانگ سکتا مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: احناف کے نزدیک نفل نماز کے سجدوں میں دعا کی جاسکتی ہے اور فرائض میں اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہو یا امام ہونے کی صورت میں متقدیوں پر بوجھ نہ بنے تو درست ہے۔ نماز کے علاوہ سجدہ کر کے مسنون دعائیں مانگنے میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ نماز کے متصل اور فوراً بعد کسی قسم کا سجدہ کرنا ممنوع ہے۔

۲۔ دعا کے لیے سجدہ کرنے کو عادت نہ بنایا جائے اور اس کو سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے۔

۳۔ اگر عوام کے فسادِ عقیدہ کا خطرہ ہو کہ لوگ اس کو سنت یا لازم سمجھنے لگ جائیں گے تو تنہائی میں ایسا کرنا چاہیے۔ واضح رہے کہ دعا مانگنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر ہاتھ اُٹھا کر عاجزی کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ سجدہ میں دعا کرنا دعا کا مسنون طریقہ نہیں۔

قال فی العلائیه وکذا لایأتی فی رکوعه وسجوده بغیر التسبیح علی المذهب وماورد محمول علی النفل قال ابن عابدین رحمه الله تعالٰی (قوله محمول علی النفل) ای تهجدًا (اوغیره، خزائن، وکتب فی هامشه فیه رد علی الزیلعی حیث خصه بالتهجد اه ثم الحمل المذکور صرح به المشائخ فی الوارد فی الرکوع والسجود وصرح به فی الحلیة فی الوارد فی القومة والجلسة وقال علی انه ان ثبت فی المکتوبة فلیکن فی حالة الانفراد اوالجماعة والمأمون محصورون لایتشعلون بذلك کما نص علیه الشافیعة ولاضرر فی التزامه وان لم یصرح به مشایخنا فان القواعد الشرعیة لاتنبوعنه کیف والصلٰوة والتسبیح والتکبیر والقرأة کما ثبت فی السنة اه۔ (ردالمحتار ج۱/۴۷۲)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب الامامۃ والجماعت﴾

﴿عورت کا امامت کرانا﴾

سوال: عورت کی امامت کرانے کی ممانعت کے متعلق کیا حکم شرعی ہے؟

جواب: عورت کے لیے امامت کرانا خواہ عورتوں کو کرائے یا مردوں کو کرائے دونوں صورتوں میں شرعاً درست نہیں ہے۔

ولا یجوز اقتداء رجل بامرأۃ ھکذا فی الھدایۃ۔ (عالمگیری ص۸۵،ج۱)

ویکرہ امامۃ المرأۃ للنساء فی الصلوٰۃ کلھا من الفرائض والنوافل۔ الخ (عالمگیری ص۸۵،ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿عورتوں کا مردوں کی امامت کرانا﴾

سوال: عورت کا نماز کی امامت کروانے سے متعلق مجھے درجِ ذیل سوالات کا جواب مطلوب ہے۔

(۱) کیا عورت نماز میں مردوں کی امامت کرواسکتی ہے؟ (۲) اگر عورت کو نماز کی امامت کرنے کی اجازت ہے تو کن حالات میں؟ (۳) اگر عورت کی نماز کی امامت کر لینے کی اجازت نہیں ہے تو مجھے قرآن یا احادیث میں سے حوالہ دیجیے؟ جس میں یہ حکم ہو کہ عورت کی نماز کی امامت کروانے کی اجازت نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں عورت کا مردوں کی امامت کرانا ناجائز اور حرام ہے جبکہ عورت کا عورتوں کی امامت کرانا مکروہ ہے۔

کما فی الھندیۃ: "ویکرہ امامۃ للنساء فی الصلوٰۃ کلھا من الفرائض والنوافل الا فی صلاۃ الجنازۃ ھکذا فی النھایۃ"۔ (ص۸۵،ج۱)

وفی ردالمحتار: "یکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح فی غیر صلاۃ جنازۃ"۔

(قولہ ولو فی التراویح) أفاد أن الکراھۃ فی کل ماتشرع فیہ جماعۃ الرجال فرضا

أو نفلا۔ (ص ۴۱۸، ج۱)

............واللہ اعلم

(محمد علی عابد عفی اللہ عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿امامت کا زیادہ مستحق کون ہے؟﴾

سوال: امام کے انتخاب کے لیے شرعاً کیا معیار مقرر ہے؟

جواب: سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو حاصل ہے جو نماز کے مسائل سے واقف ہو بشرطیکہ اس میں کوئی ظاہری فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جتنی مقدار میں قرأت کرنا مسنون ہے وہ یاد ہو اور قرآن پاک بھی صحیح پڑھتا ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو پھر وہ شخص جو عمر رسیدہ ہو۔

والا حق بالامامة الاعلم باحكام الصلٰوة فقط صحةً و فسادا بشرط اجتنابه للفاحش الظاهرة وحفظه قدر فرض ثم الاحسن تلاوة وتجويداً للقرأة ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن۔ الخ (درمختار ص ۵۸۱، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿جامع مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم﴾

سوال: کیا جامعہ مسجد میں دوسری جماعت کھڑی کی جاسکتی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں اگر اس مسجد میں امام اور مؤذن متعین ہیں اور وہ محلّہ کی مسجد ہے تو اس مسجد کی حدود میں دوسری جماعت کرانا مکروہ ہے اور اگر امام و مؤذن متعین نہیں ہیں یعنی راستے کی مسجد ہے تو اس مسجد میں دوسری جماعت کرانا جائز ہے۔

واذا لم يكن للمسجد امام و مؤذن راتب فلا يكره تكرار الجماعة فيه باذان و اقامة بل هو ذكره قاضيخان اما لو كان له امام و مؤذن معلوم فيكره تكرار الجماعة فيه باذان واقامة عندنا۔ (کبیری ص ۵۶۸)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿جماعت ثانیہ کا حکم اور امام راتب کے نہ ہونے کی صورت میں امامت کا حکم﴾

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب مقرر ہیں اگر کسی وجہ سے ہماری جماعت رہ جائے تو کیا ہم مسجد میں دوسری جماعت کرا سکتے ہیں؟

جواب: محلے کی مسجد میں اہل محلّہ کے لیے دوسری جماعت کرانا درست نہیں مکروہ ہے۔

امالو کان له امام و مؤذن معلوم فیکره تکرار الجماعة فیه۔ (کبیری ص۵٦٨)

اگر مقرر کردہ امام صاحب موجود نہ ہوں تو ان کا نائب امامت کا مستحق ہے اور کوئی نائب متعین نہ ہو تو جو زیادہ دیندار، متقی، صاحب علم اور صحیح تلفظ سے قرأت کر سکتا ہو اس کو جماعت کروانی چاہیے۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿داڑھی منڈوانے والے کی امامت کا حکم﴾

سوال: یہاں امریکہ میں ایک کلین شیو حافظ قرآن ہیں جو تراویح پڑھاتے ہیں کیا ایسے شخص کے پیچھے تراویح پڑھنا درست ہے اس سلسلہ میں فتویٰ شرعی حوالوں کے ساتھ عطا فرمائیں؟

جواب: داڑھی بقدر ایک مشت رکھنا واجب ہے اس سے کم کرنا یا منڈانا حرام ہے اور حرام کا مرتکب فاسق کہلاتا ہے الفاسق من فعل کبیرة او اکثر من فعل الصغائر۔ (القاموس الفقھی ص٢٨٦)

اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے لہٰذا ایسے حافظ جو داڑھی منڈاتے یا ایک مشت سے کم کرتے ہیں ان کی امامت مکروہ تحریمی ہے لہٰذا انتظامیہ کو لازم ہے کہ وہ اس کو امامت سے ہٹا کر کسی باشرع حافظ کو امام مقرر کرے۔

ان قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامر دینه۔ (کبیری ص٤٧٩) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿داڑھی چھوٹی ہونے کی صورت میں امامت کا حکم﴾

سوال: کیا جس آدمی کی داڑھی چھوٹی ہو اس کو امام بنانا درست ہے؟

جواب: اگر چھوٹی داڑھی سے مراد آپ کی مٹھی سے کم داڑھی ہے تو پھر اس کی امامت بوجہ فاسق ہونے کے شرعی داڑھی والے کی موجودگی میں درست نہیں اور اگر چھوٹی داڑھی والے حافظ کی داڑھی مٹھی کے برابر ہے یا قدرتی طور پر مٹھی سے کم ہے اور وہ اس کو کاٹتا نہیں ہے تو شرعاً لمبی داڑھی والے اور چھوٹی داڑھی والے میں اس صورت

میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں میں سے کوئی بھی امامت کرواسکتا ہے۔شرعاً قابل ترجیح چیز داڑھی کا لمبا ہونا یا چھوٹا ہونا نہیں ہے بلکہ شرعی مقدار اور غیر شرعی مقدار ہونا ہے۔

فی الرد المختار (٦/٤٠٧) ولابأس بنتف الشیب، واخذ اطراف اللحیة والسنة فیها القبضة۔

وفی الشامی (قوله والسنة فیها القبضة) وهوان یقبض الرجل لحیته فما زاد منها علی قبضة قطعه۔ (ردالمختار ٦/٤٠٧)

ان قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامردینه۔ (کبیری ص٤٧٩)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم ﴾

سوال: ایک مسجد میں ایک نماز با جماعت کے بعد دوسری نماز با جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ مسجد محلّہ کی مسجد ہے اور اس کا مؤذن اور امام مقرر ہے اور وہاں مقررہ اوقات پر جماعت ہوتی ہے تو اصل جماعت کے ہوچکنے کے بعد اس میں دوسری جماعت کروانا مکروہ ہے۔

انه علیه الصلوٰة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اهل المسجد فرجع الی منزله مجمع اهله وصلی ولو جاز ذالك لما اختار الصلوٰة فی بیته علی الجماعة فی المسجد ولان فی الاطلاق هکذا تقلیل الجماعة معنی فانهم لایجتمعون اذا علموا انها لا تفوتهم ...... ومثله فی البدائع وغیرها و مقتضی هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة ولوبدون اذان ویؤیده مافی الظهیریه لودخل جماعة المسجد بعد ماصلی فیه اهله لیصلون وحدانا وهو ظاهر الروایةؒ ه۔ (ردالمختار ١/٤٠٩)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ عورتوں کا مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کا حکم ﴾

سوال: میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین مسجد میں مردوں سے ذرا ہٹ کر دوسری جگہ پر (جہاں سپیکر کی آواز جا رہی ہو اور مسجد کا حصہ بھی ہو) جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتی ہیں؟

جواب: عورتوں کا مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے حاضر ہونا مکروہ ہے۔(ویکرہ حضور هن

الجماعة) ولو لجمعة وعيد ووعظ (مطلقا). (الدرالمختار ۱/۴۱۸)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم﴾

سوال: ہم یہاں چین میں زیر تعلیم ہیں اور ہمیں امام مسجد سرکاری طور پر مہیا کیا جاتا ہے اس لیے ہم اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور ہیں جو کہ بقول ایک فاسق شخص ہے کیا ہم اس کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہیں یا جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ہی پڑھ لیا کریں؟

جواب: صورت مسئولہ میں مسجد کی انتظامیہ کو چاہیے کہ ایسے امام کا تقرر کریں جو دیندار اور صالح ہو کیونکہ فاسق بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ يكره امامت العبد والا عرابی والفاسق والمبتدع والاعمى الخ البتہ اگر اس امام کو بدلنے میں آپ کا بس نہیں چلتا تو آپ جماعت کی نماز نہ چھوڑیں اس کے پیچھے پڑھ لیا کریں۔
(بحرالرائق ص ۳۴۸، ج ۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿(۱) مرد کے لیے جماعت کی نماز کا حکم﴾

﴿(۲) کاروباری مصروفیت کی بنا پر جماعت چھوڑنا﴾

سوال: (۱) ایک مسلمان مرد کے لیے باجماعت اور مسجد میں نماز پڑھنا کہاں تک ضروری ہے؟

(۲) اگر کوئی شخص اپنی کاروباری مصروفیت کے باعث مسجد نہیں جا سکتا تا کہ وہ فرض نماز باجماعت پڑھ سکے تو ایسے آدمی کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: (۱) جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ اور واجب کے قریب قریب ہے۔ الجماعة سنة مؤكدة كذافي المتون وفي الغاية قال عامة مشايخنا انها واجبة۔ (عالمگیری ص ۸۲ ج ۱)

(۲) کاروباری مصروفیت کی بنا پر جماعت چھوڑنا جائز نہیں ہے اس سے اجتناب لازمی ہے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿عورت کی امامت کا شرعی حکم﴾

سوال: کیا عورت امامت کرا سکتی ہے؟

جواب: عورت شرعاً کسی نماز کی امامت نہیں کروا سکتی۔

ویکرہ امامة المرأة للنساء فی الصلواة کلھا من الفرائض والنوافل ھکذا فی النھایة۔

(عالمگیری ص ۸۵، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿دورانِ جماعت امام کو حدث لاحق ہو جائے تو کیا کیا جائے؟﴾

سوال: اگر باجماعت نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے اور باقی نمازی کیا کریں؟

جواب: صورت مسئولہ میں امام کو چاہیے کہ مصلیٰ چھوڑ دے اور اپنی پچھلی صف میں سے کسی آدمی کو اپنی جگہ آنے کا اشارہ کر دے وہ شخص امام کی جگہ آ کر نماز کو وہیں سے آگے پڑھائے گا جہاں پر امام کا وضو ٹوٹا ہے اس کو شرعی اصطلاح میں استخلاف کہتے ہیں۔

وصورة الاستخلاف ان یتاخر محدود باواضعایدہ علی انفه یوھم انه قدرعف ویقدم من الصف الذی یلیه ولا یستخلف بالکلام بل بالاشارة۔ (الفتاویٰ الھندیۃ ۱/۵)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿اشارے سے رکوع وسجود کرنے والے کی امامت کا حکم﴾

سوال: میں بڑھاپے اور بیماری کی بناء پر نماز میں رکوع اور سجدے اشارے سے کرتا ہوں دریافت طلب امر یہ ہے کہ: (۱) کیا میں کرسی پر بیٹھ کر رکوع اور سجدہ اشارہ سے کروں تو کیا اس حالت میں امامت کی جا سکتی ہے؟ (۲) جب میں قعدہ میں بیٹھتا ہوں تو مجھے ٹانگ پھیلا کر بیٹھنا ہوتا ہے، تو کیا مقتدیوں کو بھی میری طرح بیٹھنا ہوگا۔

جواب: جو آدمی رکوع اور سجدہ اشارے سے کرتا ہو وہ ایسے لوگوں کی امامت نہیں کر سکتا جو رکوع اور سجدہ صحیح طور پر کرتے ہوں لہٰذا اگر آپ اشارہ سے رکوع اور سجدہ کی ادائیگی کرتے ہیں تو آپ صحیح اور تندرست آدمی جو صحیح طور پر رکوع اور سجدہ کرنے کی قدرت رکھتے ہوں کی امامت نہیں کر سکتے۔

(و) لا (قادر علی رکوع و سجود بعاجز عنھما) الخ

ای بمن یؤمی بهما قائماً او قاعدًا بخلاف مالوا مکناه قاعدًا فیصح کما یاتی الخ۔
(کذا فی الشامیۃ مع الدرر، ج ا، ص ۴۲۹)
............واللہ اعلم
(محمود احمد)

﴿امام کا وضو ٹوٹنے پر ایسے شخص کو نائب بنانے کا حکم جسکی ایک رکعت چھوٹ گئی ہو﴾

سوال: یہاں سنگاپور میں ہم کچھ طلباء باجماعت نماز پڑھتے ہیں ایک دن امام صاحب کے پیچھے میں ایک رکعت بعد پہنچا مگر امام صاحب کا وضو ٹوٹ گیا اور انہوں نے مجھے بطور امام آگے دھکیل دیا اب مجھے تو اپنی رکعت پوری کرنے کے لیے دوبارہ اٹھنا تھا اس لئے میں قعدہ کئے بغیر اُٹھ گیا اور مقتدی بھی کھڑے ہوگئے مگر اب میں خود امام تھا مجھے کیا کرنا چاہیے تھا بعد میں میں نے فرض نماز دوبارہ بھی لوٹا دی۔

جواب: مذکورہ صورت میں جب آپ کو امام نے نائب مقرر کیا تو اس صورت میں نماز مکمل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جب چار رکعتیں پوری ہوگئی تھیں اس وقت کسی ایسے آدمی کو جو ابتداء سے امام کے ساتھ شریک تھا آپ نائب بناتے تا کہ وہ سلام پھیر دے اور اس کے بعد کھڑے ہوکر آپ ایک رکعت پوری کر لیتے مذکورہ صورت میں چونکہ ابتداء سے شریک ہونے والے لوگوں کی ۴ رکعت پوری ہونے کے بعد ان پر آخری قعدہ فرض تھا جس کو وقت پر ادا نہیں کیا گیا لہٰذا ان سب لوگوں پر نماز کا اعادہ لازم ہے۔

ومن اقتدی بالامام بعد ما صلی رکعةً فا احدث الامام فقدّمه اجزأ ه فلو تقدم یبتدی من حیث انتهی الیه الامام واذا انتهی الی السلام یقدم مدرکاً یسلم بهم۔ (ہندیۃ ص ۹۵)
............واللہ اعلم
(عبدالباسط عفی عنہ)
دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کسی دوسرے مسلک کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جو دورانِ نماز دیکھ کر تلاوت کرتا ہو﴾

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ اگر ایک امام کی فقہ میں دورانِ نماز دیکھ کر قرآن مجید پڑھنا جائز ہو اور جبکہ دوسرے امام کی فقہ میں ایسا کرنے کی اجازت ہو تو کیا کسی دوسرے امام کے مسلک والے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں جس میں قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کی اجازت ہو؟

جواب: کسی دوسرے فقہ کے امام کی اقتدا کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ یہ امام مقتدی کے مذہب کے مطابق مفسدات نماز کا ارتکاب نہ کرے صورت مسئولہ میں چونکہ فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق نماز میں قرآن پاک

دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جبکہ مذکورہ امام اس امر کی رعایت نہیں کرتا اس لیے حنفی کا اس امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

قال فی العلائیہ عن البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ اوعدمھا لم یصح وان شك کرہ۔

(شامی ص۵۲۶، ج۲)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿انتظامیہ کی اجازت سے مسجد میں جماعت ثانیہ کروانا﴾

سوال: میں الحمدللہ تمام نمازیں باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرتا ہوں ایک دفعہ میں دوستوں کے ہمراہ تھا جبکہ نماز ظہر کے وقت ہم ایک مسجد میں پہنچے اور پتہ چلا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہے پھر ہم نے چاہا کہ کسی ایسی مسجد میں چلے جائیں جہاں ابھی جماعت ہونا باقی ہو۔اس خیال سے ہم دوسری مسجد پہنچے تو وہاں بھی جماعت ہو چکی تھی۔اب احباب نے فیصلہ کیا کہ ہم اپنی اپنی نماز پڑھ لیتے ہیں کیونکہ مسجد میں دوبارہ جماعت کرانا ٹھیک نہیں مگر میری پوری کوشش تھی کہ نماز باجماعت ادا کی جائے مگر ہمیں کوئی مناسب جگہ نہیں مل رہی تھی چنانچہ مسجد کی انتظامیہ کے پاس گیا اوران سے ماجرا بیان کیا اوران سے استدعا کی کہ وہ ہمیں اوپر والی منزل کھول دیں وہ مان گئے اور انہوں نے ہمیں اوپر والی منزل کھول دی اور ہم نے نماز باجماعت ادا کر لی تو مذکورہ طریقہ سے نماز باجماعت ادا کرنا درست تھا یا نہیں اس کے متعلق بتائیں؟

جواب: محلّہ کی مسجد کے کس بھی حصہ میں انتظامیہ کی اجازت کے بغیر یا اجازت کے ساتھ جماعت ثانیہ کا اہتمام کرنا کراہت سے خالی نہیں، آپ کی بھرپور کوشش اور جستجو کے باوجود اگر جماعت نکل جائے تو اللہ رب العزت ثواب سے محروم نہیں فرماتے، اگر آپ مسجد سے باہر کسی مقام پر باجماعت نماز کا اہتمام کر لیتے تو درست تھا، ایک دفعہ نبی کریم ﷺ مدینہ سے باہر کسی مقام سے واپس تشریف لائے تو جماعت ہو چکی تھی آپ ﷺ گھر میں تشریف لے آئے، اور گھر والوں کو پیچھے کھڑا کر کے نماز باجماعت ادا فرمائی، (کذافی المعجم الکبیر والا وسط للطبرانی) بحوالہ (احسن الفتاویٰ ص۳۲۵، ج۳)

اوراس طرح کی صورت میں مسجد میں تنہا نماز ادا کرنا بھی درست ہے، لیکن مسجد سے باہر کسی مقام پر باجماعت نماز ادا کرنے سے جماعت کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿حرام کھانے والے کی امامت کا حکم﴾

سوال: (۱) کیا مستقل حرام کھانے والے شخص کی کسی مسجد میں امامت وخطابت جائز ہے کہ نہیں؟

(۲) اگر ایسا شخص کسی جگہ امامت کرتا ہو تو اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے۔ لوٹانی چاہیں کہ نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں عقیدہ علماء اہلسنت فقہ حنفی کی روشنی میں جواب سے نوازیں اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

جواب: (۱،۲) حرام کھانے والا شخص فاسق ہے ایسے شخص کو امام وخطیب کے اہم منصب پر فائز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور ایسا شخص امر دین میں عدم احتیاط کا شکار ہوگا البتہ ایسے امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے صالح عالم باعمل کی اقتداء میں نماز پڑھنی چاہیے لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر الگ نماز پڑھنے کے بجائے اسی امامِ فاسق کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیے۔

(۱) (ویکرہ امامة عبد واعرابی و فاسق) ای من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الرباء ونحوذالك (ردالمحتار باب الامامۃ ۱/۱۴)

(۲) واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لا مردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً۔ (ایضاً ۱/۴۱۴)

(۳) تجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق کذا فی الخلاصة الا انها تکره ھ کذا فی المتون۔ (ہندیہ ۱/۸۵ الفصل الثالث فی بیان من یصلح امامالغیرہ)

(۴) ولو صلی خلف مبتدع اوفاسق فهو محرز ثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذا فی الخلاصة۔ (عالمگیریہ ۱/۸۴)

(۵) وفی النهر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة وفی الرد: قوله نال فضل الجماعة الخ ان الصلوٰة خلفهما اولی من الافراد۔ (ردالمختار باب الامامہ ۱/۴۱۴)

(۶) واذا صلی الرجل خلف فاسق اومبتدع یکون محرزا ثواب الجماعة لما روینا من الحدیث لکن لاینال ثواب من یصلی خلف عالم تقی۔ (قاضیخان ۱/۹۲) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ ولدالزنا اگر صاحب علم وتقویٰ ہوتو اسے امام بنانے کا حکم ﴾

سوال: اگر کسی صحیح العقیدہ عالم کے متعلق مشہور ہو کہ اس کا باپ کوئی نہیں اور وہ ولدالزنا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اولاً اس عالم دین کے متعلق فقط اس شہرت سے کہ اس کا باپ کوئی نہیں ہے اس کا ولدالزنا ہونا لازم نہیں آتا، ثانیاً اگر بالفرض وہ ولدالزناء بھی ہو تب بھی راجح قول کے مطابق اس کے صحیح العقیدہ اور عالم دین ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے کیونکہ کراہت کی علت اس کا صحیح تربیت یافتہ نہ ہونا اور مسائل دینیہ سے واقف نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے اس سے طبعًا انقباض رہتا ہے، مگر صحیح العقیدہ عالم اور متقی و پرہیزگار ہونے کی صورت میں یہ علت باقی نہ رہے گی اور عام حالات میں ایسے عالم کو امام بنانے میں عار بھی محسوس نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔

(وولد الزنا) اذ ليس له اب يربيه ويؤدبه ويعلمه فيغلب عليه الجهل بحر اوالنفرة الناس عنه (شامیۃ ج۱،ص۳۱۵) لكن مابحثه فى البهر صرح به فى الاختيار حيث قال ولو عدمت أى علة الكراهة بان كان الاعرابى افضل من الحضرى والعبد من الحرو ولدالزنا من ولد الرشدة الا عمىٰ من البصير فالحكم بالضد۔ اھ۔ (شامیہ ج۱،ص۴۱۴) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿ عورت کا امامت کرانا ﴾

سوال: عورت کی امامت کرانے کی ممانعت کے متعلق کیا حکم شرعی ہے؟

جواب: عورت کے لیے امامت کرانا خواہ عورتوں کو کرائے یا مردوں کو کرائے دونوں صورتوں میں شرعاً درست نہیں ہے۔

ولا يجوز اقتداء رجل بامرأة هكذا فى الهداية۔ (عالمگیری ص۸۵،ج۱)

ويكره امامة المرأة للنساء فى الصلوٰة كلها من الفرائض والنوافل۔ الخ (عالمگیری ص۸۵،ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کتاب المسبوق﴾

﴿چار رکعت نماز سے دو رکعت چھوٹنے کی صورت میں﴾
﴿چھوٹی ہوئی رکعتوں میں سورت ملانا واجب ہے﴾

سوال: اگر امام کے پیچھے نماز میں شامل ہونے سے پہلے دو رکعت چھوٹ گئی ہیں تو کیا آپ بعد میں جو نماز پوری کریں گے انہیں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ شامل کریں گے یا نہیں؟

جواب: بشرط صحت سوال ان دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ شامل کرنا ہوگی۔

ومنها انه يقضى اول صلوته فى حق القرأة و آخرها فى حق التشهد حتى لوادرك ركعة من المغرب قضى ركعتين وفصل بقعدة فيكون بثلاث قعدات وقرأ فى كل فاتحة و سورة۔ (ھندیۃ ۹۱/۱)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

کتاب مفسدات الصلوٰۃ والمکرّوہات

نماز میں جیکٹ یا کوٹ کی زِپ کھلا ہونا مکروہ نہیں

سوال: دورانِ نماز اگر جیکٹ یا کوٹ وغیرہ کی زپ بند نہیں ہوئی تو اس کے متعلق حکم بتا دیں؟

جواب: جیکٹ یا کوٹ وغیرہ جب پہنے ہوئے ہوں اور انہیں محض کندھوں پر ڈالا ہوا نہ ہو تو چاہے اس کی زپ کھلی ہی کیوں نہ ہو اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی اس لیے کہ سدل کا حکم اس وقت لگے گا ہے جب بازو آستینوں کے اندر داخل نہ کریں۔

ومن السوال ان یجعل القباء علی کتفیہ ولم یدخل یدیہ کذافی التبیین سواء کان تحتہ قمیص اولا کذافی النہایۃ۔ (ہندیۃ ۱/۱۰۶)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

ننگے سر اور ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھنا

سوال: (۱) کیا نماز میں سر پر ٹوپی رکھنا ضروری ہے۔(۲) ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: (۱) ننگے سر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

قال فی شرح التنویر فی مکروھات الصلوٰۃ وصلوٰتہ حاسراً ای کاشفاً رأسہ للتکاسل۔

(شامی ج۱)

اس کے علاوہ مختلف روایات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف امت کا ٹوپی سے نماز پڑھنا ثابت ہے۔

(۲) ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھنا ناجائز ہے۔

ثم قال انہ کان یصلی وھو مسبل ازارہ وان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوٰۃ رجل مسبل

(ابوداؤد ج۲ص۲۰۹)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم﴾

سوال: ننگے سر نماز ہوجاتی ہے یا ٹوپی لازمی ہے میں اکثر لوگوں کو ننگے سر نماز پڑھتے دیکھا ہے مہربانی فرما کر مجھے قرآن وحدیث کے حوالہ سے بتائیں تا کہ میں اپنی نماز درست کرسکوں۔

جواب: ننگے سر نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے البتہ حالت احرام میں سر ڈھانکنا جائز نہیں ہے اور مختلف روایات سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ٹوپی سے نماز پڑھنا بھی ثابت ہے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿امام کیلئے پینٹ وغیرہ کا استعمال﴾

سوال: کیا امام پتلون پہن سکتا ہے؟

جواب: امام کے لیے پتلون پہننا امامت کے شایانِ شان نہیں ہے لہٰذا ایسے لباس سے اجتناب کرے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿دورانِ نماز بے اختیار چھینک پر الحمد للہ کہنے کا حکم﴾

سوال: مجھے عشاء کی نماز کے دوران چھینک آ گئی میں نے بے اختیار الحمد للہ کہہ دیا اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: نماز میں چھینک آنے کی صورت میں بے اختیار الحمد للہ نکل جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی تاہم بہتر یہ ہے کہ سکوت اختیار کیا جائے۔

ولوعطس فقال له المصلي الحمدلله لاتفسد لانه ليس بجواب وان اراد به جوابه او استفهامه فالصحيح انها تفسد هكذا فی التمرتاشي ولو قال العاطس لاتفسد صلاته وينبغي ان يقول فی نفسه والاحسن هوالسكوت كذافي الخلاصة۔ (ھندیۃ ۱/۹۸)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿غیر مسلم ملک میں عورتوں کا نماز کے لیے مسجد میں جانا﴾

سوال: جامع مسجد بیل مور بنانے کے متعلق دو سال قبل بورڈ کے ممبروں نے پروگرام بنایا۔ پچھلے رمضان سے قبل بورڈ کے ممبران نے فیصلہ کیا کہ مسجد کے تہہ خانہ میں عورتوں کے لیے تراویح پڑھنے کی جگہ بنائی جائے۔ تہہ

خانہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصہ مردوں کے لیے اور دوسرا حصہ مستورات کے یے جب تہہ خانہ مکمل ہوا تو اس کے ایک حصہ یعنی نصف حصہ کو مستورات کی نماز کے لیے مختص کر دیا گیا تہہ خانہ کو بڑی احتیاط سے اس طرح تیار کیا گیا کہ مستورات کا داخلہ کا راستہ الگ رکھا گیا اور مردوں کا الگ جمعہ کے روز خاص طور پر آدھا حصہ مرد اور آدھا عورتیں استعمال کرتی ہیں کچھ عرصہ قبل کمیٹی نے عورتوں کے لیے درس کا بندوبست کیا۔ درس پڑھانے والی بھی ایک خاتون ہیں۔ جو کہ تہہ خانہ کے آدھے حصہ میں درس دیتی ہیں کیا اس طرح سے آدھا آدھا حصہ مختص کر کے استعمال کرنا درست ہے۔ مہربانی کر کے رہنمائی فرمائیں؟

جواب: عورتوں کے لیے گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے جبکہ مسجد میں آ کر نماز پڑھنا عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔ لہٰذا ان کو گھر پر نماز پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔ البتہ غیر مسلم ممالک میں وہاں کی عورتیں اگر گھر پر دینی تعلیم کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے حصول تعلیم کے لیے یا کبھی کبھی نماز کے لیے مکمل پردہ کے ساتھ مسجد کے ایک علیحدہ حصہ میں آنا چاہیں تو مردوں کو روکنے میں تشدد نہیں کرنا چاہیے اور ایسی عورتوں کے لیے مسجد میں الگ جگہ مختص کر دیں۔

واضح رہے کہ عورتوں کو گھر پر نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے رہیں۔

قال المصنف فی الکا فی الفتوٰی الیوم علی الکراهة فی الصلوٰة کلها لظهور الفساد، البحر الرائق۔

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لاتمنعوا نساء کم المساجد وبیوتهن خیر لهن۔ ابوداؤد۔

الجملة الاولیٰ نهی للرجال عن منع النساء عن الحضور فی المسجد والجملة الثانیة حث و ترغیبٌ للنساء ان یصلین فی بیوتهن فانه افضل لهن (بذل المجہود ص۳۱۹، ج۱) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿خشوع وخضوع کی غرض سے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنے کا حکم﴾

سوال: نماز میں خشوع وخضوع کے لیے آنکھیں بند کی جاسکتی ہیں؟

جواب: نماز میں خشوع وخضوع کے لیے آنکھیں بند کرنا درست ہے۔فی الدرالمختار (وتغمیض عینیه) للنهی الالکمال الخشوع۔ ۶۴۵/۱ وفی الشامی (قوله الالکمال الخشوع) بان خاف فوت الخشوع بسبب رؤیة مایفرق الخاطر فلا یکره بل قال بعض العلماء انه الاولی۔ (۶۴۵/۱) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿سامع کا قرآن مجید ہاتھ میں لیکر نماز پڑھنے اور غلطی بتانے کا حکم﴾

سوال: جہاں میں تراویح پڑھتا ہوں وہاں سامع حافظ نہیں اور وہ قرآن ہاتھ میں لے کر نماز پڑھتے ہیں کیا اس کی اجازت ہے؟

جواب: سامع کا قرآن مجید ہاتھ میں لے کر نماز پڑھنا اور حافظ کی غلطی بتانا جائز نہیں ہے اگر حافظ اس کی غلطی بتانے پر اس کو درست کرے گا تو اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی جس کی وجہ سے تمام جماعت کی نماز نہیں ہوگی۔

لان التلقن من المصحف تعلم ليس من اعمال الصلوٰة وهذا يوجب التسوية بين المحمول وغيره فتفسد بكل حال وهو الصحيح هكذا في الكافي۔ (ہندیہ ۱/۱۰۱) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿قضائے حاجت وغیرہ کے تقاضے کو روک کر نماز ادا کرنا﴾

سوال: کیا جب انسان کو شدید حاجت لاحق ہو تو اس حالت میں نماز ادا کی جا سکتی ہے کیا اس طرح نماز ہو جائے گی؟

جواب: ہوا یا قضائے حاجت کے تقاضے کو روک کر نماز شروع کرنا مکروہ ہے لہٰذا ضروریات سے فارغ ہو کر اطمینان سے نماز ادا کرے تاکہ نماز میں توجہ نماز ہی کی طرف رہے۔

وصلاته مع مدافعة الأخبثين) أواحدهما (أولريح) للنهي۔ (شامی ص۶۴۱ ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مرد کا ٹخنے ڈھانپ کر نماز پڑھنا﴾

سوال: کیا نماز کے لیے ٹخنوں سے اوپر شلوار کر لینی چاہیے اگر یہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو کیا حرج ہے؟

جواب: شلوار کو ٹخنوں سے نیچے کر کے نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مااسفل من الكعبين من الازار في النار ۔ (الحدیث)

اس لیے نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں شلوار کو ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مقتدی کا امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہہ دینا﴾

سوال: اگر غلطی سے امام سے پہلے ہی تکبیر تحریمہ کہہ لے تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟

جواب: مقتدی اگر امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے ہی تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر لے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

فان قال المقتدی اللّٰہ اکبر و وقع قولہ اللّٰہ مع الامام وقولہ أکبر وقع قبل قول الامام ذلك قال الفقیہ ابوجعفر الاصح أنہ لایکون شارعاً عندھم۔ (عالمگیری ص۶۸، ج۱) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿انفرادی نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز شروع کرنا﴾

سوال: یہاں سعودی عرب میں میں نے عجیب معمول یہ دیکھا ہے کہ ایک اکیلا آدمی بطور امام اپنی نماز شروع کرے خواہ اس کے پیچھے اقتداء میں کوئی آدمی کھڑا ہو یا نہ ہو اور بعد میں آنے والا کوئی شخص بھی اس کے پیچھے بطور مقتدی مل سکتا ہے اور اکثر یہاں پر ایسا ہو بھی رہا ہے کہ اگر کوئی شخص اکیلا مسجد میں پہنچ جاتا ہے تو وہ نماز بطور امام شروع کر دیتا ہے اور بعد میں آنے والا شخص اس کے پیچھے بطور مقتدی نماز شروع کر دیتا ہے اس قسم کا معمول میں نے پاکستان میں کبھی نہیں دیکھا۔

جواب: اگر کوئی آدمی اکیلے میں فرض نماز ادا کر رہا ہو تو اور کوئی دوسرا آدمی بھی اسی فرض کو ادا کرنے والا ہو تو وہ اس کا مقتدی بن سکتا ہے اور یہ آدمی اس صورت میں امام کے دائیں طرف ساتھ کھڑا ہوگا اور اگر جہری نماز ہے تو جیسے ہی یہ مقتدی اس کے ساتھ آکر ملا ہے اب اس امام کو چاہیے کہ وہ قرأت بلند آواز سے کرنا شروع کر دے کیونکہ اب یہ اپنے مقتدی کے لیے امام بن گیا ہے۔ البتہ اگر امام سنت یا نفل پڑھ رہا ہو تو اس صورت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوگی۔

ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضاً آخر۔ (شامی ص۵۷۹، ج۱) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنا﴾

سوال: ہم سب جانتے ہیں کہ کسی نمازی کے آگے سے گذرنا سخت گناہ ہے جبکہ حج اور عمرہ میں ایسے بہت سے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں چونکہ جم غفیر کے باعث اس کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں کیا ایسے حالات میں گذر جانا درست ہے یا معمول کے مطابق ایسے حالات میں بھی گناہ ہے؟

جواب: مسجد حرام میں دیگر بڑی مساجد کی طرح نمازی کے مقام سے دو صفوں کی جگہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے اس

حد کے اندر گذرنا جائز نہیں، مگر طواف کرنے والے سجدے کی جگہ کو چھوڑ کر گذر سکتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۴۰۱)

(وتنبیه) ذکر فی حاشیة المدنی لایمنع المار داخل الکعبة وخلف المقام وحاشیة المطاف لماروی احمد وابو داؤد عن المطلب بن ابی وداعة انه رای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی ممایلی باب بنی سهم والناس یمرون بین یدیه ولیس بینهما سترة وهو محمول علی الطائفین فیما یظهر لان الطواف صلوة۔ فصار کمن بین یدیه صفوف من المصلی انتهی ومثله فی البحر العمیق وحکاه عزالدین بن جماعة عن مشکلات الاثار للطحاوی ونقله المنلا رحمة الله فی منسلکه الکبیر ونقله سنان افندی ایضا فی منسلکه اه (ردالمحتار ۱/۵۹۴) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿پہلی رکعت میں چھوٹی اور دوسری رکعت میں بڑی سورت پڑھنا﴾

سوال: فرض نماز کی ادائیگی کے دوران کیا یہ جائز ہے کہ پہلی رکعت میں چھوٹی سورۃ کی تلاوت کی جائے اور دوسری رکعت میں بڑی سورۃ پڑھی جائے؟

جواب: پہلی رکعت میں بہت چھوٹی اور دوسری رکعت میں زیادہ لمبی سورت کی تلاوت کرنے کو فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے مکروہ لکھا ہے۔

واطالة الثانیه علی الاولی یکره تنزیها (شامی ص ۵۰۷، ج ۱) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا﴾

سوال: کیا بغیر ٹوپی پہنے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

جواب: بغیر ٹوپی پہنے ننگے سر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

وتکره الصلوة حاسرا رأسه اذا کان یجد العمامة وقد فعل ذالك تکاسلا اوتهاونا بالصلوة۔

(ہندیۃ ۱/۱۰۶)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿لاؤڈ اسپیکر کا بے جا استعمال اور اس صورت میں نماز کا حکم﴾

سوال: ہم نے ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب سے سنا تھا کہ اگر کسی ایسے سپیکر پر نماز ادا کی جائے جس کی آواز محلے

کے گھروں تک چلی جائے تو ایسے لاؤڈ اسپیکر پر نماز حرام ہے۔ یہ متفق علیہ ہے مقصد یہ ہے کہ ایسی مسجد میں بیس تیس نمازی باجماعت نماز پڑھتے ہوں اور وہ لاؤڈ اسپیکر بہت اونچی آواز والا ہو اور ان میں میں بھی شامل رہا تو اب کیا کروں؟

آجکل میں سعودی عرب میں یہاں ہمارے محلّہ کی مسجد میں بھی لاؤڈ اسپیکر بڑی اونچی آواز والا ہے تو مجھے کیا دوسرے نمازیوں کے ساتھ مل کر باجماعت نماز پڑھنی چاہیے یا میں الگ نماز پڑھ لیا کروں۔ الحمدللہ میری یہ کوشش ہے کہ میں اسلام کو بہترین انداز میں اپنا سکوں چونکہ کامیابی صرف اسی میں ہے مہربانی فرما کر مجھے جلد از جلد اپنی رہنمائی سے مستفیض فرمائیں۔

جواب: امام کے لیے مقتدیوں کی ضرورت سے زیادہ جہر کرنا بالخصوص لاؤڈ اسپیکر میں بلاضرورت نماز پڑھانا غیر مناسب عمل ہے تاہم ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے اور محض اس بنا پر نماز باجماعت کو ترک کرنا درست نہیں کہ امام صاحب لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھاتے ہیں آپ باجماعت نماز میں شرکت کریں اور اگر ہو سکے تو مناسب طریقہ اور بہتر انداز سے امام تک یہ بات پہنچا دیں کہ مقتدیوں کی ضرورت کے بقدر آواز کو بلند کرنا چاہیے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿مقتدی کا جماعت کی صفوں کو چھوڑ کر مسجد کے کسی دوسرے﴾
﴿حصے میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا﴾

سوال: ہمارے محلے میں ایک مسجد جو کہ تین منزلہ ہے جس میں مصلی اور منبر سب سے اونچی منزل میں ہے اور ان تینوں منزلوں میں بغیر لاؤڈ سپیکر کے آواز بآسانی پہنچنے کا انتظام موجود ہے اس مسجد میں پہلے کثرت سے تبلیغی جماعتیں قیام کرتی تھیں اب بھی اکثر و بیشتر آمد ورفت ہوتی رہتی ہے زیادہ تر نمازی نماز کے لیے مسجد کے سب سے نچلے حصے کو استعمال میں لاتے ہیں لیکن اکثر و بیشتر اوپر بھی کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ اس مسئلے پر تو سب حضرات کا اتفاق ہے کہ نیچے نماز پڑھنا افضل اور بہتر اور زیادہ ثواب رکھتا ہے لیکن نیچے کچھ جگہ موجود ہونے کے باوجود اور جماعت کی صفوں کو نچلے حصے کو چھوڑ کر مسجد کے اوپر کے حصے میں نماز پڑھنا کیسا ہے اس میں اختلاف ہے اور جو کہ شدت اختیار کرتا جا رہا ہے اور دو فریق بن چکے ہیں:

فریق اول یہ کہتا ہے کہ اوپر والوں کی نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ اوپر نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھا کریں اور ان کی چند دلیلیں۔

دلیل نمبر۱، کہ ہم نے بہت سے علماء اور مفتی حضرات سے پوچھا سب نے کہا کہ اوپر نماز ہوتی ہی نہیں۔
دلیل نمبر۲، جیسے صفوں کے درمیان بڑا راستہ یا نہر حائل ہو جائے تو صفوں میں اتصال نہیں رہتا اسی طرح یہاں بھی اتصال نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی۔
دلیل نمبر۳، احسن الفتاویٰ میں بھی یہ لکھا ہے کہ اوپر والوں کی نماز نہیں ہوتی۔
جب کہ اس کے بالمقابل فریق ثانی یہ کہتا ہے کہ اس بات کو ہم مانتے ہیں کہ نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے لیکن یہ بات کہ اوپر والوں کی نماز ہی نہیں ہوتی یا گھر میں پڑھ لینا بہتر ہے۔ اس کو ہم نہیں مانتے اور اس کی مختلف دلیلیں۔
دلیل نمبر۱، اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہوا امام مسجد کے اندر تو درست ہے مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے۔ (بہشتی زیور مکمل مدلل حصہ نمبر ص ۴۸، ج۱۱ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری عربی ص ۵۵، ج۱)
دلیل نمبر۲، مسجد کی چھت پر انفرادی یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ص ۱۹۶، ج ۳)
دلیل نمبر۳، (ردالمحتار، ص ۶۵۶، ج۱)
دلیل نمبر۴، (فتاویٰ قاضی خان، ص ۹۴، ج۱)
دلیل نمبر۵، (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲)

جواب: سوال میں ذکر کردہ مسجد اگر بہت بڑی نہ ہو تو اس صورت میں اگر کسی نمازی نے مسجد کے نچلے ہال میں جگہ ہونے کے باوجود جماعت کی صف سے متصل نماز نہ پڑھی بلکہ پچھلی صفوں میں نمازیوں کی صف سے ہٹ کر نماز پڑھ لی یا صورتِ مذکورہ کی طرح پہلی منزل پر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن بلاوجہ ایسا کرنا مکروہ ہے اس لیے بہتر اور افضل یہی ہے کہ نمازیوں کی صف کے ساتھ مل کر نماز ادا کی جائے۔

(۱) "ولو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنه مکانا کره کقیامه فی صف خلف صف فیه فرجة وفی ردالمختار، قوله کره لان فیه ترکالا کمال الصفوف ...... الخ"۔
(ردالمحتار مع الدر المختار ۱/ ۴۲۱)

(۲) ولو اقتدی بالا مام فی أقصی المسجد والامام فی المحراب فانه یجوز کذا شرح الطحاوی۔ (ہندیۃ ۱/ ۸۸ باب الامامۃ)

(۳) ولو قام علی سطح المسجد واقتدی بامام فی المسجد فهو علی هذا التفصیل ایضاً فکان للسطح باب فی المسجد ولا یشتبه علیه حال الامام صح الاقتداء فی قولهم وان لم یکن له باب فی المسجد لکن لا یشتبه علیه حال الامام صح الاقتداء ایضاً وان اشتبه علیه صلاته وان الامام لایصح .... لان بیت المسجد وبین سطح الدار کثیر النخل فصار المکان مختلف اما فی البیت مع المسجد لم یخلل الاالحائط فلم یختلف المکان و عند اتحاد المکان یصح الاقتداء الا اذا

اشتبه عليه حال الامام۔ (قاضیخان ۱/۹۴) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿(۱) آدھے بازو والی قمیض اور پینٹ میں نماز پڑھنا﴾

﴿(۲) دوران ڈرائیونگ نماز پڑھنا﴾

﴿(۳) قرآن مجید ہاتھ میں اٹھا کر تراویح ادا کرنا﴾

﴿(۴) دورانِ نماز موبائل کی گھنٹی بند کرنا﴾

سوال: (۱) میرا بیٹا جب کھیل کر آتا ہے تو اس نے پتلون اور آدھی بازو والی قمیض پہنی ہوتی ہے کیا اس لباس میں نماز ہو سکتی ہے؟

(۲) کیا کار کے سفر میں ڈرائیونگ کے دوران نماز ادا ہو سکتی ہے یا یہ کہ ہم کار کو کھڑی کر دیں اور نماز ادا کر لیں؟

(۳) قرآن کو ہاتھ میں پکڑ کر تراویح ادا کی جا سکتی ہیں؟

(۴) کیا نماز کے دوران ایک ہاتھ کی حرکت سے موبائل فون بند کیا جا سکتا ہے؟

جواب: (۱) اس صورت میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) کار کو کھڑی کریں اور نیچے اتر کر نماز ادا کریں۔

(۳) قرآن کو ہاتھ میں پکڑ کر تراویح ادا نہیں کی جا سکتی۔

(وقرأته من مصحف) اى ما فيه قرآن (مطلقا) لانه تعلم۔ (الدرالمختار ۱/۴۶۱)

وفى الشامى: ان حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الاوراق عمل كثير والثانى انة تلقن من المصحف فصار كما اذا تلقن من غيره۔ (۱/۴۶۱)

(۴) اگر بٹن معلوم ہو تو ایک ہاتھ سے موبائل کو بند کر سکتے ہیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿دوران نماز وقت نوٹ کرنے کے لیے اپنے سامنے گھڑی رکھنا﴾

سوال: ہمارے امام صاحب کلائی کی گھڑی مصلّی پر سامنے رکھ لیتے ہیں یہ دیکھنے کے لیے کہ تراویح میں کتنا

وقت خرچ ہوا؟ کیا یہ درست ہے؟

جواب: ایسا کرنا مکروہ ہے اس سے نماز میں دھیان نہیں ہوتا بلکہ گھڑی پر دھیان رہتا ہے البتہ اگر نماز کے اندر گھڑی نہ دیکھتے ہوں بلکہ نماز کے بعد دیکھتے ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿دورانِ نماز جسم پر کتے کا لعاب لگنا﴾

سوال: میں اپنے سسرال میں نمازِ عصر پڑھ رہا تھا کہ ان کے کتے نے آکر میرے پاؤں چاٹنا شروع کر دیئے سوال یہ ہے کہ میری نماز ہوگئی یا مجھ کو نماز دوبارہ لوٹانا ہوگی؟

جواب: صورت مذکورہ میں اگر ایک ہتھیلی کے بقدر نجاست لگی ہو تو معاف ہے لیکن اگر اس سے زیادہ نجاست لگ جائے تو نماز نہ ہوگی اور کتے کا لعاب نجس ہوتا ہے۔

شامی ۲۳۱/۱، ۲۳۲ (وایضاً فی الشامیہ ۱۶۳/۱) ونور الایضاح "نجاسة سؤر الکلب"۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿نماز میں ایک ہی سجدہ کرنا، دوسرا بھول جانا﴾

سوال: اگر نماز میں صرف ایک سجدہ کیا جائے اور دوسرا یاد نہ رہے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: نماز میں ایک رکعت میں دو سجدے کرنا فرض ہے لہٰذا اگر کسی نے ایک سجدہ کیا ہو تو اس کی نماز نہ ہوگی اور اس کو اعادہ کرنا ضروری ہے۔

(ومنها السجود) بجبهته وقدميه ووضع أصبع واحدة منهما شرو تكراره تعبد ثابت بالسنة لعدد الركعات۔ (شامیہ ص۳۳۰، ج۱) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

کتاب السنن والنوافل

فجر کے فرضوں کے بعد سنت فجر کی ادائیگی کا حکم

سوال: نماز فجر میں دوسنت اور دوفرض ہوتے ہیں اگر یہ دوسنت رہ جائیں تو کیا یہ دوسنت فرضوں کے بعد اسی وقت ادا کی جاسکتی ہیں یا ان کو سورج طلوع ہونے کے بعد بطور قضا ادا کیا جائے۔

جواب: ابوداوٗد شریف میں ایک روایت آتی ہے "عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی فی اثر کل صلوۃ مکتوبۃ رکعتین الاالفجر والعصر"

(سنن ابی داوٗد ۱/۴۹۲۔ اعلاء السنن ۷/۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے لیکن عصر کی نماز اور فجر کی نماز کے بعد نہیں پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ فجر اور عصر کے فرائض کے بعد ان کے وقت میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھ سکتے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں پڑھا کرتے تھے اور فجر کی سنتیں جب فرضوں سے پہلے ادا نہ کی گئیں تو ان کی حیثیت نفل کی سی ہو جاتی ہے اور فجر کے فرضوں کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا فرضوں کے بعد ان کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے "قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلھما بعد ماتطلع الشمس رواہ الترمذی ۱/۵۷ قال لانعرف الامن ھذا الوجہ قلت رجالہ رجال الصحیین الاعقبۃ فمن افراد مسلم و عزاہ العزیزی الی الترمذی والحاکم وقال الحاکم صحیح واقروہ الخ

وفی النیل الاوطار (۲۶۹/۲) بعد عزوہ الی الترمذی اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ الخ وکذارأیتہ فی المستدرک ۱/۳۰۷ بلفظ من نسی رکعتی الفجر صحہ الحاکم علی شرطھما واقرہ علیہ الذھبی۔ (اعلاء السنن ۷/۷۰)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) نہیں پڑھیں تو اس کو چاہیے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے اس حدیث مبارکہ سے صراحتاً یہ ثابت ہو رہا ہے کہ فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد نہیں

پڑھنی چاہئیں بلکہ سورج نکلنے کے بعد پڑھنی چاہئیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نماز فجر کی جماعت کے دوران ادائیگی سنت کا حکم﴾

سوال: جب فجر کی جماعت کھڑی ہو تو اس دوران فجر کی دو سنت ادا کی جا سکتی ہیں یا نہیں نیز کیا ایک وتر پڑھنا جائز ہے؟

جواب: (۱) نماز فجر کی سنتوں کی ادائیگی کی بہت تاکید آئی ہے لہٰذا اگر جماعت کھڑی ہو اور مقتدی نے سنت ادا نہ کی ہو تو اگر سنت کی ادائیگی کے بعد امام کے ساتھ ایک رکعت پا لینے کی امید ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ سنت کو ادا کر کے امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔

ومن انتهى الى الامام فى صلاة الفجر وهولم يصلى ركعتى الفجران خشى أن يفوته ركعة ويدرك الاخرىٰ يصلى ركعتى الفجر عند باب المسجد ثم يدخل وان خشى فوتهما دخل مع الامام كذافى الهداية۔ (عالمگیری ص۱۲۰، ج۱)

(۲) احناف کے ہاں وتر کی تین رکعات ہیں ایک سلام کے ساتھ جو روایات سے ثابت ہے۔

والوتر ثلاث ركعات لايفصل بينهن بسلام كذافى الهداية۔ (عالمگیری ص۱۱۱، ج۱)

عن علیؓ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث يقرأ فيهن بتسع سور من المفصل يقرأ فى كل ركعة بثلاث سور أخرهن قل هو الله احد (الحدیث) (ترمذی شریف ص۶۱، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿سنن مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کے طریقۂ اداء میں فرق﴾

سوال: کیا سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ پڑھنے میں کوئی فرق ہے وضاحت فرما دیں؟

جواب: سنت موکدہ اور غیر موکدہ کی ادائیگی میں فرق ہے سنت موکدہ میں دو رکعت کے بعد قعدہ میں صرف تشہد پڑھنا ہے درود شریف نہیں پڑھ سکتے بلکہ تشہد کے بعد کھڑا ہونا ہے اگر درود شریف پڑھا تو سجدہ سہو لازم آئے گا جبکہ سنت غیر موکدہ میں مستحب یہ ہے کہ دو رکعت کے بعد تشہد اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور تیسری رکعت کو سبحانك اللّٰهم سے شروع کرے۔

(ولا یصلی علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولیٰ فی الاربع قبل الظھر والجمعۃ وبعدھا) ولو صلی نا سیافعلیہ السھو .... (ولایستفتح اذاقام الی الثالثۃ منھا) لا نھا لتا کدھا اشبھت الفریضۃ (وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی) صلی اللّٰہ علیہ وسلم (ویستفتح ویتعوذ)۔ (الدرالمختار۲/۱۶)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿فجر کی جماعت کے دوران سنتیں پڑھنے کا حکم﴾

سوال: کیا اگر جماعت کھڑی ہوگئی ہو تب بھی پہلے سنتیں ادا کرنی چاہئیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر سنتوں کے ادا کرنے کے بعد جماعت ملنے کا یقین ہو تو فجر کی سنتیں ادا کر لینی چاہیے البتہ جہاں جماعت ہو رہی ہو اس سے ہٹ کر ادا کرنی ہوں گی۔

ومن انتھی الی الامام فی صلوٰۃ الفجر وھو لم یصل رکعتی الفجر ان خشی أن یفوتہ رکعۃ ویدرك الاخری یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل۔ الخ (عالمگیری ص۱۲۰، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿ظہر کی چار سنتوں کی ادائیگی کے دوران جماعت کھڑی ہونیکی صورت میں سنتوں کا حکم﴾

سوال: ایک آدمی ظہر کی سنتیں پڑھ رہا ہے اسی اثناء میں جماعت کھڑی ہو جاتی ہے تو وہ کیا کرے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر اس نے سنتوں کی ایک رکعت پڑھ لی ہو یا دوسری رکعت کے التحیات میں ہے تو دو رکعت پر سلام پھیر دے اور اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو تو ان سنتوں کو مکمل کر کے جماعت میں شریک ہو جائے۔

ولو کان فی السنۃ قبل الظھر والجمعۃ فاقیم أوخطب یقطع علی رأس الرکعتین یروی ذلك عن ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وقد قیل یتمھا کذافی الھدایۃ۔ (عالمگیری ص۱۲۰ ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿(۱)نماز اشراق اور چاشت کا وقت﴾

﴿(۲)اذان ظہر کے بعد ظہر کے فرض سے پہلے صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا حکم﴾

سوال: (۱)اشراق اور چاشت کی نماز کس وقت شروع کریں کتنے نفل ادا کریں؟

(۲) کیا یہ نوافل دو دو کر کے پڑھنے چاہئیں؟

(۳) کیا اذان ظہر کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے صلوٰۃ التسبیح ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب: (۱،۲،۳)اشراق کے نوافل جب سورج طلوع ہونے کے بعد کچھ بلند ہو جائے ادا کریں اور چاشت کے نوافل بھی سورج کے بلند ہونے کے بعد ادا کر سکتے ہیں اور ان کا وقت زوال تک رہتا ہے۔ان کی کم از کم تعداد دو ہے زیادہ سے زیادہ بارہ ہے۔دو دو کر کے پڑھے جائیں۔

ومن المندوبات صلوة الضحی واقلها رکعتان واکثر هاثنتا عشرة رکعة ووقتها من ارتفاع الشمس الی زوالها۔ (ہندیہ ۱/۱۱۲)

(۴) اذان ظہر کے بعد صلوٰۃ التسبیح ادا کی جاسکتی ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿نماز فجر کے وقت میں نفل ادا کرنے کا حکم﴾

سوال: کیا ہم فجر کی نماز کی سنت اور فرض کے درمیان نوافل ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: نمازِ فجر کے پورے وقت میں نوافل ادا کرنا مکروہ ہے اس لیے اس وقت میں نفل ادا نہ کیے جائیں۔

تسعة اوقات یکره فیها النوافل .... منها مابعد طلوع الفجر قبل صلوٰة الفجر کذافی النهایة والکفایة .... ومنها مابعد صلوٰة الفجر قبل طلوع الشمس هکذافی النهایة والکفایة۔

(ہندیہ ۱/۵۳)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿فجر کی جماعت کھڑی ہونے کی صورت میں سنت کی ادائیگی﴾

سوال: اگر فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو سنت کی ادائیگی کیسے کی جائے گی؟

جواب: امام کے ساتھ تشہد ملنے کی امید ہو تو سنت پڑھنے کی اجازت ہے اور جہاں تک ہو سکے مقام جماعت سے علیحدہ ہو کر ادا کرے صف کے بالکل پیچھے بلا حائل پڑھنا مکروہ ہے۔

قال فی شرح التنویر واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکھا لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف والشر نبلالی تبعا للبحر۔

مزید تفصیل کے لیے فتاویٰ شامی کی پہلی جلد ص ۱۷۶ کو دیکھ سکتے ہیں۔............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿جماعت فجر کھڑی ہونے کے بعد فجر کی سنتیں پڑھنا﴾

سوال: اگر فجر کی جماعت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو کیا سنتیں فرضوں کے بعد ادا کی جا سکتی ہیں یا یہ پہلے ہی پڑھنا ضروری ہیں؟

جواب: اگر مکمل جماعت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ جماعت کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے کیونکہ اس وقت میں مطلقاً نفل ادا کرنا مکروہ ہے۔ سورج طلوع ہونے کے بعد زوال سے پہلے سنتیں ادا کرلیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

باب الوتر

تعداد رکعاتِ وتر

سوال: عزت مآب مولانا صاحب نماز وتر کے متعلق قرآن وحدیث کے حکم کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں چونکہ اہل حدیث اور دیگر فقہ کے اصحاب مختلف طریقہ سے وتر پڑھتے ہیں؟

جواب: احناف کے ہاں وتر کی نماز میں تین رکعت ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے یہ موقف بہت ساری احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

عن حفص بن سلیمان عن ابان بن ابی عیاش عن ابراھیم عن علقمه عن عبداللّٰه رضی اللّٰه عنه قال ارسلت امی لیلة لتبیت عندالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم وننظر کیف یوتر فصلی ماشاء اللّٰه ان یصلی حتی اذا کان أخر اللیل واراد الوتر قرأ سبح اسم ربك الاعلیٰ فی الرکعة الاولٰی وقرأ فی الثانیة قل یاایها الکفرون ثم تعد ثم قام ولم یفصل بینهما بالسلام ثم قرأ قل هواللّٰه احد حتی اذا فرغ کبرثم قنت فدعا بماشاء اللّٰه ان یدعو ثم کبر ورکع۔ (اعلاء السنن ص۵۱، ج۶)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب قضاء الفوائت﴾

﴿قضاء نمازوں کی ادائیگی کا شرعی طریقہ﴾

سوال: قضاء نماز کب سے شروع ہوگی اور اس کو پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ براہِ کرم آپ میری راہنمائی فرمائیں۔

جواب: بالغ ہونے کے بعد سے لے کر اب تک جتنی نمازیں آپ نے ادا نہیں کیں وہ آپ کے ذمہ ہیں ان سب کا حساب لگا کر ان کی قضا کرنا ضروری ہے قضا صرف فرائض اور وتروں کی ہے سنتوں اور نوافل کی قضا نہیں ہے آپ حساب لگا لیں اور پھر ان کی قضا شروع کر دیں۔ صرف تین اوقات میں کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی وہ اوقات یہ ہیں صبح سورج کے طلوع ہونے کا وقت اور زوال کا وقت اور عصر کے بعد کا وہ وقت جس سے سورج بالکل زرد ہو جائے اس کو اصفرار شمس بھی کہتے ہیں (اس وقت صرف اسی دن کی عصر کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھ سکتے) ان کے علاوہ کسی بھی وقت قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ آپ بہشتی زیور اور فضائل اعمال کا مطالعہ کریں۔

کل صلوٰۃ فاتت عن الوقت بعد وجو بھا فیہ یلزمہ قضائھا سواء ترک عمدا اوسھوا اوبسب نوم وسواء کانت الفوائت کثیرۃ اوقلیلۃ۔ (ہندیہ ۱/ ۳۸)

البتہ مخصوص ایام کی نمازیں معاف ہیں ان کی قضا نہیں ہے۔

یسقط عن الحائض والنفساء الصلوٰۃ فلا تقضی۔ (ہندیہ/ ۳۸) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿قضائے عمری کا صحیح طریقہ﴾

سوال: قضاء العمری پڑھنے کا کیا طریقہ ہے قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں؟

جواب: آپ کی جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان سب کو قضا کرنا ضروری ہے اسی کو قضاء عمری کہہ دیتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ حساب لگا لیں کہ آپ کی کتنی نمازیں چھوٹ چکی ہیں پھر ان کی قضا شروع کر دیں اور ہر نماز کو قضا کرتے وقت آپ یہ نیت کریں گے کہ (مثلاً) میں فجر کی وہ پہلی نماز قضا کرتا ہوں جو ابھی تک میرے ذمہ باقی ہے۔ اسی طرح ہر نئی نماز پہلی نماز بنتی رہے گی۔ آج کل جو مشہور ہے کہ مخصوص نماز بنیت قضاء عمری مخصوص وقت میں پڑھ لینے سے تمام عمر کی قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں یہ شرعاً ثابت نہیں ہے لہٰذا اس طریقہ

سے مخصوص نماز پڑھنے سے قضا نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہر ایک نماز کو قضا کرنا ضروری ہے اور قضا صرف فرائض وواجبات کی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے۔

قال فی شرح التنویر فی اخر باب قضاء الفوائت کثرت الفوائت نوی اول ظھر علیہ او اخرہ (ردالمختار ج۱،ص۶۵۹۰)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرورعفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿قضاء نماز پڑھنے کا وقت﴾

سوال: قضا نماز کس طرح ادا کرنی چاہیے اگر عصر کی نماز قضا ہو تو وہ کس عصر کی نماز کے ساتھ ادا کرنی چاہیے؟

جواب: (۱) جس شخص کے ذمے بالغ ہونے کے بعد سے آج تک چھ نمازوں سے زائد باقی نہ ہوں اس کو صاحب ترتیب کہا جاتا ہے ایسے شخص کے لیے لازمی ہے کہ آئندہ نماز پڑھنے سے پہلے چھوٹی ہوئی نماز کی قضا کرے وگرنہ اگلی نماز بھی نہیں ہوگی اور جس شخص پر چھ نمازوں سے زائد نمازیں باقی ہوں اس کے لیے قضاء نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں سوائے مکروہ اوقات کے ہر وقت قضا نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

لایلزم الترتیب بین الفائتہ والوقتیہ ولا بین القوائت اذا کانت الفوائت ستاً الخ

(شامی ص۶۸، ج۲)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

باب سجود السہو

تیسری رکعت میں جہری تلاوت کرنے سے سجدہ سہو کا حکم

سوال: اگر امام نماز ظہر میں بالجہر تلاوت کر دے تو اس کی حقیقت کیا ہوگی کیا نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

جواب: اگر امام نماز ظہر میں تلاوت بالجہر کرے تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا۔ سجدہ سہو سے نماز مکمل ہو جائے گی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو امام اور مقتدیوں کو نماز لوٹانا ہوگی۔ ولو جهر فيما يخافت فيه وهو امام عليه السهو قل ذالك او كثر۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ۱/۱۷۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

سجدہ سہو کے بعد التحیات شروع سے پڑھی جائے

سوال: سجدہ سہو کے بعد دوبارہ التحیات شروع کریں گے یا تشہد سے یا درود شریف سے؟

جواب: سجدہ سہو کے بعد شروع سے ہی التحیات پڑھنی ہے فقط درود شریف پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے۔

وكيفيته أن يكبر بعد سلامه الاول ويخر ساجدا ويسبح فى سجوده ثم يفعل ثانيا كذلك ثم يتشهد ثانيا ثم يسلم كذافى المحيط۔ (عالمگیری ص۱۲۵ ج۱) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب سجود التلاوۃ﴾

﴿قرآن مجید میں سجدوں کی تعداد﴾

سوال: قرآن مجید میں ۱۴ سجدے ہیں لیکن شافعی حضرات سجدوں کی تعداد اس سے زیادہ بیان کرتے ہیں، برائے مہربانی آپ سجدوں کی اصل تعداد بیان فرمادیں۔

جواب: احناف اور شوافع کے نزدیک قرآن مجید میں سجود تلاوت چودہ ۱۴ ہی ہیں۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ان کی تعداد پندرہ ۱۵ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں سورۂ حج میں ایک سجدہ ہے دوسرا سجدہ سجدۂ تلاوت نہیں ہے اور سورہ ص میں سجدہ تلاوت ہے جب کہ امام شافعی اس کو سجدہ تلاوت نہیں مانتے وہ اس کو سجدہ شکر کہتے ہیں۔ وہ سورہ حج میں دو مانتے ہیں ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس (دوسری جگہ) سے مراد نماز والا سجدہ ہے اس لیے کہ اس سے پہلے رکوع کا ذکر ہے اور رکوع کے بعد جو سجدہ ہوتا ہے وہ نماز والا ہوتا ہے۔

واما بیان مواضع السجدۃ فی القرآن فنقول انھا فی اربعۃ عشر موضعا من القرآن اربع فی النصف الاول فی اخر الاعراف وفی الرعد وفی النحل وفی بنی اسرائیل وعشر فی النصف الاخر فی مریم وفی الحج فی الاولی وفی الفرقان وفی النمل وفی الم تنزیل السجدۃ وفی ص وفی حم السجدۃ وفی النجم وفی اذا السماء انشقت وفی اقرأ ...... فی الحج ھی الاولی والثانیۃ سجدۃ الصلوٰۃ وھوتاویل الحدیث وھذا لان السجدۃ متی قرنت بالرکوع کانت عبارۃ عن سجدۃ الصلوٰۃ کما فی قولہ تعالیٰ واسجدی وارکعی۔ (بدائع الصنائع ۱/۱۹۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)
دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿امام کا رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا﴾

سوال: امام نے آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد رکوع کر دیا اور اس میں سجدہ کی نیت کر لی مگر مقتدی نے نیت نہیں کی تو سجدہ صلوٰۃ میں مقتدی کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: اس میں اختلاف ہے ایک قول پر مقتدی کا سجدہ ادا نہ ہوگا، نہ رکوع میں اور نہ سجدہ میں، اس لیے مقتدی امام کے سلام کے بعد سجدۂ تلاوت کر کے قعدہ دوبارہ کر کے سلام پھیرے، مگر راجح یہ ہے کہ رکوع میں امام کی نیت

مقتدی کی طرف سے بھی کافی ہے، اس لیے رکوع میں امام ومقتدی دونوں کا سجدہ ادا ہوجائے گا، بہتر یہ ہے کہ امام رکوع میں نیت نہ کرے تاکہ سجدۂ نماز میں امام ومقتدی دونوں کا سجدہ بلا خلاف ادا ہوجائے گا اور مقتدی کے لیے بہتر یہ ہے کہ اگر اس کو سجدہ کا علم ہوجائے تو رکوع میں نیت کرلے اس احتمال کی وجہ سے کہ امام نے رکوع میں نیت کرلی ہو،

قال فی العلائیة ولونواها فی رکوعه ولم ینوها المؤتم لم تجزه و یسجد اذا سلم الامام ویعید القعدة ولو ترکها فسدت صلٰوته کذافی القنیة وینبغی حمله علی الجهریة نعم لو رکع وسجدلها فوراً ناب بلانية، وفی الشامیة وفی القهستانی واختلفوا فی ان الامام کافیة کما فی الکافی فلولم ینوالمقتدی لاینوب علی رأی فیسجد بعد سلام الامام ویعید القعدة الاخیرة کما فی المنیة اھ وایضاً فیها تحت (قوله وینبغی حمله علی الجهریة) والاولٰی ان یحمل علی القول بانه نیة الامام لاتنوب عن نیة المؤتم والمتبادر من کلام القهستانی السابق انه خلاف الاصح حیث قال علی رأی فتأمل

(ردالمحتار ص۲۴۷ ج۱)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

باب صلوٰۃ المسافر

وطن اصلی پہنچنے پر نماز کا حکم

سوال: میں ساہیوال کا رہنے والا ہوں اسلام آباد میں ایک محکمہ کے دیئے ہوئے کواٹر میں بچوں سمیت رہائش پذیر ہوں جوکہ اسلام آباد سے 500 کلومیٹر ہے جب میں اپنے گھر جاؤں تو کیا میں قصر نماز ادا کروں؟

جواب: جب آپ اپنے وطن اصلی ساہیوال میں جائیں گے تو آپ کو پوری نماز پڑھنا ہوگی چاہے آپ ایک دن کے لیے ہی کیوں نہ جائیں۔

واذا دخل المسافر مصره اتم الصلوٰة وان لم ینوالاقامة فیه سواء دخله بنیة الاختیار اودخله لقضاء الحاجة کذافی الجوهرة النیرة۔ (ہندیۃ ۱/۱۴۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

مسافر کے لیے نماز قصر کا حکم

سوال: کیا سفر میں سفری (قصر) نماز کی بجائے اگر مکمل نماز پڑھ لی جائے تو گناہ ہوتا ہے؟ حدیث کے حوالہ سے واضح فرمائیں؟

جواب: مسافر شرعی کے لیے دوران سفر قصر نماز پڑھنا واجب ہے۔ مسافر نے قصر کرنے کی بجائے نماز پوری پڑھ لی تو وہ گناہگار ہوگا۔

والقصر واجب عندنا (عالمگیریہ ص۸۹ ج۱)

وروی عن ابی حنفیة انه قال من اتم الصلوٰة فقداساء وخالف السنة وعن عائشةؓ زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انها قالت فرضت الصلوٰة رکعتین رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلوٰة السفرو زید فی صلوٰة الحضر (رواة الشیخان) (آثار السنن ص۲۶۰) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿سفر سے وطن اقامت کا باطل ہونا؟﴾

سوال: میرا گھر ساہیوال میں ہے والد اور بھائی وہاں رہتے ہیں میں شادی شدہ ہوں اور نوکری کی وجہ سے فیصل آباد رہتا ہوں میں جب ساہیوال جاؤں تو کیا پوری نماز پڑھوں یا قصر پڑھوں؟ ساہیوال والا گھر ابھی تقسیم نہیں ہوا اور والد صاحب کے نام ہے میں فیصل آباد میں کرایہ کے گھر میں رہتا ہوں اور مہینے میں ایک دو مرتبہ ساہیوال جاتا ہوں۔

جواب: اگر آپ نے ساہیوال سے رہائش ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر فیصل آباد کو اپنا مستقل وطن بنالیا ہے اور دوبارہ ساہیوال میں رہنے کا ارادہ نہیں ہے تو اس صورت میں آپ ساہیوال میں قصر پڑھیں گے اور فیصل آباد میں پوری نماز پڑھیں گے اور اگر ساہیوال کو مستقل طور پر چھوڑنے کی نیت نہیں کی اور فیصل آباد میں عارضی رہائش رکھی ہوئی ہے تو اس صورت میں آپ ساہیوال میں مکمل نماز پڑھیں گے جبکہ فیصل آباد میں اگر آپ ایک دفعہ پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہر چکے ہیں اور آپ کا سامان اور اہل وعیال بھی ابھی فیصل آباد میں ہیں تو اس صورت میں آپ کو فیصل آباد میں بھی پوری نماز پڑھنا ہوگی۔ (ماخذہ: احسن الفتاویٰ ج۴ص۱۰۷)

قید نا بکونه انتقل عن الاول باهله لانه لم ینتقل باهله ولکنه استحدث اهلاً فی بلدة اخری فان الاول لم یبطل ویتم فیهما (البحر الرائق ص۹۴۸، ج۲)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب استسقاء﴾

﴿نماز استسقاء کا مسنون طریقہ﴾

سوال: نماز استسقاء کا طریقہ کیا ہے کیا اس میں ہاتھ الٹے کر کے دعا کرتے ہیں یا کپڑوں کے اوپر جو کچھ پہنا ہوا ہو اس کو الٹا کرتے ہیں یہ دن کے کس حصہ میں پڑھنی چاہیے؟

جواب: نماز استسقاء کا طریقہ یہ ہے کہ امام بستی سے باہر کسی میدان میں تمام لوگوں کو جمع کر کے دو رکعت نماز پڑھائے اس میں جھراً (اونچی آواز سے) قرأت کرے۔ نماز کے بعد دو خطبے دے منبر پر نہ کھڑا ہو بلکہ زمین پر کھڑا ہو کر خطبے دے۔ اس کے بعد خوب خشوع وخضوع سے توبہ واستغفار اور دُعا کرے۔ اس کے بعد اپنی چادر کو پلٹائے، واضح رہے کہ یہ چادر صرف امام پلٹائے گا مقتدی نہیں پلٹائیں گے اور نہ ہی اس دوران ہاتھ اُلٹے کیے جائیں گے۔

قلّب رداءہ .... ولکن القوم لایقلبون اردیتھم ھکذا فی الکافی والمحیط والسراج الوھاج الخ۔ (ہندیہ ص ۱۵۴)

............واللہ اعلم

(عبد الباسط عفی عنہ)

دار الافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

باب صلوٰۃ الجمعۃ

قریب قریب کی دو مساجد میں جمعہ کا حکم

سوال: کیا نمازوں کی تعداد بڑھ جانے کی وجہ سے ایک مسجد سے دوسری مسجد میں نمازِ جمعہ کی منتقلی درست ہے؟ اب دوبارہ جدید مسجد کے جمعہ کے ساتھ ساتھ قدیم مسجد میں بھی نماز جمعہ کا انعقاد شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟ جبکہ گرد و نواح کا جم غفیر اس کا متقاضی بھی ہے؟

جواب: پرانی مسجد سے بوجہ لوگوں کے جم غفیر کے نئی مسجد میں جمعہ کی منتقلی شرعاً جائز ہے۔ پھر اگر ان دو مساجد میں فاصلہ زیادہ ہے تو پھر دونوں مساجد میں جمعہ جاری رکھ سکتے ہیں البتہ اگر فاصلہ زیادہ نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ نئی مسجد میں جمعہ پڑھایا جائے۔

واما من حيث جواز التعدد وعدمه فالاولى هو الاحتياط لان الخلاف فيه قوى اذا الجمعة جامعة للجماعات ولم تكن فى زمن السلف تصلى الا فى موضع واحد من المصر و كون الصحيح جواز التعدد للضرورة للفتوى لايمنع شرعية الاحتياط للتقوى۔ (کبیری شرح منیۃ المصلی ۵۱۴)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

گاؤں میں جمعہ وعیدین کا شرعی حکم

سوال: ہماری یونیورسٹی ایک گاؤں میں ہے کیا یہاں نماز جمعہ ادا ہو سکتی ہے؟ ہم ایک ہی وقت میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اس لیے یہاں دو دفعہ جمعہ کی با جماعت نماز جمعہ خطبہ ادا کی جا سکتی ہے کیا یہ درست ہے؟ چارلس ٹاؤن سے آگے نیو یز میں ایک مسجد ہے۔ ہمارے معمولات ایسے ہیں کہ ہم مسجد عام طور پر نہیں پہنچ سکتے مسجد چارلس ٹاؤن سے تقریباً 10 منٹ کے فاصلہ پر واقع ہے یہ مسجد بھی گاؤں میں ہے جس کا نام نیو یز ہے جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کیا اس مسجد میں جمعہ اور عیدین کی نماز ادا ہو سکتی ہے؟

جواب: شرعاً جمعہ کے جواز کے لیے مصر جامع (شہر) یا قصبہ (قریہ کبیرہ) کا وجود شرط ہے۔ گاؤں میں جمعہ و عیدین کی نماز نہیں ہوتی آپ حضرات پر لازم ہے کہ ظہر کی نماز ادا کریں۔

وعبارة القهستانی تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق قال ابوالقاسم هذا بلا خوف اذا اذن الوالی اوالقاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعة لان هذا مجتهد فیه فاذا اتصل به الحکم صار مجمعا علیه وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوزفی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر و خطیب کما فی المضمرات۔ الخ (شامی۲/۱۳۸) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿جمعۃ المبارک کی پہلی اذان کا حکم﴾

سوال: میں اٹاوہ کینیڈا میں رہتا ہوں یہاں جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی ہے اور خطبہ شروع ہو جاتا ہے حالانکہ قبل ازیں میں دوبئی میں تھا جہاں شافعی مسلک ہے وہاں جمعہ کے روز دو اذانیں ہوتی تھیں۔ میں نے یہاں اسلامک سنٹر والوں سے استفسار کیا تو انہوں نے بس اتنا کہہ دیا کہ ایک یا دو اذان کا کوئی فرق نہیں اور مزید برآں یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول نہ تھا بلکہ بعد میں یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہوا مجھے کچھ تسلی نہیں ہوئی اس کے متعلق مجھے تفصیلاً بتائیں بہت بہت شکریہ۔

جواب: عن السائب بن یزید یقول ان الاذان یوم الجمعة کان اوله حین یجلس الامام یوم الجمعة علی المنبر فی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وابی ابکر و عمر فلما کان فی خلافة عثمان و کثروا امر عثمان یوم الجمعة بالاذان الثالث فاذن به علی الزوراء فثبت الامر علی ذالك۔
(بخاری۱/۱۲۵۔ابوداؤد۱/۱۵۵)

حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک اور اذان (جمعہ کی پہلی اذان) کا حکم دیا چنانچہ زوراء پر وہ اذان کہی گئی اور پھر یہ ایک مستقل سنت بن گئی۔ (بخاری۱/۱۲۵،ابوداؤد۱/۱۵۵،نسائی۱/۱۵۶)

اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی تھی جو امام کے سامنے منبر کے پاس دی جاتی تھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ کے دور میں آپ کے حکم سے ایک اذان اور دی جانے لگی۔ یہ اذان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں دی جاتی تھی۔ صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا چنانچہ یہ اذان باجماع صحابہ رائج ہو گئی اور ہر زمانے میں اس پر عمل ہوتا رہا۔ کسی امام اور کسی فقیہ و مجتہد نے اس

سے اختلاف نہیں کیا اور اختلاف کر بھی کیسے سکتے تھے کہ حضور ﷺ کا حکم ہے کہ میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ یہ اذان چونکہ خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے جاری ہوئی ہے اس لیے یہ ان کی سنت ہے اور حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اس پر عمل ضروری ہے پہلے یہ اذان زوراء پر دی جاتی تھی بعد میں مسجد میں دی جانے لگی آج بھی تمام اسلامی ممالک میں یہ اذان مسجد ہی میں دی جا رہی ہے۔ حج پر جانے والے خوش نصیب حضرات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں یہ اذان مسجد ہی میں دی جا رہی ہے اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں دی جا رہی ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿جمعہ کا خطبہ مسنونہ غیر عربی میں ہونے کی صورت میں نماز جمعہ کا حکم﴾

سوال: میں ملائیشیا کے باشندوں کے ساتھ جمعہ پڑھتا ہوں یہ لوگ خطبہ انگریزی زبان میں دیتے ہیں میرے علاقہ میں صرف یہی ایک جگہ ہے جہاں میں جمعہ باجماعت پڑھ سکتا ہوں کیا یہ درست ہے؟

جواب: غیر عربی زبان میں خطبہ دینا خلاف سنت ہونے کی وجہ سے جائز نہیں البتہ اگر آپ کے ہاں کوئی ایسی جگہ موجود نہ ہو جہاں عربی زبان میں خطبہ ہوتا ہو تو اس صورت میں آپ مذکورہ جگہ پر جمعہ ادا کر سکتے ہیں اور آپ کی نماز درست ہوگی۔

ولایشترط کو نہابا العربیة فلو خطب با الفارسیة اوبغیرھا جاز کذا قالوا والمراد بالجواز ھوالجواز فی حق الصلوٰۃ بمعنی انه یکفی لاداء الشرطیة وتصح بھا الصلوٰۃ لالجواز بمعنی الاباحة المطلقة فانه لاشك فی ان الخطبة بغیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والصحابة۔ (الرد المختار علی ھامش رد المختار ص۷۵۹، ج۱)

............واللہ اعلم

(محمد علی معاویہ عفی عنہ)

﴿خطبہ جمعۃ المبارک کا سننا کس پر لازم ہے؟﴾

سوال: خطبہ جمعہ کا سننا کیا سب لوگوں پر واجب ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا سننا صرف مسجد میں موجود لوگوں کے لیے ضروری ہے اس بات کی تقویت میں انہوں نے بتایا کہ خطبہ خواہ اس قدر بلند آواز میں پڑھا جائے کہ ہمسایہ میں گھریلو عورتیں بھی سن سکیں تب بھی عورتوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سنیں یا توجہ دیں۔ مہربانی فرما کر ان سوالات کے متعلق فقہاء اور اکابرین کی عبارات کا حوالہ دیں چونکہ اس سے ہزاروں مسلمان

متاثر ہورہے ہیں۔

جواب: خطبہ جمعہ کا سننا اور اس دوران سکون سے رہنا ضروری ہے لیکن یہ ان کے لیے جن پر جمعہ فرض ہے اور وہ جمعہ کے لیے مسجد میں جائیں تو وہاں ان کے لیے خطبہ سننا ضروری ہے اور اس دوران کوئی اور امام کام جائز نہیں ہے۔ تاہم عورتوں پر چونکہ جمعہ نہیں ہے اس وجہ سے ان پر خطبہ کا سننا بھی ضروری نہیں ہے اس بات کو تقویت اس جزئیہ سے بھی ملتی ہے جو فتاویٰ ہندیۃ میں موجود ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ اگر خطیب نے صرف عورتوں کی موجودگی میں جمعہ کا خطبہ دیا اور کوئی مرد موجود نہ تھا تو وہ خطبہ دینا جائز نہیں ہے۔ خطب وحده اوبحضرة النساء الصحيح انه لا يجوز۔ (ہندیۃ ۱/۱۴۶)

آج کل جو ریڈیو پر خطبہ نشر ہوتا ہے اس کا سننا ضروری نہیں ہے اس لیے کہ خطبہ کا سننا جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد آنے والوں پر ضروری ہے اور اس دوران ان کے لیے خاموشی ضروری ہے۔ (کذافی الہندیہ ۱/۱۵۷)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے ''اذن عام'' شرط ہے﴾

سوال: ہمارے اسلام آباد میں سرکاری دفاتر میں ایک مسجد ہے جہاں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے تحفظ کے تحت عام آدمی کو اس مسجد میں نماز کے لیے بھی داخلہ ممنوع ہے۔ البتہ دفتری حدود میں علاقے کے لوگ باقاعدہ ملاقات کے اوقات میں اجازت کے ساتھ آجاتے ہیں اس دفتر کی مسجد میں نماز جمعہ بھی ادا کی جاتی ہے اس میں تقریباً 300 سے زائد نمازی شریک ہوتے ہیں کیا اس دفتری مسجد میں جہاں ہم پانچ اوقات نماز ادا کرتے ہیں یہاں نماز جمعہ بھی ادا ہوسکتی ہے جہاں دفتری تحفظات کے پیش نظر عام آدمی کو داخلہ کی اجازت نہیں۔

جواب: اگر کوئی آبادی ایسی ہے جس میں معتد بہ لوگ رہتے ہیں اور وہ شہر کے اندر بھی ہے لیکن دفاعی، انتظامی یا حفاظتی وجوہ سے اس آبادی میں ہر شخص کو آنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ وہاں کا داخلہ ان وجوہ کی بناء پر کچھ خاص قواعد کا پابند ہے تو اس آبادی کے کسی حصہ میں اسی جگہ جمعہ پڑھنا جائز ہے جہاں اس آبادی کے افراد کو آکر جمعہ پڑھنے کی اجازت ہو اگر آپ کی مسجد میں مذکورہ شرائط موجود ہیں تو اس جگہ جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔

(فتاویٰ عثمانی صہ ۴۲۸)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نماز جمعہ کی سنتیں﴾

سوال: جمعہ کی نماز میں کتنی غیر مؤکدہ سنتیں ہوتی ہیں مجھے ۲ فرض کے بعد ۴ سنتیں غیر مؤکدہ بتایا گیا ہے؟
جواب: جمعہ سے قبل چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور جمعہ کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار اور حضرات صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک چھ رکعات سنت مؤکدہ ہیں اور یہ بات بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے، لہٰذا جمعہ کے بعد چار رکعت کو سنت غیر مؤکدہ سمجھنا درست نہیں۔

فثبت بما ذکرنا ان التطوع الذی لاینبغی ترکہ بعد الجمعۃ ست الخ ......

(شرح معانی الآثار ا/۱۶۶، بحوالہ درس ترمذی ۲/۳۰۱)

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿جمعہ کی جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں نماز ظہر کا حکم﴾

سوال: اگر کسی کی جمعۃ المبارک کی نماز چھوٹ جائے اور پھر کہیں اور جماعت مل بھی نہ سکتی ہو تو پھر کیا کیا جائے؟
جواب: اگر جمعۃ المبارک کی جماعت نکل جائے اور کہیں نماز جمعہ ملنے کی امید بھی نہ ہو تو پھر جمعۃ المبارک کی نماز کے بجائے ظہر کی نماز ادا کی جائے گی اور اگر نماز ہی فوت ہو جائے اور ظہر کا وقت ختم ہو جائے تو تب بھی نماز ظہر قضا کی جائے گی۔

وھی فرض عین کذافی التھذیب (ثم لوجو بھا شرائط فی المصلی) .... (ومنھا وقت الظھر) .... (ومنھا الجماعۃ) ..... الخ (ہندیۃ ا/۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۸)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿جمعۃ المبارک کے فرائض کی مسنون قرأت﴾

سوال: جمعہ کی نماز کی سب سنتوں کی مسنون قرأت کون کون سی ہے؟
جواب: جمعۃ المبارک کی کسی رکعت کے لیے کوئی ایسی سورت مخصوص نہیں ہے کہ جس کا پڑھنا اس رکعت میں لازمی ہو۔ کوئی بھی سورت آسان لگے تو پڑھی جاسکتی ہے البتہ جمعۃ المبارک کی دو فرض رکعات میں سے پہلی رکعت میں سورۃ ''الاعلیٰ'' اور رکعت ثانیہ میں سورۃ ''الغاشیۃ'' اور کبھی رکعت اولیٰ میں سورۃ ''الجمعہ'' اور رکعت ثانیہ میں سورۃ ''المنافقون'' پڑھنا مسنون ہے لیکن اس کو لازم نہ بنائیں۔

ویقرأ فی الجمعۃ بأی سورۃ شاء ولم یقصد سورۃ بعینھا یدیم قراء تھا .... ولو قرأ فی

الركعة الاولى بفاتحة الكتاب و سورة الجمعة وفى الثانية بفاتحة الكتاب و سورة اذا جاءك المنافقون فحسن تبركا بفعل النبى صلى الله عليه وسلم ولكن لايواظب على قراتها تين السورتين ايضاً۔
(تاتارخانیہ۲/۸۲)

ولا يستحب ان يقرء من كل سورة بعضها اويقرا احداهما فى الركعتين فانه خلاف السنة وجهال الائمة يداومون على ذالك۔ (زادالمعاد ۱/۱۰۴) ....واللہ اعلم
(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿گاؤں میں جمعہ کا حکم﴾

سوال: حضرت ہم کو اس بات کی خبر ملی ہے کہ رائیونڈ روڈ یعنی مرکز سے پیچھے کچھ علاقے ایسے ہیں جن میں جمعہ نہیں ہوتا ہے اور یہ جمعہ نہ ہونے کا سبب کچھ مفتی حضرات کا فتویٰ ہے کہ ان کا کہنا یہ ہے کہ یہاں پر جمعہ کے احکامات نہیں لگتے۔ میں آپ کی خدمت میں پانچیاں ٹائر فیکٹری سے حاضر ہوں ہماری فیکٹری کے ساتھ ایک بہت بڑا مدرسہ جامعہ مدنیہ جدید مولانا حسن صاحب کے نام مبارک سے مشہور ہے اور وہاں کے طلباء بھی جمعہ کے لیے مرکز جاتے ہیں لیکن ہماری فیکٹری میں جمعہ کرایا جاتا ہے اور اس کو شروع ہوئے تقریباً دو سال سے اوپر کا عرصہ ہو چکا ہے اور فیکٹری میں باہر سے عمومی مجمع کو آنے کی اجازت بھی نہیں ہے لہٰذا آپ قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ اس فیکٹری میں جمعہ کا حکم لگتا ہے یا نہیں اگر لگتا ہے تو پھر تو درست ہے اگر نہیں لگتا تو ہم کو تحریر طور پر اس مسئلے کی وضاحت کریں تاکہ عوام الناس میں اس مسئلہ کو بیان کیا جاسکے۔

تنقیح: ہماری فیکٹری کے قریب آبادی نہیں صرف چند ایک مکانات ہیں اور ضروریات بھی مکمل طور پر وہاں سے نہیں ملتی دوسری جگہ جانا پڑتا ہے البتہ سڑک کے دوسری جانب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اس کی کل آبادی بھی تین ہزار نفوس سے کم ہوگی۔

جواب: جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے شہر یا مضافات شہر کا ہونا ضروری ہے عام چھوٹی چھوٹی بستیوں میں جمعہ کا انتظام کرنا صحیح نہیں، سوال اور اس کی تنقیح سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل جس مقام پر جمعہ قائم کرنے کے حوالہ سے سوال کر رہا ہے وہ جگہ شہر یا اس کے مضافات میں شامل نہیں، نیز جمعہ کے مقام پر ہر کسی کو آنے کی اجازت عامہ بھی حاصل نہیں لہٰذا یہاں جمعہ کروانا جائز نہیں۔

(ويشترط لصحتها) سبعة اشياء الاول (المصر) وهو مالا يسع اكبر مساجده اهل المكلفين بها ــــــ (اونائبه) ـــــــ والسابع الاذن العام الخ۔ (کذافی الدرالمختار ص۶۰۰، ج۱ رشیدیہ)

............واللہ اعلم
(محموداحمد)

﴿باب صلوٰۃ العیدین﴾

﴿نماز عید میں تکبیرات کی صحیح تعداد﴾

سوال: ہمارے یہاں عید الفطر پر اس بات پر تفریق پیدا ہوئی کچھ اہل حدیث حضرات فرماتے ہیں کہ ترمذی شریف میں ۱۲ تکبیریں بتائی گئی ہیں جب کہ دیو بند حضرات فرماتے ہیں کہ اس نماز میں صرف ۶ تکبیریں ہوتی ہیں لہٰذا آپ صحیح احادیث کے حوالہ سے اس بات کو واضح فرمائیں؟

جواب: سوال میں ترمذی شریف کی جس روایت کا حوالہ دیا گیا ہے اس روایت میں ایک راوی کثیر بن عبداللہ ضعیف راوی ہیں لہٰذا اس روایت سے استدلال درست نہیں۔ جبکہ دیگر متعدد احادیث سے چھ زائد تکبیریں ثابت ہیں۔

عن القاسم ابی عبدالرحمن انه قال حدثنی بعض اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال صلی بنا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یوم عید فکبر اربعًا واربعًا ثم اقبل علینا بوجهه حین انصرف فقال لاتنسوا کتکبیر الجنائز واشار باصابعه وقبض ابهامه۔ (طحاوی ص۴۳۸، ج۲)

اس حدیث میں چار چار کا لفظ آیا ہے مطلب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر سمیت لہٰذا ثابت ہوا کہ عید کی نماز میں زائد تکبیریں ۶ ہیں۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿عیدین میں دعا خطبہ کے بعد کی جائے یا خطبہ سے پہلے؟﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین کتاب وسنت کی روشنی میں عیدین اور خطبے کے درمیان دعا کے بارے عباراتِ درج ذیل کے متعلق حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ بعد نماز دعا نہ کرنا اور اس کے بجائے بعد میں خطبہ مقرر کرنا تغییر سنت ہے اور قابل احتراز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱/۴۴)

جواب: عیدین میں نماز کے متصل بعد اجتماعی دُعا مسنون ہے خطبہ کے بعد اجتماعی دُعا کرنا ثابت نہیں ہے۔
(امداد المفتی ص۴۰۸۔ فتاویٰ عثمانی جلد ۱ ص۵۰۲)

عن ام عطیة قالت کنا نؤمر أن نخرج یوم العید حتی نخرج البکر من خدرها حتی نخرج

الحیض فیکن خلف الناس فیکبرون بتکبیرھم و یدعون بدعآھم یرجون برکۃ ذلک الیوم وطھرۃ۔ (بخاری ص۱۳۲، ج۱)

چونکہ دورانِ ماہواری عورتیں نمازِ عید میں تو شامل نہیں ہوسکتی لہٰذا ان کی دُعا میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہونے کی صرف یہ صورت ہوسکتی ہے کہ دُعا خارج الصلوٰۃ ہو۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نمازِ عید کی جماعت فوت ہونے کی صورت میں نماز کا حکم﴾

سوال: اگر کسی آدمی کی عید الفطر کی نماز رہ گئی ہو تو وہ کیا کرے؟ کیا نمازِ عید کی قضا ہے؟

جواب: وہ توبہ واستغفار کرے اس کے ذمہ عید کی نماز کی قضا نہیں ہے۔

والامام لوصلاھا مع الجماعۃ وفاتت بعض الناس لایقضیھا من فاتتہ خرج الوقت اولم یخرج ھکذا فی التبیین۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ۱/۱۵۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿عید الاضحیٰ کیسے منائیں؟﴾

سوال: جو رشتہ دار دوسرے شہروں میں ان کے ساتھ عید کی خوشیاں کیسے بانٹ سکتے ہیں؟

جواب: آپ اپنے رشتہ داروں کو عید کے موقع پر مبارک باد دے سکتے ہیں، ان کے لیے دُعائیہ کلمات کہہ سکتے ہیں، ان سے ملاقات کیلئے جا سکتے ہیں اور ان کو اپنے ہاں مدعو کر سکتے ہیں، یعنی اظہار خوشی کیلئے ہر ایسا عمل اختیار کر سکتے ہیں جس میں نہ اسراف ہو اور نہ حدود سے تجاوز ہو۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿نمازِ عید میں دعا کرنا اور اس کا وقت﴾

سوال: کیا نمازِ عید میں دعا کرنا درست ہے اور دعا کب کی جائے قرآن وحدیث کے مطابق بتائیں؟

جواب: نمازِ عید میں دعا کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں بلکہ مستحب ہے اور نمازِ عید میں دعا خطبہ سے پہلے کرنا مسنون ہے۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ گراؤنڈ میں عید کی نماز پڑھنا/عید کی نماز، خطبہ اور دعا الگ الگ آدمی کریں تو کیا حکم ہے؟/نماز عید کی دعا میں رفع یدین کا حکم/عید کے بعد گلے ملنا اور عید مبارک کہنا/ایک سے زائد مساجد میں نماز عید کا حکم/ جنازگاہ میں عید پڑھنے کا حکم ﴾

سوال: (۱) عیدین کے نماز گورنمنٹ سکول کے گراؤنڈ میں پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟

(۲) ایک آدمی بیان کرے دوسرا نماز معہ خطبہ پڑھائے اور تیسرا بعد الخطبہ دعا کرے یہ طریقہ افضل ہے یا یہ سب کام ایک آدمی کرے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) نماز عید وخطبہ کے بعد اجتماعی دعا مع رفع یدین یہ جائز ہے کہ نہیں نماز عید کی دعا میں رفع یدین کا حکم ہے؟

(۴) دعا کے بعد گلے ملنا اور عید مبارک کہنا جائز ہے کہ نہیں؟

(۵) جن آئمہ حضرات نے اپنی اپنی مسجدوں میں نماز عید پڑھائی ہے یہ گنہگار ہیں کہ نہیں ان کی نماز ہوگی یا نہیں ہوگی؟

(۶) اس کے علاوہ ہمارے بستی والوں کا اجتماعی جنازگاہ موجود ہے بارش کی صورت میں اس میں نماز عید پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟

جواب: (۱) عیدین کی نماز باجماعت گورنمنٹ سکول کے گراؤنڈ میں پڑھنا جائز ہے۔

(تؤدی بمصر واحد (بمواضع) کثیرۃ (اتفاقا) (درمختار ج۲،ص۱۸۶)

(۲) عید کی نماز اس طریقہ سے ادا کرنا جائز ہے کہ ایک شخص بیان کرے، دوسرا نماز پڑھائے اور خطبہ پڑھے اور تیسرا دعا کروائے، تاہم بہتر یہی ہے کہ جملہ امور کو ایک ہی شخص انجام دے۔

قال فی الامداد بعد کلام واذا علمت جواز الاستخلاف للخطبة والصلاة مطلقا بعذر وبغیر عذر جال الحفرۃ والغیبة وجواز الاستخلاف للصلاۃ دون الخطبة وعکسه قائمًا علم انه اذا استناب لمرض ونحوه فالنائب یخطب ویصلی بهم والامرفیه ظاهر الخ۔ (شامیہ ج۱،ص۵۹۶رشیدیہ)

وقد علم من تفاریعهم انه لا یشترط فی الامام ان یکون هو الخطیب وقد صرح فی الخلاصة بانه لو خطب صبی باذن السلطان وصلی الجمعة رجل بالغ یجوز (شامیہ ج۲،ص۱۴۸)

(۳) نماز عید وخطبہ کے بعد اجتماعی دُعا مع رفع یدین جائز ہے۔

فی حدیث ام عطیة فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرهم ویدعون بدعائهم یرجون برکة ذلك الیوم وطهرته ـــــ وفیه فاما الحیض فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم ویعتزلن

مصلاھم۔ (بخاری شریف ج۱،ص۱۳۴)

(۴) عید کے بعد گلے ملنے کو اگر عید کی نماز کی سنت نہ سمجھے بلکہ ملاقات کی سنت سمجھ کر ایسا کرے تو یہ عمل جائز ہے اور اگر اس کو عید کی نماز کی سنت سمجھ کر کرے تو یہ جائز نہیں۔ عید کے بعد عید مبارک کہنا جائز ہے۔

(۵) عید کی نماز عیدگاہ میں ادا کرنا سنت ہے بشرطیکہ عیدگاہ کا امام صحیح العقیدہ ہو تاہم جن آئمہ نے اپنی اپنی مساجد میں عید کی نماز پڑھائی ہے ان سب کی نماز عید بھی ادا ہو گئی ہے اور وہ گنہگار بھی نہیں ہوئے۔

(والخروج الیھا) ای الی الجبانة لصلاة العید (سنة وان وسعھم المسجد الجامع) ھوالصحیح (درمختار ج۱،ص۶۱۲ رشیدیہ)

(۶) جنازگاہ میں عید کی نماز ادا کرنا جائز ہے۔

(وتؤدی بمصر) واحد (بمواضع) کثیرة (اتفاقا) (درمختار ج۲،ص۱۸۶) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿باب التراویح﴾

﴿نمازتراویح مرداورعورت دونوں کے لیے مسنون ہے﴾

سوال: میرا ایک دوست کہتا ہے کہ تراویح نفل نماز ہے جبکہ میں کہتا ہوں کہ یہ سنت مؤکدہ ہیں اور گذشتہ آٹھ یا دس سال سے ہی حرم شریف میں ادا کی جانے لگی ہے آپ مہربانی فرما کر رہنمائی فرمائیں۔

جواب: نماز تراویح ادا کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے لہٰذا تراویح کا ادا کرنا مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سنت ہے بلا عذر شرعی اس کو ترک کرنا گناہ ہے۔

وھی سنة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقیل ھی سنة عمر رضی اللّٰه عنه والاول اصح کذا فی جواھر الاخلاطی وھی سنة للرجال والنساء جمیعا کذافی الزاھدی۔

(عالمگیری ص۱۱۶، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿بیس تراویح کا ثبوت﴾

سوال: میرے ایک غیر مقلد دوست کا کہنا ہے کہ 20 تراویح کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ثابت ہے حضرت محمد ﷺ سے ثابت نہیں۔ مہربانی فرما کر 20 رکعت کے بارے میں مجھے کوئی پختہ حدیث کا حوالہ دیں؟

جواب: حضور ﷺ سے بھی بیس رکعت تراویح ثابت ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ 20 رکعت تراویح ادا کرتے تھے۔

عن ابن عباس رضی اللّٰه عنھما انه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر اخرجه عبد الحمید فی مسنده والبغوی فی معجمه والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی سننه۔

(کذافی اوجز المسالک ص۳۹۸/ ج۲)

اور خلفائے راشدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانوں میں بھی مسجد نبوی ﷺ کے اندر بیس رکعت تراویح پڑھی گئی۔

اخرجه البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقولون علی عهد عمر رضی الله عنه بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان رضی الله عنه و علی رضی الله عنه مثله

(اوجزالمسالک ص ۳۹۷/ج ۲)

اوراسی طرح فتح الملھم میں بھی ہے کہ انهم کانوا یقیمون علی عهد عمررضی الله عنه بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان رضی الله عنه و علی رضی الله عنه۔

غیر مقلدین کا عمل جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ اور جمہور امت کے خلاف ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح سنت کو جاننے اور ماننے والا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے زیادہ کون ہوسکتا ہے یہ ناممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعین سنت آٹھ تراویح ہوں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیس رکعات کو علی الاعلان مسجد نبوی میں معمول بنالیں اور مسلسل بیس پچیس سال تک زمانہ خلافت راشدہ میں یہ عمل باقی بھی رہے اور شرقاً وغرباً بلادِ اسلامیہ میں یہ سنت پھیل بھی جائے۔

کما قال البیهقی ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث قال ملا علی القاری فی شرح النقایة فصار اجماعا الخ

قال فی البحر و علیه عمل الناس شرقاً و غرباً (کذا فی فتح الملھم ص ۳۲۰/ج ۲) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿شافعی المسلک امام کے پیچھے نمازِ عید کا حکم﴾

سوال: شافعی مسلک کے امام کے پیچھے عید کی نماز کس طرح پڑھیں؟ وہ تکبیریں بھی زیادہ پڑھتے ہیں اور تکبیر کے ساتھ ہاتھ بھی نہیں اٹھاتے۔

جواب: صورت مذکورہ میں شافعی المسلک امام کے پیچھے آپ کیلئے عیدین کی نماز ادا کرنا جائز ہے۔

(عالمگیری، ص ۱۵۱، ج ۱)

............واللہ اعلم

(محمد ندیم عفی عنہ)

﴿دو رکعت تراویح کے بعد وقفہ کرنے کا حکم﴾

سوال: ہر چار رکعت تراویح کے بعد اکثر تسبیح تراویح پڑھی جاتی ہے کیا یہ عمل بمطابق حدیث ہے یا نہیں اس سلسلہ میں حدیث کا حوالہ بھی دیں؟

جواب: ہر چار رکعت تراویح کے بعد کچھ دیر انتظار کرنا مستحب ہے اور اس انتظار کے دوران اس کو اختیار ہے تسبیح

پڑھے، دعا کرے یا ذکر کرے اور علامہ قہستانی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ الفاظ ذکر کیے ہیں جو آج کل مروج ہیں۔
(فتاویٰ شامی ص۴۶، ج۲)

............واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)

﴿(۱) تراویح کا کیا حکم ہے﴾

﴿(۲) رکعات تراویح کی تعداد﴾

سوال: (۱) تراویح کا کیا حکم ہے؟ کیا نہ پڑھنے کی صورت میں گناہ ہوگا؟
(۲) تراویح کی کتنی رکعات ہیں؟

جواب: (۱) تراویح کو چھوڑنا جائز نہیں ہے بلا عذر شرعی اس کو چھوڑنے والا گنہگار ہوگا کیونکہ تراویح کا ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔
(۲) 20 رکعات تراویح ادا کرنا ہوگی اس سے کم پڑھنا جائز نہیں ہے۔

قال فی العلائیة التراویح سنة مؤکدہ لمواظبة الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعًا۔
(شامی ص۶۵۹، ج۱)

............واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)

﴿نماز تراویح دو دو رکعت پڑھی جائے یا چار چار رکعت؟﴾

سوال: میں نے ایک کتاب ''مسائل رمضان'' میں پڑھا ہے کہ تراویح چار چار کر کے بھی پڑھی جا سکتی ہیں مہربانی فرما کر حوالہ جات کیساتھ وضاحت فرمائیں؟

جواب: نماز تراویح دو دو رکعت پڑھنا زیادہ بہتر ہے اور متوارث ہے چار چار رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں اول صورت بہتر ہے۔

وان قعد فی الثانیة قدر التشہد اختلفوا فیه فعلی قول العامة یجوزعن تسلمتین وھو الصحیح ا ھ (عالمگیری ص۱۱۸، ج۱)

............واللہ اعلم
(محمد ندیم عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿رکعات تراویح کی تعداد﴾

سوال: نمازِ تراویح کی کتنی رکعات ہیں بعض لوگ ۸ پڑھتے ہیں اور بعض ۱۲ یا ۲۰ رکعت تراویح ادا کرتے ہیں؟

جواب: حضور ﷺ سے بھی بیس رکعت تراویح ثابت ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ 20 رکعت تراویح ادا کرتے تھے۔

عن ابن عباسؓ انه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر اخرجه عبد الحمید فی مسند والبغوی فی معجمه والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی سننه
(کذا فی اوجز المسالک ص۳۹۸/ ج۲)

اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانوں میں بھی مسجد نبوی ﷺ کے اندر بیس رکعت تراویح پڑھی گئی۔

اخرجه البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمرؓ بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی مثله۔ (اوجز المسالک ص۳۹۷/ ج۲)

اوراسی طرح فتح الملہم میں بھی ہے کہ:

انهم کانو یقیمون علی عهد عمرؓ بعشرین رکعة وعلی عهد عثمانؓ و علیؓ۔ (فتح الملہم ص۳۲۰/ ج۲)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿نماز تراویح میں دیکھ کر قرآن کریم پڑھنے کا حکم﴾

سوال: ایک کافر ملک میں ہم چند طالب علم ہیں چونکہ رمضان شریف آرہا ہے اور ہم تراویح پڑھنا چاہتے ہیں اور تراویح میں مکمل قرآن پاک کی تلاوت کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم میں کوئی حافظ نہیں نہ کوئی متبادل ہے کیا اس صورت میں ہم قرآن پاک کو دیکھ کر نماز تراویح میں قرآن پڑھ سکتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات کے نزدیک اس کی اجازت نہیں۔ جبکہ سعودی عرب اور دوسرے عرب ممالک میں یہ بہت عام ہے اس لیے ہمیں بتائیں کیا ہم قرآن پاک کو دیکھ کر نماز تراویح میں تلاوت کر سکتے ہیں؟

جواب: نماز میں قرآن مجید میں سے دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے اس سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ لہٰذا آپ حضرات یا تو کسی حافظ کا انتظام کریں جو تراویح میں آپ حضرات کو قرآن مجید سنائے یا پھر جو سورتیں یاد ہوں انہی پر اکتفاء کریں۔

ویفسد هاقر أته من مصحف عند ابی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ وقالا لایفسد له ان حمل

المصحف وتقلیب الاوراق والنظر فیه عمل کثیر وللصلوٰۃ عنه بدّ۔ وعلی هذا لو کان موضوعا بین یدیه علی رحل وهولا یحمل ولا یقلب اوقرأ المکتوب فی المحراب لاتفسد ولان التلقن من المصحف تعلم لیس من اعمال الصلوۃ وهذا یوجب التسویة بین المحمول وغیرہ فتفسد بکل حال وهوا لصحیح هکذا فی الکافی۔ (ہندیہ ا/۱۰۱)

سعودی حضرات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں ان کے مذہب میں اس کی گنجائش ہے مذہب احناف میں نہیں۔لہٰذا حنفیوں کے لیے اس مسئلہ میں سعودیہ والوں کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿نماز تراویح کا ثبوت﴾

سوال: شریعت مطہرہ میں نماز تراویح کا کیا ثبوت ہے؟ کیا قرآن حکیم میں اس کا ذکر ہے؟

جواب: قرآن پاک میں تراویح کا کہیں ذکر نہیں ہے البتہ تراویح کا ثبوت احادیث نبویہ اور عمل صحابہ سے ہے اور احادیث بھی شرعی حجت ہیں جس طرح قرآن کریم پر عمل کرنا فرض ہے اسی طرح سے حدیث پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

اخرج ابن ابی شیبة فی مصنفه حدثنا یزید بن هارون قال اخبرنا ابراهیم بن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر واخرجه الکشی فی مسنده والبغوی فی معجمه والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی سننه (التعلیق الحسن ص۵۶،ج۲)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿خواتین کے لیے نماز تراویح کا حکم اور طریقہ کار﴾

سوال: خواتین کو کتنی تراویح پڑھنی چاہئیں کچھ کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے کہ اس کو موکدہ کہتے ہیں کیا اس کا پڑھنا لازمی ہے؟ اگر لازمی ہے تو خواتین کیسے پڑھیں اگر وہ حافظہ نہیں ہیں تو پھر قرآن پاک تراویح میں کیسے پڑھیں۔

جواب: واضح رہے کہ ۲۰ رکعت تراویح مرد وعورت دونوں کے لیے سنت موکدہ ہے لہٰذا بلا عذر تراویح چھوڑنا جائز نہیں ہے۔خواتین کے لیے نماز تراویح کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ کہ خواتین بغیر جماعت کے علیحدہ علیحدہ بیس رکعت نماز، دو دو رکعت کر کے ادا کریں اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیں گی۔نماز تراویح کھڑے ہو کر ادا کرنی چاہیے البتہ کسی عذر کی بنا پر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتی ہیں اور بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے نماز تو ہو جائے گی مگر

اس کا ثواب کم ہو جائے گا۔

حافظ نہ ہونے کی صورت میں تراویح مختصر سورتیں پڑھ کر بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔

(۱) وھی سنة للرجال والنساء جمیعا کذا فی الزاھدی۔ (ہندیہ ۱/۱۱۶)

(۲) وبعضھم افتاء قرأة سورة الفیل الی آخر القرآن وھذا احسن القولین لانه لایشتبه علیه عدد الرکعات ولا یشتغل قلبه بحفظما کذا فی التنجیس اتفقوا علی ان اداء التراویح قاعد الایستحب بغیر عذر واختلفوا فی الجواز قال بعضھم یجوز وھوالصحیح الا ان ثوابه یکون علی النصف من صلاة القائم"۔ (ھندیہ ۱/۱۱۸)

(۳) (و) یکرہ تحریماً (جماعة النساء) ولو فی التراویح فی غیر صلوة جنازة (الدرمع الرد ۱/۵۶۵ باب الامامة)

(۴) کذا فی الهندیة (۱/۸۵ باب الامامة)۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿۲۰ رکعت نماز تراویح کا ثبوت﴾

سوال: میں پاکستانی ہوں اور سعودی عرب میں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہوں۔(۱) یہاں تمام مساجد میں ۸ رکعت تراویح ادا کی جاتی ہے جبکہ پاکستان میں ۲۰ رکعت ادا کی جاتی ہے مجھے کچھ ساتھیوں کے بخاری شریف میں رمضان کے باب میں ۸ رکعت تراویح کی حدیث دکھائی ہے۔کیا آپ ۲۰ رکعت کا کوئی حوالہ دے سکتے ہیں؟ جو میں انہیں دکھا سکوں۔

جواب: مصنف ابن شیبہ کی درجِ ذیل حدیث سے نبی کریم ﷺ کا 20 تراویح پڑھنا ثابت ہے۔

اخرج ابن ابی شیبه فی مصنفه حدثنا یزید ابن ھارون قال اخبرنا ابراھیم عن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والو ترو اخرجه الکشی فی مسنده والبغوی فی معجمه والطبرانی فی الکبیر والبھیقی فی سننه۔ (التعلیق الحسن ص ۵۶، ج ۲)

نیز اس پر صحابہ کرام کا اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے کہ تراویح کی رکعت 20 ہی ہیں اور اجماع صحابہ بھی ہمارے لیے قوی دلیل ہے باقی جن روایات میں 8 یا 11 رکعت کا ذکر ہے ان سے مراد تہجد کی نماز ہے۔

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿نمازِ تراویح میں دیکھ کر تلاوت کرنا﴾

سوال: تراویح میں بعض حضرات قرآن کریم کی تلاوت دیکھ کر کرتے ہیں کیا اس بارے میں کوئی حدیث ہے؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نماز میں قرآن پاک سے دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی جبکہ بعض آئمہ کے ہاں نماز نہیں ٹوٹے گی، فریقین کا استدلال اجتہاد و قیاس سے ہے اس سلسلے میں کوئی صریح حدیث ہمارے علم میں نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے (تراویح) کو بدعت حسنہ کہنے کی وجہ﴾

سوال: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو بدعت حسنہ کیوں کہا حالانکہ یہ سنت ہے؟

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کو جو بدعت کہا ہے وہ اصطلاحی معنی کے لحاظ سے نہیں بلکہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہے یعنی نئی بات اور اس کو نئی بات اس وجہ سے کہا کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صرف تین دن تراویح کو باجماعت ادا کیا گیا اس کے بعد فرض ہونے کے اندیشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کو باجماعت ادا نہیں کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد چونکہ فرض ہونے کا اندیشہ ختم ہو چکا تھا اس لیے منشائے نبوی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

قال عمر رضی اللّٰہ عنہ نعم البدعۃ ھذہ:

قال ابن التین وغیرہ استنبط عمر ذلك من تقریر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صلی معہ فی تلك اللیالی وان کان کرہ ذلك لھم فانما خشیۃ ان یفرض علیھم .... فلما مات صلی اللّٰہ علیہ وسلم حصل الامن من ذلك ورجح ولان الاجتماع علی واحد انشط لکثیر من المصلین۔ (ھامش البخاری، جلد ا، ص ۲۶۹، حاشیہ ۶) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿تراویح میں تکمیل قرآن کریم کے موقع پر حافظ وسامع وغیرہ کو بطور انعام کچھ دینا، چندہ کرنا اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا﴾

سوال: مفتی صاحب گذارش ہے کہ ہم الحمدللہ دیوبند مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں دیوبند مکتبہ فکر کی جامع مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں جہاں امام صاحب اور انتظامیہ وغیرہ سب دیوبند ہیں ہمارا سوال یہ ہے کہ ماہ رمضان میں

تراویح فنڈ/ رمضان فنڈ کے نام سے چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے اور ختم قرآن کے موقع پر اس رقم سے امام صاحب (جوکہ تراویح میں خود قرآن پاک پڑھتے ہیں) کو حصہ دیا جاتا ہے۔ کچھ رقم سے مٹھائی وغیرہ خرید کر مقتدیوں میں تقسیم کردی جاتی ہے اور کچھ رقم سے اعتکاف میں بیٹھنے والے حضرات کے لیے کتابیں خریدیں جاتیں ہیں۔ اب جبکہ مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے واضح لکھا ہے کہ قرآن سنانے والے کے لیے رقم لینا کسی طور پر بھی جائز نہیں اور مٹھائی کھانا بھی بدعت میں داخل ہے انتظامیہ یہ رقم امام صاحب کو دیتی ہے اور امام بھی خوشی سے وصول کرتا ہے لیکن نیت یہ ہے کہ یہ رقم قرآن سنانے کا معاوضہ نہیں بلکہ ویسے ہی خدمت ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس رقم کو خدمت کے طور پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس خدمت کو ہم کس لقب سے پکاریں کہ یہ جائز ہو جائے یا کسی بھی صورت جائز نہیں ہوسکتی؟ کیا مٹھائی خریدنا اور اس موقع پر بانٹنا جائز ہے؟ کیا کتابیں خریدنا اور رف دینا جائز ہے اور اہم سوال یہ کہ مقتدیوں سے تراویح فنڈ/ رمضان فنڈ اکٹھا کرنا جائز ہے؟ برائے مہربانی جواب واضح الفاظ میں دیں اور ابہام پیدا کرنے والے الفاظ استعمال نہ کریں اور جوابات جلد دیں کیونکہ مسجد میں فضا کشیدہ ہے اللہ آپ کو جزائے خیر دے آمین ثم آمین۔

جواب: حافظ صاحب نے کوئی رقم قرآن سنانے پر مقرر نہ کی ہو اور نہ ہی اس مسجد میں ہر سال ایک مخصوص متعین رقم حافظ قرآن کو دی جاتی ہو اور نہ ہی حافظ صاحب کو دینے کے لیے چندہ مہم چلائی گئی ہو تو اگر کوئی شخص انفرادی طور پر حافظ صاحب کی خدمت کرنا چاہے تو حافظ صاحب کے لیے اس کا لینا بلا شبہ جائز ہے۔

واضح رہے کہ جو رقم حافظ صاحب کو بطور امداد کے بغیر تعین مقدار کے مذکورہ بالا شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے دی جاتی ہے وہ لاجل الختم (ختم کی وجہ سے) ہوتی ہے بعوض الختم (ختم کے معاوضے میں) نہیں ہوتی اور ان دونوں میں فرق واضح ہے۔

حافظ صاحب کو دینے کے لیے اور مٹھائی وغیرہ لانے کے لیے چندہ مہم چلانا درست نہیں ہے اس لیے کہ چندہ مہم میں کئی ایسے حضرات چندہ دیتے ہیں جو محض اپنی عزت بچانے کی غرض سے دیتے ہیں دل سے بطیب خاطر نہیں دیتے اور حدیث شریف میں ہے "لایحل اکل مال امرأ مسلم الابطیب نفسہ" (مشکوٰۃ) یعنی کسی شخص کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر کھانا حلال نہیں ہے۔ آجکل مساجد میں ہر ایک کے ذمہ لگا دیا جاتا ہے کہ آپ نے مثلاً -/100 روپے دینے ہیں اور اگر کوئی نہ دے تو اس کو برا بھلا کہا جاتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور اس طرح چندہ اکٹھا کر کے مٹھائی وغیرہ کا انتظام کرنا بھی درست نہیں ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر یا چند اشخاص مل کر اجتماعی طور پر اپنی دلی رضامندی سے مٹھائی وغیرہ کا انتظام کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ نمازِ تراویح اور نوافل کی جماعت کے متعلق چند سوالات ﴾

سوال: نفل کی جماعت کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح رمضان میں قیام اللیل کا کیا حکم ہے؟ لوگوں میں شبینہ کا رواج جڑ پکڑ رہا ہے کیا یہ ٹھیک ہے اگر نماز تراویح میں نابالغ کو امام بنایا جائے تو جائز ہے؟ ہمارے امام صاحب تجویدی طور پر غلطیاں کرتے ہیں کیا اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور اسی طرح بلاوجہ لاؤڈ سپیکر بھی بے جا استعمال کیا جاتا ہے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

جواب: نفل نماز میں اگر دو مقتدی امام کے پیچھے بغیر تداعی کے آکر کھڑے ہو گئے اور جماعت کی صورت بن گئی تو اس میں کوئی کراہت نہیں، اور اگر مقتدی تین ہوں تو اس میں اختلاف ہے اور مقتدی چار ہونے کی صورت میں تو باتفاق آئمہ احناف نماز مکروہ ادا ہوگی، قرآن وسنت میں قیام اللیل یا شبینہ وغیرہ کے کہیں بھی نوافل کو تداعی کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کا تذکرہ نہیں ہے، البتہ بعض آئمہ مثلاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک نوافل کو باجماعت پڑھنے کی گنجائش ہے۔

رمضان کی راتوں میں اگر تراویح میں قیام اللیل کیا جائے اور نمازِ تراویح کو باجماعت ادا کیا جائے تو جائز ہے، اور محض نوافل میں قیام اللیل کرتے ہوئے جماعت کا اہتمام کرنا مکروہ ہے۔

اگر واقعی امام صاحب قرآنِ کریم پڑھنے میں غلطیاں کرتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ کسی ماہر قاری صاحب کی راہنمائی میں اپنا تلفظ درست کریں اور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کریں یا کسی ایسے شخص کو مصلی امامت پر کھڑا کریں جس کی قرأت میں غلطیاں نہ ہوں، مگر یہ بات کہ امام صاحب کی قرأت میں غلطیاں ہیں یا نہیں؟ اس کو معلوم کرنا ہر مقتدی کے بس کی بات نہیں، اس بات کا فیصلہ کوئی ماہر قاری ہی کر سکتا ہے، اگر امام صاحب کی قرأت میں کوئی قابل ذکر اغلاط نہ ہوں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ خواہ مخواہ امام صاحب کو پریشان نہ کریں۔

نماز باجماعت کے دوران مقتدیوں کی ضرورت سے زائد بالخصوص لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ آواز کو بلند کرنا جبکہ اس سے دیگر حاجات میں مشغول اور بیمار حضرات کو بھی تکلیف ہوتی ہے کسی طرح جائز نہیں۔

نابالغ کی اقتداء میں بالغ حضرات کا تراویح کی نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

ولو صلوا الوتر بجماعة فی غیر رمضان فهو صحیح مکروه کالتطوع فی غیر رمضان بجماعة وقیده فی الکافی بان یکون علی سبیل التداعی اما لو اقتدی واحد بواحد اواثنان بواحد لا یکره۔ واذا اقتدی ثلاثة بواحد اختلفوا فیه وان اقتدیٰ اربعة بواحد کره اتفاقاً۔

(البحر الرائق ۲/۷۰ باب الواتر والنوافل)

ایضاً (الدرالمختار علی ردالمحتار ۲/ ۴۸ بحث صلوٰۃ التراویح) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿چار، آٹھ یا بارہ رکعت تراویح ایک سلام کے ساتھ ادا کرنا﴾

سوال: (۱) ایک امام صاحب چار تراویح کا ایک سیٹ بناتے ہیں کیا یہ درست ہے۔

(۲) میں نے ایک مسجد میں نماز تراویح ادا کی جہاں امام صاحب نے بارہ تراویح کا ایک سیٹ ایک تسلیم کے ساتھ اور آٹھ رکعت کا کا سیٹ ایک تسلیم کے ساتھ، اس طرح بیس تراویح پوری کر دیں میں نے بارہ تراویح کا ایک سیٹ مس کر دیا کیا میں ان کو امام صاحب کی نماز وتر کے بعد ادا کر سکتا ہوں۔

جواب: (۱) اگر امام صاحب تراویح میں ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کر کے کھڑے ہوتے تھے تو اس صورت میں تراویح درست ہوگی اور اگر ہر دو رکعت کے بعد قعدہ نہیں کیا بلکہ آخر میں ایک ہی قعدہ کر لیا تو اس صورت میں تراویح کی دو رکعت ہی شمار ہوں گی۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۹)

(۲) آپ وتر کے بعد بقیہ تراویح ادا کر سکتے ہیں۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿باب الجنائز﴾

﴿تعزیت کا مسنون طریقہ﴾

سوال: آجکل اگر کوئی مر جائے تو جو لوگ تعزیت کے لیے آتے ہیں وہ گھر والوں میں سے جو شخص بھی مل جائے اس کو کہتے ہیں کہ چلو دعا کر لیں اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور یہ سلسلہ مہمانوں کی آمد کے ساتھ ساتھ جاری رہتا ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے یا بدعت ہے اگر کوئی دعا کیلئے کہے تو گھر والوں کو کیا کرنا چاہیے؟ کچھ لوگ یہ کرتے ہیں کہ ایک سورۃ فاتحہ تین دفعہ کل شریف اور ایک دفعہ درود شریف پڑھیں اور پھر وہ دعا پڑھتے ہیں کیا یہ درست ہے اس طرح تو گھر والے پڑھتے پڑھتے تھک کر اکتا جاتے ہیں اور ان پر گراں بھی گذرتا ہے۔

جواب: تعزیت کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ میت کے پسماندگان کو یہ کہا جائے کہ ''اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور اس سے درگزر کرے اور اس کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور آپ کو ان کی جدائی کا جو صدمہ ہوا ہے اس پر صبر کی توفیق دے اور پھر اس صبر کرنے پر آپ کو اجر دے''۔

ویستحب ان یقال لصاحب التعزیة غفراللّٰه تعالیٰ لمیتك وتجاوز عنه وتغمده برحمته ورزقك الصبر علی مصیبته واجرك علی موته۔ (ھندیۃ ۱/۱۶۷)

میت کو ایصال ثواب کرنا بھی شرعاً ثابت ہے جو بھی شخص اپنے طور پر کرنا چاہے کر سکتا ہے شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے البتہ تعزیت میں دُعاء کرنے کی مروجہ صورت شرعاً ثابت نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿خودکشی کرنے والے پر نماز جنازہ پڑھنا﴾

سوال: خودکشی کرنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟ خاص طور پر یہ کہ چونکہ یہ ایک حرام موت ہے تو کیا ان کی مغفرت کا کوئی پہلو ہے مجھے معلوم ہے کہ اس قسم کی میت کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔ مگر کیا ان کے لیے فاتحہ خوانی ہوسکتی ہے اور مغفرت کی دعا کی جاسکتی ہے؟

جواب: خودکشی کرنا حرام ہے حدیث مبارک میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ تاہم اگر کوئی مسلمان خودکشی کر لیتا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی عام مسلمین اس کا جنازہ پڑھیں معزز عالم اس میں شریک نہ ہوں۔ اور

ایسے شخص کے لیے دعا مغفرت کرنا بھی جائز ہے۔اس لیے کہ خودکشی کبیرہ گناہ ہے اور کبیرہ گناہ کا مرتب اہل سنت والجماعت کا ہاں فاسق ہوتا ہے کافر نہیں ہوتا اور فاسق کے لیے دعا مغفرت اور اس کی نماز جنازہ شرعاً جائز ہے۔

ومن قتل نفسه عملا یصلی علیه عند ابی حنیفة و محمد رحمهما الله وهو الاصح کذافی التبیین۔ (ہندیہ ۱/۱۶۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿دعا بعد الجنازہ،قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا﴾

سوال: کیا نماز جنازہ کے بعد میت کے قریب کھڑے ہوئے کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ سکتے ہیں اور کیا قبرستان میں قبر پر کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ سکتے ہیں کیا حضرت سیدنا محمد ﷺ نے کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی تھی حدیث کے حوالے سے بتائیں؟

جواب: نماز جنازہ کے بعد میت کے قریب کھڑے ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دُعا نہیں مانگ سکتے۔البتہ قبرستان میں قبر کے پاس کھڑے ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگ سکتے ہیں۔

اس لیے کہ صحیح مسلم میں یہ حدیث مبارکہ آتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے جنت البقیع میں تین مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی تھی۔

.... حتی جاء البقیع فقام فاطال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرات ثم انحرف فانحرفت الخ۔ (الصحیح لمسلم ۱/۳۱۳)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں: (۱) لمبی دُعا کرنا اور تکرار کے ساتھ کرنا اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانا مستحب ہے۔(۲) قبرستان میں کھڑے ہو کر دُعا کرنا بنسبت بیٹھ کر دُعا کرنے کے زیادہ کامل ہے۔

فیه استحباب اطالة الدعاء وتکریره ورفع الیدین فیه وفیه ان دُعاء القائم اکمل من دُعاء الجالس فی القبور۔ (نووی شرح مسلم ۱/۳۱۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿قبرستان میں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنا﴾

سوال: قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے جو بات سنت سے ثابت ہے اس کا حوالہ بھی ارسال فرمائیں۔اگر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا سنت سے ثابت ہے تو کیا بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگنے کی اجازت ہے

اور یہ عمل سنت سے ثابت ہے کہ نہیں۔ برائے مہربانی دونوں صورتوں کا حدیث سے حوالہ ضرور دیں؟

جواب: قبرستان میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

قالت عائشة الا احد ثكم عني وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا بلٰى قال قالت لما كانت ليلتى التى كان النبى صلى الله عليه وسلم فيها عندى انقلب فوضع ردائه وخلع نعليه فوضعهما عند رجليه .... ثم انطلقت على اثره حتى جاء البقيع فقام فاطال القيام ثم رفع يديه ثلث مرات ثم انحرف الخ۔ (رواہ مسلم ۱/۳۱۳)

قال النووی: (قولها جاء البقيع فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات) فيه استحباب اطالة الدعاء وتكريره ورفع اليدين فيه وفيه ان دعاء القائم اكمل من دعاء الجالس فى القبور۔
(النووی شرح صحیح مسلم ۱/۳۱۳)

بغیر ہاتھ اُٹھائے اگر کوئی دعا کرتا ہے تو یہ بھی صحیح ہے۔ ......واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مردوں اور عورتوں کے لیے زیارتِ قبور کا حکم﴾

سوال: قبروں پر جا کر فاتحہ خوانی کرنے کا کیا حکم ہے نیز مردوں اور عورتوں کا زیارت قبور کے لیے جانا کیسا ہے؟

جواب: قبور کی زیارت کی شریعت نے اجازت دی ہے بلکہ احادیث میں اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت نهتيكم عن زيارة القبور فزوروها الخ۔
(الصحیح لمسلم ۱/۳۱۴)

اور قبروں پر جا کر میت کو ایصالِ ثواب کی غرض سے تلاوت کرنا بھی ثابت ہے۔ البتہ قبروں کو سجدہ کرنا اور بوسہ دینا جائز نہیں ہے۔

فى الحديث من قرأ الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات فااعطى من الاجر بعدد الاموات۔ (الدر المختار ۲/۲۴۲)

وفى الشامى: من دخل المقابر فقرأ سورة يس خفف الله عنهم يومئذ وكان له بعدد من فيها حسنات الخ۔ (رد المختار ۲/۲۴۳)

عورتیں اگر شرعی ضوابط کی پابندی کریں اور پردے کی پابندی کے ساتھ محض زیارت کی غرض سے جائیں تو گنجائش ہے۔

والا صح ان الرخصة ثابتة لهن بحر ..... وقال الخير الرملى ان كان ذالك لتجديد الحزن

والبکاء والندب علی ماجرت به عادتهن فلا تجوز وعلیه حمل الحدیث لعن اللّٰه زائرات القبور۔

(ردالمحتار۲/۲۴۲)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مسلمان کو غیر مسلم کے قبرستان مین دفن کرنا﴾

سوال: کیا کسی مسلمان کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست ہے جہاں پر مسلمانوں کا قبرستان ہی نہ ہو جیسا کہ بہت سارے یورپی ممالک میں ہے ایسی صورتحال میں کیا کیا جائے؟

جواب: کسی مسلمان کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرنا عام حالات میں جائز نہیں ہے البتہ ایسے ممالک جہاں مسلمانوں کے لیے علیحدہ قبرستان نہیں ہیں اور نہ ہی قبرستان سے باہر دفن کرنے کی اجازت ہے وہاں ضرورت کی وجہ سے غیر مسلم کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔ (فقہی مقالات، از مفتی تقی عثمانی جلد ا، ص ۲۴۱)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿قبر پر جانے کا مسنون طریقہ﴾

سوال: (۱) قبرستان جانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ (۲) ایصال ثواب کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: زیارت قبور کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ زائر میت کے پاؤں کی طرف سے آئے اور اس کے چہرے کی طرف اپنا رخ کر کے قبلہ کی طرف پشت کر کے یہ دعا پڑھے "السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا انشاء اللّٰه بکم لاحقون" پھر وہاں پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر سورۃ یٰسین یا سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص یا کوئی بھی اور سورت پڑھ کر اس میت کو ایصال ثواب کرے اور افضل یہ ہے کہ ایصال ثواب کرتے وقت نیت تمام مؤمنین کی کر لے اور زیارۃ قبور کے لیے جانا جمع کے دن افضل ہے اس سے کم افضل جمعرات اور ہفتہ کے دن جانا ہے۔

(ھکذا فی الشامی ۲/۲۴۲)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿میت کے آگے آگے قرآن کریم لیجانے کی رسم﴾

سوال: ہمارے یہاں رواج ہے کہ کوئی آدمی مر جائے تو اس کے جنازے کے آگے قرآن لے جایا جاتا ہے لوگ قرآن کو قبرستان تک لے جاتے ہیں جب جنازہ پڑھا جاتا ہے تو جنازہ کے ساتھ قرآن امام کے آگے رکھا

جاتا ہے؟ مہربانی فرماکراس کا جواب دیں۔

جواب: میت کے آگے قرآن لیجانا رسومات میں سے ایک رسم ہے شریعت مطہرہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے لہٰذااس سے احتراز کیا جائے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿بیوی کا شوہر کے جنازے کے ساتھ چالیس قدم چلنے کی رسم﴾

سوال: لوگوں کا کہنا ہے کہ جس عورت کا میاں فوت ہوجائے تو اس کو چالیس قدم تک جنازہ کے ساتھ جانا ہوگا۔

جواب: مذکورہ قول کی کوئی اصل نہیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے بلکہ بیوہ کے لیے دورانِ عدت بلاضرورتِ شدیدہ گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔(شامی۲/۶۵۵)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿کتاب الزکوٰۃ﴾

﴿جامد اثاثے پر زکوٰۃ کا شرعی حکم﴾

سوال: ہماری فیکٹری کا سالانہ حساب مکمل ہو گیا ہے زکوٰۃ کے بارے میں رہنمائی مطلوب ہے۔

(۱) زمین، بلڈنگ، یا کاروں وغیرہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں اگر واجب ہے تو ان کی کس قیمت پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی؟ (۲) ہمارے سٹاک دو قسم کے ہیں ایک تیار شدہ اور ایک خام مال اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟ (۳) ہم نے مختلف رقوم ادا کرنی ہیں اور وصول بھی کرنی ہیں ان پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: پہلے یہ سمجھ لیں کہ جامد اثاثے مثلاً زمین، بلڈنگ، مشینری اور کاریں جو استعمال کے لیے رکھی ہوں ان کی مالیت پر شرعاً زکوٰۃ ادا کرنا واجب نہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی فیکٹری کی پروڈکشن، اور مالِ تجارت خواہ وہ تیار شدہ مال ہو یا خام مال ہو یعنی ابھی پروسس میں ہو اس مال پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اور جب آپ کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا دن ہو اس دن مال کی مارکیٹ ویلیو کے حساب سے زکوٰۃ لگے گی۔ اسی طرح جو رقوم آپ نے پارٹیوں سے وصول کرنی ہیں وہ بھی مالِ زکوٰۃ میں شامل کی جائیں گی، البتہ جتنی رقوم لوگوں کی آپ کے ذمہ ہیں وہ منہا کر کے بقیہ رقم اور سامان کی مارکیٹ ویلیو لگا کر مجموعی رقم کی اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿پیشہ ور بھکاریوں اور ایدھی ٹرسٹ اور دیگر فلاحی تنظیموں کو زکوٰۃ دینے کا حکم﴾

سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم مسجد کے باہر کھڑے فقراء میں تقسیم کی جا سکتی ہے یا صرف ضرورت مند اور حاجت مند ہی کو دی جائے نیز ایدھی یا عمران ٹرسٹ وغیرہ کو زکوٰۃ دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد کے باہر کھڑے فقیروں کو زکوٰۃ کی رقم نہ دیں اس لیے کہ ان میں سے اکثر پیشہ ور ہوتے ہیں مستحق نہیں ہوتے، زکوٰۃ کی رقم تحقیق کر کے کسی مستحق شخص کو دیں۔ ایدھی یا عمران ٹرسٹ والوں کو نہ دیں اس لئے کہ تحقیق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عموماً یہ لوگ زکوٰۃ کو صحیح مصرف میں شرعی طریقے کے مطابق نہیں لگاتے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مستحق کو اتنی زکوٰۃ دینا کہ جس سے وہ خود صاحب نصاب بن جائے﴾

سوال: میرے بہنوئی کی اپنی دوکان اور مکان ہے مگر بدقسمتی سے اس کا سارا کاروبار تباہ ہو چکا ہے اب دکان بالکل خالی ہے اور اس پر ۲۰ لاکھ روپیہ قرض ہے یہ سب اس لیے ہوا کہ اسے نے جوا کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ اس کا ایک قریبی رشتہ دار اپنی زکوٰۃ کا مال اس کو دے کر دوبارہ پاؤں پر کھڑا کرنا چاہتا ہے کیا شریعت کی رو سے وہ اسے اپنی زکوٰۃ کے ذریعہ مدد کر کے اس کے ۲۰ لاکھ روپے کا قرضہ ادا کرنے کے بعد مزید ۵ لاکھ روپیہ دے کر اس کو کاروبار پر کھڑا کر سکتا ہے؟

جواب: آپ اس کو زکوٰۃ کی مد سے رقم دے کر اس کو کاروبار پر کھڑا کریں اور پھر اس کا قرضہ ادا کریں اس لیے کہ قرضہ ادا کرنے کے بعد کسی کو اتنی زکوٰۃ کی رقم دینا کہ وہ اس سے صاحب نصاب ہو جائے مکروہ ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿غیر سید مال زکوٰۃ کا مالک بن کر وہ مال سید کو ہبہ کر سکتا ہے﴾

سوال: صدقہ یا زکوٰۃ سید کو نہیں دیا جا سکتا اب اگر ایک سیدہ بی بی کسی غیر سید کے ساتھ بیاہ دی جائے جن کے لیے صدقہ یا زکوٰۃ جائز ہو تو کیا یہ شرعاً ٹھیک ہوگا کہ یہ مال وہ اپنے دوسرے گھر والوں کے ساتھ مل کر کھائے۔ چونکہ جہاں تک مجھے علم ہے ہم صدقہ یا زکوٰۃ کسی سید کو نہیں دے سکتے۔

جواب: جب سیدہ عورت کا خاوند جو کہ غیر سید ہے اور مستحق زکوٰۃ ہے وہ کسی سے زکوٰۃ کی رقم اپنے لئے وصول کر کے اپنی بیوی جو کہ سیدہ ہے کو دے سکتا ہے اس لیے کہ جب اس نے اس رقم کو اپنے قبضہ میں کر لیا تو وہ اس کی ہو گئی زکوٰۃ نہ رہی۔ اس لیے کہ ملک کے تبدیل ہونے سے اس چیز کا حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب اس کی طرف سے وہ رقم اپنی بیوی کو ہدیہ ہو گی اور سید کو ہدیہ دینا بلاشبہ جائز ہے۔

تبديل الملك يوجب تبدل العين حكما .... والحجة في هذا الباب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على بريرة يوما فقدمت اليه تمرا وكان القدر يعلى من اللحم فقال عليه السلام الاتجعلين لنا نصيبا من اللحم فقالت يارسول الله صلى انه لحم تصدق على فقال عليه السلام لك صدقة ولنا هدية يعنى اذا اخذته من المالك كان صدقة عليك واذا اعطيته ايانا تصير هدية لنا فعلم ان تبدل الملك يوجب تبدلا في العين۔ (نور الانوار ص ۳۷، وھکذا فی کتب الحدیث)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ دینی ادارے کو زکوٰۃ دینے کا طریقہ ﴾

سوال: کسی دینی ادارے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟
جواب: زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی ادائیگی کے لیے مستحق کو بلاعوض مالک بنانا ضروری ہے۔

کما فی الهندية ١/١٧٠: فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي لامولاه۔ الخ

اور دینی ادارے یا دینی مقاصد میں خرچ کرنے کی صورت میں چونکہ یہ شرط نہیں پائی جاتی اس لیے وہاں زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی رقم کا استعمال نہیں کیا جا سکتا البتہ بہت ہی مجبوری کی صورت میں یہ صورت اپنائی جا سکتی ہے کہ کسی ایسے مستحق زکوٰۃ شخص کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے جو ان کاموں میں خرچ کرنے کی خواہش رکھتا ہو لیکن اپنی ناداری کی وجہ سے خود خرچ نہ کر سکتا ہو تو یہ شخص اپنے مکمل قبضہ کے بعد اپنی خوشی سے رقم مدرسہ کو دے دے تو یہ اس کی طرف سے عطیہ ہوگا اب ادارہ اس کو کسی بھی دینی کام میں خرچ کر سکتا ہے اور ثواب دونوں کو ملے گا۔ زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰۃ کا ثواب ملے اور اس مستحق آدمی کو عطیہ دینے کا ثواب ملے گا۔

والحلية له ان تصدق بمقدار زكوٰة على فقير ثم يامره بعد ذالك بالصرف الى هذه الوجوه فيكون للمتصدق ثواب الصدقة ولذالك الفقير ثواب بناء المسجد۔ (ہندیہ ٢/٣٩٢) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ غیر مسلم اور سید وہاشمی کو زکوٰۃ دینے کا حکم ﴾

سوال: مہربانی کرکے بتائیے کہ کیا ہم غیر مسلم یا کسی سید اور ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟
جواب: غیر مسلم کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ البتہ ان کو نفلی صدقات دے سکتے ہیں۔ زکوٰۃ صرف مسلمان مستحق زکوٰۃ غیر سید (ہاشمی، قریشی وغیرہ) کو دی جائے گی۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان هذه الصدقات انما هى اوساخ الناس، وانها لاتحل لحمد ولا لال محمد (صلى الله عليه وسلم)۔ (المشکاۃ ج١، ص١٦١)

قال أبوجعفر .... فهذه الأثار كلها قد جأت بتحريم الصدقة على بنى هاشم ولا نعلم شيا نسخها ولا عارضها الخ۔ (الطحاوی)

ولا تدفع الى بنى هاشم لقوله عليه السلام : يابنى هاشم : ان الله تعالىٰ حرم عليكم غسالة الناس وأوساخهم ۔ (الهدایۃ ج١، ص٢٠٦) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مستحق زکوٰۃ کو کفارہ کی رقم دینا جائز ہے﴾

سوال: ایک شخص کو کفارہ کی ساری رقم اگر اکٹھی دے دی جائے تو کیا اس سے کفارہ ادا ہو جائے گا؟

جواب: اگر یہ آدمی مستحق زکوٰۃ ہے تو آپ اس کو کفارہ کی رقم دے سکتے ہیں لیکن اس کو اکٹھی رقم نہ دیں بلکہ دس دن تک روزانہ ایک مسکین کے دو وقت کے کھانے کے بقدر رقم دے دیں۔ اگر دس مسکینوں کے کھانے کے بقدر اکٹھی رقم دے دی تو وہ صرف ایک مسکین ہی کی بقدر ادا ہوگی بقیہ 9 مسکینوں کے دو وقت کے کھانے کے بقدر کفارہ آپ کے ذمہ باقی رہے گا۔

رجل اعطی کفارۃ یمینہ مسکینا واحدا خمسۃ اصوع لم یجز الااذا اعطی مسکینا واحدا فی عشرۃ ایام فیقوم عدد الایام مقام عدد المساکین۔ (ھندیۃ ۲/۶۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿(۱) کیا زیر استعمال سونے پر زکوٰۃ ہے؟﴾

﴿(۲) نصاب کا کیا مطلب ہے؟﴾

سوال: میری بیوی کے پاس ۲۰ تولے سونا کا زیور ہے، ۵ تولہ زیر استعمال ہے اور ۱۵ تولے بنک لاکر میں پڑا ہے۔ کیا زیر استعمال زیور پر بھی زکوٰۃ ہوگی؟ نصاب کا کیا مطلب ہے؟ اور کیا بیوی کے زیور کی زکوٰۃ ادا کرنا شوہر پر لازم ہے؟

جواب: (۱) آپ کی بیوی کے مملوکہ تمام سونے پر زکوٰۃ لاگو ہوگی چاہے وہ بینک میں پڑا ہو یا اپنے استعمال میں ہو کیونکہ زیر استعمال زیور پر بھی زکوٰۃ لازم ہوتی ہے۔ (۲) ساڑھے سات تولہ سونا نصاب سے مستثنیٰ نہیں ہے نصاب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اتنی مقدار سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جب کم از کم اتنی مقدار پائی جائے گی تو زکوٰۃ کا نصاب شروع ہو جائے گا۔ لہٰذا کسی کی ملکیت میں صرف سونا ہونے کی صورت میں سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سے شروع ہوگا اور پھر ساڑھے سات تولے سے جتنا بھی زائد ہوگا تو وہ اور ساڑھے سات تولے سمیت تمام سونے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔ (۳) آپ کی زوجہ کے زیور کی زکوٰۃ شرعاً انہی پر واجب ہے اور اگر زکوٰۃ کی ادائیگی کی کوئی اور صورت مثلاً نقدی کے ذریعے سے یا کسی سے قرض وغیرہ لے کر بھی نہ ہو تو زیور کو بیچ کر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔ البتہ اگر آپ اپنی زوجہ پر واجب شدہ زکوٰۃ اس کی اجازت سے ادا کریں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(۱) عن عبداللہ بن شداد بن الھادأنہ قال: دخلنا علی عائشہ رضی اللہ عنھا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت: دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرأی فی یدی فتخات من ورق،

فقال: ما هذا یا عائشه فقلت: ضعتهن أترین لك یارسول اللّٰہ! قال: أتودین زکاتها؟ قلت: لا أو ماشاء اللّٰہ، قال هو حسبك من النار، (وللتفصیل اعلاء السنن)۔

(۲) ومعموله ولو تبراً أوحلیا مباح الاستعمال أولاولو للتجمل والنفقة لأنها خلقا أثمانا فینکیهما کیف کانا الخ۔ (الدرالمختار ج۱ص۲۹۸)

(۳) و کذا فی البدائع ج ۲، ص ۱۷، وفتح القدیر ج ۲، ص ۱۶۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿وہ رشتہ دار جن کوزکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے﴾

سوال: (۱) کیا خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ (۲) باپ یا ماں اپنی اولاد کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟ (۳) بھائی کو زکوٰۃ دینا کیا شرعاً جائز ہے؟

جواب: (۱) خاوند اپنی بیوی کو شرعاً زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

ولا یدفع الی المرأة للاشتراك فی المنافع عادة ولا تدفع المرأة الی زوجها۔

(عالمگیریہ ص۱۸۹، ج۱)

(۲) اپنی اولاد کو زکوٰۃ دینا شرعاً جائز نہیں؟ لایجوز الدفع الٰی ابیه وجده وان علا ولا الٰی ولده و ولد ولده وان سفل۔ (البحرالرائق ص۴۲۵، ج۱ باب المصرف)

(۳) اپنے ضرورتمندوں اور مستحق زکوٰۃ بھائی کو زکوٰۃ دینا افضل ہے۔

والافضل فی الزکوٰة والفطر والنذور الصرف اولا الی الاخوة (عالمگیری ص۹۷، ج۱) ......واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿"مؤلفۃ القلوب" کو زکوٰۃ دینے کا حکم﴾

سوال: یہاں پر مسلمانوں کا ایک فرقہ کا دعویٰ ہے کہ زکوٰۃ غیر مسلم کو دی جاسکتی ہے مولفۃ القلوب فرقہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل اسلام سے موافق ہیں جن کا سورہ توبہ میں ذکر ہے کیا یہ دعویٰ درست ہے؟

جواب: اس فرقہ کا یہ دعویٰ غلط ہے کسی غیر مسلم کو مؤلفۃ القلوب کی صنف میں داخل کر کے اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے یہ حکم بالاجماع منسوخ ہے اس لیے کہ اللہ نے اسلام کو عزت دی اور ان لوگوں سے اسلام کو مستغنی کر دیا ہے۔

فهذه ثمانیة اصناف وقد سقط منها المؤلفة قلوبهم لان اللّٰه تعالٰی اعز الاسلام اوغنی عنهم وعلی ذالك العقد الاجماع۔ (الهدایة ۱/۱۸۴) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿نصاب زکوٰۃ اوراس پرزکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ﴾

سوال: میں زکوٰۃ کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ یہ چالیسواں حصہ ہے لیکن سونے اور چاندی کے بارے میں کیا حکم ہے مثال کے طور پر میرے پاس ۱۰ گرام سونا ہو جو میں نے ایک سال پہلے خریدا تھا اب ایک سال مکمل ہونے کے بعد میں زکوٰۃ کے لیے نکالوں گا یہ اس کی موجودہ مالیت ہوگی یا ایک سال قبل والی۔

جواب: اگر آپ کی ملکیت میں صرف سونا ہے اور اس کے علاوہ کوئی نقدی، چاندی یا مال تجارت نہیں ہے تو ساڑھے سات تولے سونا سے وجوبِ زکوٰۃ کا نصاب شروع ہوگا لیکن اگر سونا، چاندی، نقدی اور مال تجارت سب موجود ہیں یا ان چاروں چیزوں میں سے کوئی سی دو چیزیں موجود ہیں تو ان کو قیمتاً جمع کیا جائے گا اور جب ان کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے گی تو نصاب مکمل ہو جائے گا اور زکوٰۃ کا سال اس وقت سے شروع ہوگا جب کوئی شخص بالغ ہونے کے بعد نصاب بقدر مال کا مالک ہو پھر جب سال مکمل ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور اسی کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿زکوٰۃ کا سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے نیا مال حاصل ہو تو اسکا حکم﴾

سوال: کیا زکوٰۃ بچت پر بھی واجب الادا ہے، اگر یکم رمضان سے ایک دن پہلے کوئی رقم موصول ہو تو اس پر بھی کیا زکوٰۃ واجب ہوگی؟ براہ کرم تفصیل سے جواب دیں شکریہ۔

جواب: اگر سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے بھی اور مال آ گیا تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس حاصل ہونے والے مال پر نئے سرے سے سال گذرنا ضروری نہیں ہے۔ لہٰذا اس نئے آنے والے مال کو سابقہ مال سے ملا کر کل مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اسی طرح جو رقم ضروریات سے بچ جائے اس کو بھی مال زکوٰۃ میں شامل کیا جائے گا اور اس پر بھی نئے سرے سے سال گذرنا ضروری نہیں ہے۔

(۱) ولو ضم احد النصابين الى الأخرحتى يودى كله من الذهب اومن الفضة لابأس به لكن يجب ان يكون التقديم بما هو انفع للفقراء قدرا اور واجا والا فليؤدى من كل واحد ربع عشرة كذا في محيط السرخسي۔ (ہندیۃ ۱/۱۷۹)

(۲) كذا في الدرمع الرد (۲/۳۷)

(۳) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء (۲/۲۸۶)

(۴) کذا فی فتح القدیر (۲/۲۸۶)

(۵) والمستفاد ولو بهبة اوارث وسط الحول ضم الی النصاب من جنسه فیز کیه بحول الحول۔ (الشامی۲/۲۵)

(۶) کذا فی مراقی الفلاح۔ (۵۸۸) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿سنگ مرمر پر زکوٰۃ کا حکم﴾

سوال: مجھے معدنیات کی چیزوں پر زکوٰۃ دینے کا طریقہ کار معلوم کرنا ہے مثلاً سنگ مرمر جو کہ زمین سے برآمد ہوا ہو۔ اگر کوئی شخص زمین خریدتا ہے اور اس میں سے کوئی قیمتی پتھر برآمد ہو تو کیا سابقہ مالک کا ان پر کوئی حق بنتا ہے کیا معدنیات نکالنے پر جو خرچہ ہو اس کو مہیا کرنا ہوگا۔

جواب: سنگ مرمر فی نفسہ اموال زکوٰۃ میں سے نہیں ہے نہ ہی زمین سے نکلنے کی صورت میں اس پر معدنیات کے قبیل سے ہونے کی وجہ سے خمس لازم ہوگا البتہ اگر سنگ مرمر کو فروخت کرنے کی نیت سے خریدا ہو تو مال تجارت بن جانے کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

ولیس فی الفیر وزج الذی یوجد فی الجبال خمس لقو له علیه السلام لاخمس فی الحجر۔ (ھدایۃ ص۱۸۵، ج۱)

کمعادن الاحجار کا الجص والنوره والجواهر کالیوا قیت والفیروزج والزمرد فلاشئ فیها بحر۔ (ردالمختار ص۴۸، ج۲) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿مکان تعمیر کر کے بیچنے کی صورت میں ادائیگی زکوٰۃ کی صورت﴾

سوال: (۱) میں پلاٹ خرید کر اس پر گھر بنا کر بیچتا ہوں یہ سارا Process کبھی سال سے کم عرصے میں کبھی ایک سال سے زیادہ عرصے میں مکمل ہوتا ہے اس میں دو طرح کی Investment ہوتی ہے۔ پلاٹ پر Fix یکمشت ہوتی ہے اور یہ Invesment ایک سال سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ دوسری Construction پر بتدریج ہوتی ہے یہ ایک سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جب گھر فروخت کیا جائے تو کیا اس پر زکوٰۃ دینی ہے Profit پر یا کس Amount پر اور Rate کیا ہوگا؟ اگر اس کے ساتھ زیور بھی ہو لیکن نصاب سے کم ہو۔

(۲) کچھ Shares بھی ہیں ان کی Face Value پر ہوگی یا Market Value پر یا ان کے

Profit پر۔ اگر ایک سال مکمل ہونے سے پہلے فروخت کر دیئے جائیں۔

(۳) جو پلاٹ اپنی ذاتی ضرورت یا بچے کے لیے ہیں لیکن پلاٹ ابھی میرے نام ہی نہیں۔

(۴) کچھ Cash گھر کے اخراجات کے لیے بینک میں رکھ دیا ہے اس میں سے تھوڑا تھوڑا نکال کر خرچ کرتے ہیں زکوٰۃ Calculate کرنے کا تفصیلی طریقہ لکھ دیں تاکہ آئندہ بھی کر سکوں۔ جزاک اللہ۔

جواب: (۱) صورتِ مسئولہ میں خریدا گیا پلاٹ اور اس پر لگایا گیا تعمیراتی سامان مالِ تجارت شمار ہوگا، اس دوران جب آپ کا زکوٰۃ کی ادائیگی کا سال مکمل ہو جائے گا تو اس وقت اس پلاٹ سمیت تعمیر کے حصہ کی جس قدر مارکیٹ ویلیو ہوگی اس پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے، اس مجموعی رقم کا اڑھائی فیصد بطور زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

(۲) شیئرز کی مارکیٹ ویلیو پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی جبکہ شیئرز تجارت کیلئے خریدے گئے ہوں۔

(۴) ذاتی یا بچوں کی رہائش کیلئے خریدے گئے پلاٹ کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۴) کیش جس مقصد کیلئے بھی رکھا ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور سال پورا ہونے پر دیگر اموال کے ساتھ ملا کر اس پر بھی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

زکوٰۃ کلکولیٹ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن آپ کی زکوٰۃ کا قمری سال مکمل ہو اس دن آپ کی ملکیت میں جو بھی نقد رقم، مالِ تجارت، سونا، چاندی زیورات موجود ہوں ان کی مارکیٹ ویلیو لگائی جائے اس میں آپ کے جتنے واجب الوصول قرضے ہوں وہ بھی شامل کیے جائیں، اسی مجموعی رقم میں سے واجب الادا قرضے منفی کرنے کے بعد جو بقیہ مال بچے اس کا اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿زکوٰۃ کس دن واجب ہوگی؟ وجوب زکوٰۃ سے پہلے یا بعد میں تاخیر سے زکوٰۃ ادا کرنا﴾

سوال: زکوٰۃ کس دن واجب ہوتی ہے کیا وجوب سے پہلے بھی زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے نیز کیا وجوبِ زکوٰۃ کے بعد ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز ہے؟

جواب: اموال زکوٰۃ پر اس دن زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جس دن ان پر سال مکمل ہو۔ اگر اموال زکوٰۃ پر سال مکمل ہونے سے پہلے ہی رمضان میں زکوٰۃ ادا کر دی تو فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور اگر سال گذرنے کی وجہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو چکی ہے تو اس کی ادائیگی میں بلا وجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

وتجب علی الفور عند تمام الحول حتی یأثم بتاخیرہ من غیر عذر وفی روایۃ الرازی

علی التراخی حتی یأثم عندالموت والاول اصح کذافی التھذیب۔ (ھندیۃ ۱/۱۷۰)، (درمختار ۲/۲۷۱)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿شوہر کا بیوی پر واجب شدہ زکوٰۃ ادا کرنا﴾

سوال: اگر بیوی کے پاس زیورات وغیرہ پر زکوٰۃ بنتی ہے اور اس کا کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں ہے تو کیا وہ اپنے زیور میں سے کچھ بیچ کر زکوٰۃ دے یا میاں کو اس کے مال کی زکوٰۃ دینا چاہیے؟

جواب: زوجہ پر واجب شدہ زکوٰۃ کا ادا کرنا شوہر پر شرعاً لازم نہیں ہے بلکہ زوجہ پر ہی لازم ہے لیکن اگر شوہر زوجہ کی اجازت سے زکوٰۃ ادا کردے تو ادا ہو جائے گی اور شوہر کو بھی ثواب مل جائے گا اگر شوہر زکوٰۃ ادا نہ کرے تو زوجہ پر لازم ہے کہ وہ کسی بھی ممکن طریقے سے اپنے اوپر واجب شدہ زکوٰۃ کو ادا کرے۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿جی پی فنڈ اور بیمہ زندگی کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم﴾

سوال: (۱) جنرل پراویڈنٹ فنڈ جو کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں سے کٹتا ہے اور جب ملازم ریٹائر ہوتا ہے تو تب اس کو یکمشت دیا جاتا ہے کیا جی پی فنڈ کو اس شخص کی بچت سمجھا جائے؟

(۲) بیمہ زندگی کا سالانہ پریمیم کیا متعلقہ شخص کی بچت ہے اور کیا اس پر زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے گو کہ اس بیمہ زندگی کے معاہدہ میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ آپ دو سال کے بعد رقم واپس لے سکتے ہیں۔ اگر مذکورہ مدات پر زکوٰۃ واجب الادا ہے تو اس کا حساب کیسے کیا جائے۔

جواب: (۱) جی پی فنڈ کی رقم جب تک حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور جب یہ رقم حاصل ہو جائے اس وقت سے زکوٰۃ کے احکامات شروع ہوں گے۔

(۲) بیمہ زندگی کے طور پر جو رقم جمع کروائی جاتی ہے اس جمع شدہ اصل رقم پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس میں بہتر صورت یہ ہے کہ ہر سال کی زکوٰۃ ساتھ ساتھ ادا کر دی جائے۔ اس میں سہولت بھی ہے اور احتیاط بھی اور جب مذکورہ بالا تمام رقم واپس مل جائے اس وقت بھی سابقہ تمام سالوں کی زکوٰۃ اکٹھی ادا کی جا سکتی ہے۔ نیز یاد رہے کہ بیمہ زندگی کے معاملہ کے نتیجہ میں جو زائد رقم اصل جمع کروائی ہوئی رقم کے علاوہ ملتی ہے اس کا لینا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

روی ابن ابی شیبہ فی مصنفہ عن عمر ابن میمون قال قال اخذ الولید بن عبدالملک مال

رجل من اهل الرقة يقال له ابو عائشة عشرين الفا فالقاها فی بيت المال فلما ولی عمر بن عبدالعزيز اتاه ولده فرفعوا مظلمتهم اليه فكتب الی ميمون ان ادفعوا اليهم اموالهم وخذوا زكوٰة عامهم هذا (فتح القدير) وعند قبض مائتين مع حولان حول بعده الخ (درمختار مع الشامیہ۲/۳۰۶) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿بھوسے پر عشر کا حکم﴾

سوال: گندم کے بھوسے میں عشر واجب ہے یا نہیں جبکہ اس کو مقصود بنایا جائے اس لیے کہ آج کل بعض لوگوں نے گندم کی بجائے بھوسے کو مقصود بنایا ہے فتاویٰ حقانیہ میں ہے (بسا اوقات غلہ سے بھوسے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے پھر بھی اس میں عشر نہیں ہے) اس جملہ کا کیا مطلب ہے؟ واضح فرما کر مطمئن فرمائیں۔

جواب: گندم کی فصل سے اناج حاصل کرنے کے بعد حاصل ہونے والے بھوسے پر عشر واجب نہیں البتہ اگر فصل صرف بھوسہ حاصل کرنے کی غرض سے کاشت کی گئی ہو اور دانہ لگنے سے پہلے فصل کاٹ کر بھوسہ حاصل کیا گیا ہو تو اس صورت میں بھوسے پر عشر واجب ہوگا

يجب العشر فی عسلٍ...... الانيما لايقصد به استغلال الارض نحو حطب ...... وتبن وفی الشاميه قوله وتبن بالباء الموحده قال فی الفتح غيرانه لو فعله قيل انفقاد الحب وجب العشرفيه رانه صار هو **المقصود الخ**۔ (رد المختارصه ۵۵) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿وصول زکوٰۃ کے لیے ایک حیلے کا حکم﴾

سوال: اکثر لوگ زکوٰۃ مدرسے والوں کے دیتے ہیں اور آجکل مدارس کی یہ ترتیب ہے کہ تقریباً سارا مال مہتمم یا ناظم کے پاس ہوتا ہے تو جب وہ صاحب نصاب بن جائے یا پہلے سے صاحب نصاب ہو تو وہ حیلہ کے طور پر کسی غریب طالبعلم کو خواہ طالبعلم چھوٹا ہو یا بڑا اپنے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ وہ زکوٰۃ کا مال قبول کریں جب وہ قبول کر لیتا ہے تو مہتمم ان سے لے لیتا ہے خواہ شاگرد راضی ہو یا نہ ہو بعض مہتمم ساتھ ساتھ (اپنے شاگرد سے) یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مال یا زکوٰۃ کا لفظ استعمال نہ کریں اور اس کو قبول کرو اور پھر مجھے دے دو اور زکوٰۃ کے ارکان میں سے کامل تملیک شرط ہے تو کیا یہ کامل تملیک ہوگئی یا نہیں اور کیا شاگرد مہتمم کو زکوٰۃ کا مال دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ حیلہ کی صورت اختیار کرنے کی بجائے یہ صورت اختیار کی جائے کہ کوئی مستحق زکوٰۃ شخص کسی سے قرض لے کر مدرسہ کی ضرورت پوری کردے پھر اس شخص کے قرض کی ادائیگی کے لیے زکوٰۃ کی رقم کا اس کو مالک بنادیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج۱) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿بیوی کے زیور کی زکوٰۃ شوہر پر واجب نہیں﴾

سوال: دستورِ دنیاوی کے مطابق بیوی کو جہیز میں زیورات ملتے ہیں وہ خود کوئی روپیہ نہیں کما سکتی۔ اس حالت میں زیور کی زکوٰۃ کس پر عائد ہوتی ہے، بیوی پر یا خاوند پر۔ اگر ایسے زیور کی زکوٰۃ خاوند نہ دے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟ اگر خاوند جہیز کے مال اور اپنے کمائے ہوئے روپے سب کی زکوٰۃ خود ادا کرے تو عیدالاضحیٰ کی قربانی اسے دو شخصوں کی طرف سے علیحدہ علیحدہ کرنی چاہیے، یا ایک شخص یعنی اپنی طرف سے کرنی کافی ہوگی؟

جواب: عورت اپنے زیور اور جہیز کی مالک ہوتی ہے اور اسی کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور چونکہ اس کے پاس زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے روپیہ نہیں ہوتا اس لیے خاوند سے لے کر ادا کرتی ہے، یا اس کے مرد اجازت سے خاوند ادا کر دیتا ہے۔ اگر خاوند ادا نہ کرے نہ روپیہ دے تو عورت پر واجب ہوگا کہ وہ اپنا سامان بیچ کر ادا کرے، کیونکہ واجب اسی کے ذمہ ہے۔ اسی طرح جب کہ عورت مالک نصاب ہو تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔ ایک قربانی دونوں کے لیے کافی نہ ہوگی۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بیچنے کی نیت سے پلاٹ پر زکوٰۃ کا حکم﴾

سوال: ایک شخص نے دو پلاٹ اس نیت سے خریدے کہ آئندہ چل کر ان میں سے ایک بیچ کر رقم دوسرے پلاٹ پر لگا کر اپنے لیے رہائشی مکان تعمیر کروالے گا کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

جواب: جو پلاٹ اس نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہے اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی اس لیے کہ وہ مال تجارت ہے اور مال تجارت پر زکوٰۃ آتی ہے اگر وہ نصاب کو پہنچتا ہو۔

الزکوۃ واجبتہ فی عروض التجارۃ کائنۃ ما کانت اذا بلغت قیمتھا نصابا۔ (ہندیۃ ۱/۱۷۹)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿نابالغ کے مال پر زکوٰۃ نہیں﴾

سوال: جب بچہ چھ سال کا تھا تو اس کی دادی نے اس کو کافی رقم دے دی تھی اب اس کی عمر سولہ سال ہے تو کیا جس وقت سے پیسے بنک میں جمع ہیں اس وقت سے اس پر زکوٰۃ لاگو ہوگی؟ اور یہ کہ زکوٰۃ بچہ ادا کرے گا یا اسکی ماں، کیونکہ بچے کا باپ بھی زندہ نہیں ہے رقم تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہوگی۔

جواب: اگر وہ پیسے باقاعدہ بچے کی ملکیت میں دے دیئے گئے تھے تو بچہ ان پیسوں کا مالک ہے،

اور بچے پر بلوغت سے قبل زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اور بچہ جس روز بالغ ہوا ہے اور اگر اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مالِ زکوٰۃ موجود تھا تو بعد از بلوغ اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، لہٰذا وہ بالغ ہونے کے دن سے ایک سال گذرنے پر اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اس کے بعد جتنے سال گذریں گے تو حساب کر کے سب سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

(۱) ولیس علی الصبی والمجنون زکوٰۃ۔ (الھدایہ ۱/۱۸۶ کتاب الزکوٰۃ)

(۲) وشرط افتراضھا عقل و بلوغ .... الخ (الدرالمختار علی صدر ردالمحتار ۲/ ۲۵۸ کتاب الزکوٰۃ)

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿زکوٰۃ کی رقم سے قرآن پاک چھپوا کر تقسیم کرنا﴾

سوال: لاہور میں ایک ادارہ ہے جو غرباء کو قرآن پاک مہیا کرتا ہے اور خاص طور پر افریقن ممالک میں سے گھانا کو وہ قرآن بھیجتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ گھانا سے انکو خط موصول ہوا ہے کہ ہمارے پاس قرآن پاک کم ہیں لہٰذا ہمیں بھیجیں جو قرآن بھیجتے ہیں۔ وہ لوگ زکوٰۃ بھی وصول کرتے ہیں کیا زکوٰۃ کے پیسے میں قرآن خرید کر افریقی ممالک کو بھجوانا درست ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ کسی مستحق زکوٰۃ کو رقم یا اس سے خریدی گئی اشیاء کا باقاعدہ مالک وقابض بنا کر اس کے حوالے کر دی جائیں وگرنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر اس ادارہ کی طرف سے زکوٰۃ کی رقم سے خریدے گئے قرآنِ پاک صرف مستحقین زکوٰۃ ہی کو دیئے جاتے ہوں یا مال زکوٰۃ کی شرعی تملیک کے بعد اس سے قرآنِ پاک خریدے گئے ہوں تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی بصورتِ دیگر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

ویشترط ان یکون الصرف تملکا لا اباحۃً (شامی ص۳۴۴، ج۲) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿ڈاکٹر کا زکوٰۃ کی مد کی رقم اپنی فیس میں کاٹ لینے سے ادائیگی زکوٰۃ کا حکم﴾

سوال: میرے کچھ دوست مجھے زکوٰۃ فنڈ دیتے ہیں کہ میں مستحق مریضوں کا علاج اس فنڈ سے پیسے لے کر مفت کروں چنانچہ میں ایسے مریض کے علاج کی جو فیس بنتی ہے اس کو زکوٰۃ کی مد میں سے کاٹ لیتا ہوں کیا یہ جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو کیا کیا احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہیے؟

جواب: زکوٰۃ فنڈ کی رقم سے اپنی فیس نہیں کاٹ سکتے، فیس میں زکوٰۃ فنڈ کی رقم کاٹنے سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اس لیے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کسی مستحق کو بلاعوض مالک بنانا ضروری ہے جس کو تملیک کہتے ہیں اور یہ شرط مذکورہ اس صورت میں نہیں پائی گئی۔ البتہ زکوٰۃ فنڈ سے دوائیں خرید کر مستحق مریضوں کو مفت دینا شرعاً جائز ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿کتاب الصوم﴾

﴿غیرمحرم پر نگاہ پڑنے سے انزال ہونے کی صورت میں روزے کا حکم﴾

سوال: اگر راستہ میں چلتے چلتے غیر ارادی طور پر کسی عورت پر نظر پڑ جائے اور منی خارج ہو جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: صورت مذکورہ میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

واذا نظر الی امرأة بشهوة فی وجهها أوفرجها كرر النظر أولا لا یفطر اذا أنزل كذا فی فتح القدیر (عالمگیری ج۱،ص۲۰۴)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا﴾

سوال: (۱) اگر رمضان شریف میں احتلام کے باعث روزہ کی حالت میں غسل واجب ہو جائے تو کیا کیا جائے چونکہ روزے میں آپ حلق میں اور ناک میں پانی نہیں ڈال سکتے لہٰذا اس کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ کیا اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا یا اس کا بعد میں قضا یا کفارہ تو نہیں بنتا؟ مہربانی فرما کر رہنمائی فرمائیں؟

جواب: روزہ کی حالت میں غسل واجب کی صورت میں ناک میں پانی ڈالنے اور غرارہ کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے تاہم غسل واجب ہونے کی صورت میں غسل کرنا تو ضروری ہوگا البتہ ناک اور غرارہ میں اس قدر احتیاط کرے کہ پانی حلق سے نیچے نہ اترے۔

وكذا المبالغة فی المضمضة والا ستنشاق قال شمس الأئمة الحلوانی و تفسیر ذلك أن یكثر امساك الماء فی فمه ویملألا أن یغرغر۔ (عالمگیری ص۱۹۹،ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿فرض یا نفل روزے کی حالت میں ازدواجی تعلق قائم کرنا﴾

سوال: (۱) رمضان میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کرنے سے کیا کفارہ لازم آتا ہے؟
(۲) نیز نفلی روزہ کی حالت میں بیوی سے جماع کرنے سے کیا کفارہ لازم آتا ہے؟

جواب: رمضان کے روزے کی حالت میں جان بوجھ کر اپنی بیوی سے جماع کرنے سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔ پہلے اس روزے کی قضا کریں پھر دو ماہ کے لگا تار روزے رکھیں درمیان میں کوئی ناغہ نہ ہو۔ اگر ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو کفارہ از سر نو شروع کرنا ہوگا۔ اگر کسی مستقل بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزے لگا تار رکھنے کی طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہوگا یا ان کو کپڑے لے کر دے دیں۔ کفارہ مرد اور عورت دونوں کو الگ الگ ادا کرنا ہوگا۔ ہر ایک پر مستقل کفارہ ہے۔

من جامع عمدا فی احد السبیلین فعلیه القضاء والکفارة ولایشترط الانزال فی المحلین کذا فی الهدایة وعلی المرأة مثل ما علی الرجل ان کانت مطاوعة الخ۔ (ہندیۃ ۱/۲۰۵)

(۲) نفلی روزے میں بیوی سے جماع کرنے کی صورت میں صرف قضا لازم آتی ہے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

ولا کفارة بالانزال فیما دون الفرج و بافساد صوم غیر رمضان۔ (النهر الفائق ۲/۲۲) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿دورانِ سفر روزے کا حکم﴾

سوال: میں سفر میں جارہا ہوں رات کا سفر ہے اور رمضان ہے میں روزہ رکھوں یا نہیں؟ اور اگر رکھ لوں تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: دوران سفر اگرچہ روزہ چھوڑنا جائز ہے مگر آج کل چونکہ سفر بہت آرام دہ ہو چکا ہے اور وہ مشقتیں نہیں رہیں جو پہلے ہوا کرتی تھیں اس وجہ سے بغیر ضرورت شدیدہ کے روزہ نہیں چھوڑنا چاہئے اس لئے اگر آپ روزہ رکھ لیں تو بہت اچھی بات ہے۔ اور اگر روزہ چھوڑ دیا اور بعد میں قضا بھی کرلیا تو اس سے اگرچہ فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور گناہ بھی نہیں ہوگا لیکن وہ برکات جو رمضان میں روزہ رکھنے کی ہیں وہ بعد میں نہیں مل سکتیں۔

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت : ان حمزة بن عمرو الا سلمی قال للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم أصوم فی السفر؟ و کان کثیر الصیام فقال : ان شئت فصم وان شئت فافطر

(متفق علیہ) (مشکوۃ المصابیح ج ا، ص ۱۷۷)

لمسافر سفرا شرعیاً ولو بمعصیة ...... الفطر ...... ویندب لمسا فر الصوم لأیة "وأن

تصوموا خير لكم“ والخير بمعنى البر، لاأفعل تفضيل ان لم يضره فان شق عليه ..... فالفطر أفضل وفي الشامية۔ قوله: ان لم يضره اى بما ليس فيه خوف هلاك والا وجب الفطر .....الخ۔

(الدر المختار ج ۲،ص ۴۲۱، ۴۲۳)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿حاملہ عورت کب روزہ چھوڑ سکتی ہے؟﴾

سوال: جو خاتون حاملہ ہو اس کے لیے فرض روزے کا کیا حکم ہے؟ کیا حکم کی وجہ سے روزہ چھوڑنا اور بعد میں قضا کر لینا جائز ہے؟

جواب: اگر روزے کی وجہ سے حاملہ کی صحت خراب ہو جاتی ہو اور حمل کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اس کے لیے یہ گنجائش ہے کہ وہ فی الحال روزے نہ رکھے وضع حمل کے بعد اس کو ان روزوں کی قضا کرنا ہوگی۔ اور اگر روزہ حاملہ کو تکلیف نہ دیتا ہو تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ مسئلہ کی تفصیل میں نے عرض کر دی ہے آپ اپنی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ماہر دیندار لیڈی ڈاکٹر کے مشورے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان دو صورتوں میں سے کسی ایک پر عمل کر سکتی ہیں۔

فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم ...... أو مريض خاف الزيادة لمرضه وصحيح خاف المرض ..... الخ (الدر المختار ج ۲،ص ۴۲۲)

وان خاف زيادة العلة وامتداده فكذلك عندنا ...... الخ۔ (الہندیہ ج ۱،ص ۲۰۷)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بیماری کی وجہ سے روزہ چھوڑنا﴾

سوال: مجھے درد شقیقہ کا مرض لاحق ہے، اور وہ جب شروع ہو تو ناقابل برداشت ہو جاتا ہے حتیٰ کہ میں درد کی وجہ سے آنکھیں تک نہیں کھول سکتی آنکھوں اور ناک سے بھی پانی جاری ہو جاتا ہے، دوائی کھائے بغیر میں کوئی کام بالکل نہیں کر سکتی جبکہ روزہ میں تو دوائی وغیرہ کھانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مہربانی فرما کر رہنمائی فرمائیں کہ ایسی حالت میں روزہ اگر نہ رکھا جائے تو اس کا نعم البدل یا کفارہ کیا ہوگا؟

جواب: جب آپ بیماری کی شدت کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتیں اور دوا کا کھانا آپ کے لیے ناگزیر ہوتا ہے جیسا کہ سوال میں آپ نے ذکر کیا ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ آپ فی الحال اپنے مرض کا علاج کروائیں

اور جب آپ صحت یاب ہوں جائیں تو آپ پر چھوڑے گئے روزوں کی قضالازم ہوگی۔

ومن کان مریضا اوعلی سفر فعدۃ من ایام اخرد (البقرۃ)

تخریج: فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ...... أو مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض .... الخ (الدرالمختار ج۲،ص۴۲۲)

وان خاف زیادة العلة وامتداده فکذلك عندنا .... الخ۔ (الہندیہ ج۱،ص۲۰۷)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿سحری کے وقت میں کب تک کھا پی سکتے ہیں؟﴾

سوال: سحری کے وقت رمضان شریف میں کھانا پینا کب بند کر دینا چاہیے کیا جب فجر کا وقت ہو جائے یا اس سے قبل؟

جواب: فجر کے وقت شروع ہونے سے پہلے سحری کھانا بند کر دینا ضروری ہے۔

ووقته من حین یطلع الفجر الثانی وھوالمستطیر المنتشر فی الافق الی غروب الشمس۔ (ہندیۃ ۱/۱۹۴)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿عیدین کے دن روزہ رکھنا حرام ہے﴾

سوال: کیا عیدالفطر کے دن آدھا روزہ رکھنا سنت ہے اور عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کے گوشت سے روزہ افطار کرنا سنت ہے؟

جواب: عیدین کے دن روزہ رکھنا شرعاً حرام ہے البتہ عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا مسنون ہے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر جس آدمی نے قربانی کرنی ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنے قربانی کے گوشت سے ہی کھانے کا آغاز کرے لیکن اگر وہ کسی اور چیز سے کھانے کا آغاز کرتا ہے تو بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

وقد اجمع العلماء علی تحریم صوم ھذین الیومین لکل حالٍ۔ الخ (شرح المسلم للنووی ص۳۶۰ ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿طلوع فجر کے بعد روزہ کی حالت میں بوس وکنار کرنا﴾

سوال: کیا میاں بیوی سحری کے بعد اکٹھے سو سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے بوس وکنار کر سکتے ہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں طلوع فجر کے بعد میاں بیوی اکٹھے سو سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے بوس و کنار بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے نفس اور خواہشات پر قابو ہو اور ہمبستری یا انزال ہونے کا خطرہ نہ ہو، ورنہ ممنوع ہے۔

ولابأس بالقبلة اذا أمن على نفسه من الجماع والانزال ويكره ان لم يأمن والمس في جميع ذلك كالقبلة۔ (عالمگیری ص۲۰۰، ج۱)

واضح رہے کہ طلوع فجر سے قبل جماع اور بوس وکنار کی اجازت ہے۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿عاشورہ کے روزے کا شرعی حکم﴾

سوال: ہم محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ کیوں رکھتے ہیں؟

جواب: ہم محرم کی نویں اور دسویں کا روزہ اس لیے رکھتے ہیں کہ ان دنوں کے روزے خود حضور ﷺ نے رکھے ہیں اور صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں متفق علیہ روایت منقول ہے ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ (ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو یہود کو دسویں محرم کا روزہ رکھنے والا پایا تو حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ آپ اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بہت بڑا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور اس دن فرعون کو اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ بطور شکرانے کے رکھا تو ہم بھی (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع میں) اس دن کا روزہ رکھتے ہیں تو حضور ﷺ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود صياما يوم عاشوراء فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ماهذااليوم الذى تصومونه فقالوا هذا يوم عظيم انجى الله فيه موسىٰ وقومه و غرق فرعون وقومه فصام موسى شكرا فنحن نصومه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فنحن ـــــ بموسى منكم فصامه رسول الله صلى الله عليه وسلم وامر بصيامه۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ المصابیح ص۱۸۰)

یہود چونکہ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے تھے حضور ﷺ نے ان کی مخالفت کے لیے نویں یا گیارہویں تاریک کے روزے کا حکم دیا تا کہ دو روزے ہو جائیں۔ (ھکذا فی حاشیۃ المشکوٰۃ ص ۱۷۹) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مشت زنی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے﴾

سوال: روزہ کی حالت میں مشت زنی سے روزہ کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: مشت زنی خواہ کسی بھی وجہ سے ہو اس سے انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسکی قضا لازم آتی ہے۔

الصائم اذا عالج ذکر حتی امنی فعلیه القضاء و هو المختار وبه قال المشایخ کذافی البحر الرائق۔ (ہندیۃ ۱/۲۰۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿پیر کے دن روزہ رکھنا﴾

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنا ثابت ہے؟ لہٰذا کیا ہمیں بھی ہر پیر کو روزہ رکھنا چاہیے؟

جواب: حضور ﷺ سے مختلف ایام میں روزہ رکھنا منقول ہے جس میں پیر کا روزہ بھی شامل ہے البتہ صرف پیر کے روزہ رکھنے پر دوام نہیں ہے۔

عن عائشہؓ قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصوم من الشهر السبت والاحد والاثنین ومن الشهر الاخر الثلاثاء والاربعاء والخمیس۔ (ترمذی شریف ص۱۵۷، ج۱)

اور ایسے ہی فقط پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔

عن عائشہؓ قالت کان النبیؐ یتحریٰ صوم الاثنین والخمیس۔ (ترمذی شریف ص۱۵۷، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿عید الفطر کے فوراً بعد بغیر وقفہ کے شوال کے چھے روزے رکھنا﴾

سوال: ہم نے ایک عالم سے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شوال کے روزوں کو مکروہ قرار دیا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: شوال المکرّم کے چھے روزوں کی احادیث میں فضیلت وارد ہوئی اس لیے یہ روزے رکھنا باعث فضیلت ہے مکروہ نہیں۔ البتہ بعض فقہاء نے عید کے بعد بغیر وقفہ کے مسلسل چھ روزے رکھنے کو اس وجہ سے مکروہ

لکھا ہے کہ اس سے شبہ ہوسکتا ہے کہ رمضان کا حصہ ہیں لیکن راجح قول یہ ہے کہ عید کے بعد بغیر وقفہ کے بھی رکھنا مکروہ نہیں ہے۔

وعن ابی یوسف انه کرهه متتا بعاً والمختار لابأس۔ (ردالمختار ص ۴۳۸۷، ج ۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿شوال کے چھ روزے رکھنا اور ان سے ایصال ثواب کرنا﴾

سوال: میں شوال کے چھ روزے ہمیشہ رکھا کرتا ہوں کیا شوال کے چھ روزے رکھنا درست ہے؟ اس دفعہ میری والدہ فوت ہوگئی وہ بھی ہمیشہ شوال کے روزے رکھا کرتی تھیں میں چاہتا ہوں کہ میں شوال کے روزے معمول کے مطابق رکھوں انکا ثواب والدہ کو دے دوں۔ کیا مجھے اپنے لیے اس کے علاوہ مزید چھ روزے رکھنے ہوں گے یا نہیں؟

جواب: شوال کے چھ نفلی روزے کا ثواب والدہ کو پہنچانے کے لیے آپ اپنے معمول کے مطابق چھ روزے رکھ کر والدہ کو ایصال ثواب کرنے کی نیت بھی کر لیں انشاء اللہ ان کو بھی ثواب پہنچ جائے گا اور آپ کو بھی ثواب ملے گا۔ البتہ اگر آپ اپنی والدہ کے لیے الگ سے چھ روزے رکھیں تو عمل زیادہ باعث ثواب ہوگا۔

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿حالت روزہ میں زوجین کا اکٹھے غسل کرنا﴾

سوال: روزے میں میاں بیوی کا مشترکہ غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں میاں بیوی کا محض اکٹھے غسل کر لینا ممنوع نہیں البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ایسا امر نہ پیش آجائے جس سے روزہ فاسد ہوجائے۔

(و) کرہ (قبلة) ومس و معانقة ومباشرة فاحشة (ان لم يأمن) المفسد وان امن لابأس۔

(شامیہ ۲/ ۴۱۷)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿محض کیلنڈر دیکھ کر رمضان کی ابتدا اور اختتام کرنا﴾

سوال: میں لندن میں رہتا ہوں لندن میں دو مساجد ہیں ایک مسجد اثناء عشریہ کے تابع ہے دوسری سعودی عرب کا کیلنڈر استعمال کرتی ہے جو کہ علمائے سعودیہ نے کچھ دیر سے اجتہاد کر کے نکالا ہے۔ اور صرف سعودیہ کے لیے ہی ہے، سوال یہ ہے کہ میں ان میں سے کس کیلنڈر کے مطابق عمل کروں یا کہ چاند دیکھ کر عید یا رمضان مناؤں چونکہ بہت سارے مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اتفاق قائم رکھنے کے لیے مسلمانوں کو عید اور رمضان یکجہتی سے منانا چاہیے خواہ ان کی تاریخیں چاند کے حساب سے غلط ہی ہوں اور یہ بات چند ایک احادیث سے بھی ثابت ہے۔

جواب: رمضان المبارک کی ابتدا اور اختتام کا مدار چاند کے دیکھنے پر ہے رؤیت کو قطع نظر کر کے محض حساب و کتاب کے ذریعے کیلنڈر چھاپ کر اس کے مطابق عمل کرنا کافی نہیں ہے لہٰذا سوال میں ذکر کردہ صورت میں اس قسم کے کیلنڈر معتبر نہیں ہیں اور ان کا تابع ہونا بھی درست نہیں ہے اس لیے آپ پر لازم ہے کہ آپ رمضان المبارک اور عید کے سلسلہ میں اپنے علاقے کے مستند اور جید سنی علماء کرام کی راہنمائی کے مطابق عمل کریں۔

''صوموا الرؤية الهلال فافطر وابه'' (مشکوٰۃ ص۱۷۴، باب رؤیۃ الھلال الفصل الأول)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿روزے کی حالت میں ماہواری شروع ہو جانا﴾

سوال: کیا حیض کے شروع ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر حیض مغرب سے قبل شروع ہو تو کیا وہ عورت کھا پی سکتی ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ۱۲ بجے سے پہلے حیض شروع تو کھا پی سکتے ہیں اور اگر ۱۲ بجے کے بعد ہو تو افطار تک انتظار کریں۔ براہ کرم جواب جلد دیں۔

جواب: روزے کے دوران جس وقت بھی ماہواری شروع ہو جائے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کھانا پینا جائز ہو جاتا ہے اس حکم کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں، دن میں جس وقت بھی ماہواری شروع ہو تو یہی حکم ہوگا البتہ روزہ داروں کے سامنے کھانے پینے سے بچنا چاہیے۔

''ومن له نوبة حمى اوعادة حيض لابأس بفطرة على ظن وجوده''۔

(مراقی الفلاح علی صدر الطحاوی ص۶۵۴)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دار الافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿سحری وافطاری کی مسنون دعا﴾

سوال: سحری اورافطاری کی مسنون دعا کیا ہے؟

جواب: حضرت معاذ بن ذھیرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روزہ افطار کیا کرتے تھے تو یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''اللھم لك صمت وعلی رزقك افطرت'' (سنن ابی داؤد مع بذل المجھود ص۱۴۲)

(۲) افطاری اورسحری کی یہ دعا بھی منقول ہے۔

''اللھم لك صمت وبك امنت وعليك توكلت وعلی رزقك افطرت وصوم الغد من شهر رمضان نويت فاغفرلی ماقدمت وما اخرت''

ومن السنة ان يقول .... كذافی معراج الداريه الخ (ھندیۃ ۱/۲۰۰) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿فدیہ کی مقدار﴾

سوال: مجھے نقد شکل میں فدیہ کی قیمت معلوم کرنا ہے میں نے سیر کے حساب سے تلاش کیا مگر مجھے سمجھ نہیں آئی آپ مہربانی فرما کر اس پر روشنی ڈالیں کہ ایک روزہ نہ رکھنے پر کتنی رقم فدیہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب: ایک روزے کے فدیہ کی مقدار پونے دوسیر گندم یا اس کی قیمت ہے اس کی قیمت مختلف علاقوں کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے اس لیے اپنے علاقے کے اعتبار سے اس کی قیمت کا حساب لگا کر فدیہ ادا کیا جائے۔

فان عجز عن الصوم اطعم ستين مسكيناً كالفطرة وفی الشامية (قوله كالفطرة قدراً) ای نصف صاع من برأصاع من تمر أو شعير ...... الخ (درالمختار باب الکفارۃ ۳/۴۷۸، ۴۷۹) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿کسی دوسرے ملک میں جانے کی وجہ سے رمضان کے ۲۸ روزے ہو گئے﴾

سوال: میرے والد ۱۷ رمضان کو سعودی عرب آئے اور ابھی تک وہیں ہیں یعنی انہوں نے رمضان پاکستان میں شروع کیا اور سعودی عرب میں ختم کیا اس طرح ان کے ۲۸ روزے ہوئے اب وہ ایک یا دو کتنے روزے قضا رکھیں گے؟

جواب: مذکورہ صورت میں آپ کے والد کو ایک قضاء روزہ رکھ کر ۲۹ روزے پورے کرنے ہوں گے۔
(عالمگیریہ ص۲۱۹، ج اطبع بیروت)
............واللہ اعلم
(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿روزے کے کفاروں میں تداخل کا حکم﴾

سوال: میں نے رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں بیوی سے ہمبستری کا ارتکاب کیا اور ایسا مختلف دفعہ ہوا تھا پھر کافی عرصہ گذر گیا اور ایک موقع پر ہمارے درمیان جھگڑا ہوا اور میں نے ایک طلاق کی نیت سے طلاق کے لفظ کو تین چار مرتبہ دہرایا کہ طلاق دی اس کے بعد میں نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔(۱) کیا طلاق ہوگئی اس پر بھی روشنی ڈال دیں؟ (۲) رمضان کے حوالے سے مجھے صحیح طریقہ سے علم نہیں کہ میں نے کتنی بار گناہ کیا؟ مجھے روزہ کی کتنی قضا اور کتنا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ (۳) کفارے کی رقم کو اپنے خاندان پر استعمال یا خرچ کر سکتے ہیں جیسا کہ ہر مہینے میں رقم خاندان کو بھیجتا ہوں یا کسی غیرب کی مدد یا مدرسے کی مدد کے حوالے سے خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب: (۱) یہ بات یاد رہے کہ سوال میں اتنا عرصہ جس عمل بد میں مبتلا رہنے کا ذکر کیا گیا ہے اس پر سچے دل سے توبہ و تائب ہو کر اور استغفار کے ذریعے سے دنیا میں ہی اس گناہ عظیم کو اللہ تعالیٰ سے معاف کروانا ازحد ضروری اور لازم ہے ورنہ آخرت میں اس کا شدید وبال میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(ا) (قال فی التنویر کفر ککفارۃ المظاھر وفی الشامیۃ ای مثلھا فی الترتیب) فیض اولافان لم یجد صام شھرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین ...... مسکینا لحدیث .... الاعرابی المعروف .... الخ۔ (ردالمختار۲/۱۱۹)

(۲) قال فی شرح التنویر ولوتکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولوفی رمضانین عند محمد رحمہ اللّٰہ تعالیٰ وعلیہ الاعتماد، بزازیہ، ومجتبی وغیرھما، فا اختار بعضھم للفتوی ان الفطر بغیر الجماع تدخل والا لا، وفی ..... الشامیہ (قولہ و علیہ الاعتماد) نقلہ فی البحر عن الاسرار ونقل قبلہ عن الجوھرۃ لو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاولی فی ظاھر الروایۃ وھو الصحیح ...... الخ۔ (ردالمختار۲......۱۲۰بحوالہ احسن الفتاویٰ۲/۴۳۴)

(۲) سوال میں ذکر کردہ صورت اگر حقیقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں اگر آپ نے طلاق کا لفظ تین مرتبہ ادا کیا ہے تو تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں لہٰذا اب نکاح بھی ختم ہو چکا ہے اور حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) آپ نے جتنے روزے ہمبستری کرنے سے توڑے ہیں ان کی تعداد کا حساب لگا کر اتنے

روزوں کی قضا آپ پر لازم ہے اور روزوں کے کفارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر دو الگ الگ رمضانوں میں ہمبستری سے روزے توڑے گئے ہیں تو ہر روزے کا کفارہ مستقل اور علیحدہ طور سے ادا کیا جائے گا لیکن اگر ایک ہی رمضان کے روزے ہمبستری سے توڑے گئے ہیں تو تمام روزوں کا ایک ہی کفارہ ادا کرنا کافی ہے۔

(۴) واضح رہے کہ کفارہ میں ایک روزے کے بدلہ میں دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا لازم ہے اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزے رکھنے کی استطاعت ہی نہ ہو تو پھر ایک روزہ کے بدلے میں ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے یا کھانے کی قیمت ہر مسکین کو ایک صدقہ فطر کے بقدر دے دی جائے کفارہ کی یہ رقم ہر اس شخص کو دے سکتے ہیں جس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿ ڈاکٹر کا بغرضِ علاج یا شوہر کا بیوی کے اندامِ نہانی میں انگلی داخل کرنے سے بیوی کے روزے کا حکم ﴾

سوال: (۱) گائنا کالوجسٹ معائنہ کے لیے اپنا ہاتھ روزہ دار عورت کی اندام نہانی کے اندر ڈال دے تو عورت کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) اگر خاوند اور بیوی دونوں روزہ سے ہوں اور خاوند اپنی انگلی بیوی کی اندام نہانی میں داخل کر دے تو اب میاں بیوی کے روزہ کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: (۱) روزے کی حالت میں اس قسم کا معائنہ نہ کروائیں اس لیے کہ اگر لیڈی ڈاکٹر کی انگلیاں بالکل خشک نہ ہوئیں ان پر کوئی دوائی یا پانی وغیرہ لگا ہو تو عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر خشک انگلی داخل کی لیکن باہر نکال کر بغیر اچھی طرح خشک کیے دوبارہ داخل کر دی تب بھی عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اس کا جواب بھی اوپر والے سوال کے جواب کے ضمن میں آچکا ہے یعنی اگر انگلیاں بالکل خشک ہوں تو ایک مرتبہ داخل کرنے سے عورت کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر نکال کر دوبارہ گیلی داخل کر دیں تو عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر انزال ہو گیا تو خاوند کا روزہ بھی ٹوٹ جائے گا۔

ولوا دخل اصبعه فی استه اوالمرأة فی فرجها لایفسد وهوالمختار الا اذا کانت مبتلة بالماء اوالدهن فیفسد لوصول الماء اوالدهن هکذا فی الظهیریة۔ (ہندیۃ ۱/۲۰۴)

واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں روزہ ٹوٹنے کی صورت میں اس روزے کی قضا کرنا ہوگی کفارہ لازم نہ آئے گا۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿رؤیت ھلال سے متعلق فقہ کونسل آف نارتھ امریکہ کے ایک استفتاء کا جواب﴾

سوال: شمالی امریکہ میں ایک اعلیٰ فقہی کونسل بنائی گئی ہے جو کہ علوم فلکیات پر مبنی پر اسلامی ماہ اور تاریخ کا تعین کرتی ہے۔ اس کے حساب کے مطابق آئندہ رمضان اور عیدالفطر کی تواریخ درج ذیل ہوگی۔ رمضان 1427ھ پہلا روزہ 23 ستمبر 2006ء عیدالفطر 1427ھ اول شوال 23 اکتوبر 2006 رؤیت ہلال کے متعلق احادیث مبارکہ کے حوالہ جات سے ہم کس طرح حکمت اور موعظت سے ان کو مطلع کر سکتے ہیں؟

جواب: فقہ کونسل آف نارتھ امریکہ کی ارسال کردہ تحریر کا مطالعہ کیا جس میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا کہ اسلامی عبادات روزہ اور عیدین کے اوقات کی تعیین کے لیے حساب فلکی کے ذریعے کیلنڈر تیار کر کے مسلمانوں کو اس میں درج مقررہ تاریخوں کا پابند بنایا جائے اور رؤیت ہلال کے سلسلے کو ختم کر دیا جائے اس مؤقف کی تائید میں کونسل کی طرف سے مختلف توجیہات مذکورہ تحریر میں بیان کی گئی ہیں اور ان سب کا منشاء یہ ہے کہ اس طریقہ کار سے مسلمانوں کے درمیان مذکورہ عبادات کی ادائیگی میں اتحاد اور یگانگت پیدا ہو اور رؤیت ہلال کے سلسلے میں عام طور سے جو انتشار پیدا ہوتا ہے اس سے بچا جا سکے۔

واضح رہے کہ شریعت نے مذکورہ عبادات کے وقت کی تعیین کے لیے رؤیت ہلال کو لازمی قرار دیا ہے اور رؤیت ہلال کے معاملے میں محض حسابات کے بجائے رؤیت کو مدار بنایا ہے۔

لاتصوموا حتی تروالهلال ولا تفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاقدروا له۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک چاند دیکھ نہ لو اور عید کے لیے افطار اس وقت تک نہ کر جب تک چاند دیکھ نہ لو اور اگر چاند تم سے چھپ جائے (یعنی کسی وجہ سے تمہیں نظر نہ آئے) تو حساب لگا لو (یعنی حساب سے تیس دن پورے کر لو)۔

ایضا (صوموا لرؤیته فان غم علیکم فاکملوا عدة ثلاثین من شعبان۔

اسی طرح سے دیگر احادیث مبارکہ میں بھی آنکھوں سے چاند کے دیکھنے کو مدار قرار دیا گیا ہے بلکہ حدیث شریف میں اس بات کی بھی تصریح ہے ''اگر چاند تم پر مستور ہو جائے تو حساب لگا کر تیس دن پورے کرو''۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ یہاں اگلی تاریخ شروع کرنے کا مدار آنکھوں سے چاند کو دیکھنے پر ہے اور چاند کا افق پر محض موجود ہونا کافی نہیں کیونکہ موجود ہونے کے باوجود چاند مستور ہو سکتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی رؤیت کو صرف نظر کرتے ہوئے محض حساب فلکی کو مدار بنا کر رمضان المبارک یا عیدالفطر کے ہونے کے منافی ہے اس مسئلہ کی تفصیل رسالہ رؤیت ہلال مؤلفہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ اور ''عیون الرجال لرؤیۃ الھلال'' (احسن الفتاویٰ ص ۴۶۱، ج ۴ مؤلفہ حضرت مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ) میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں فقہ کونسل آف نارتھ امریکہ کی طرف سے ارسال کردہ تحریر میں جو مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ حقیقی رؤیت کو صرفِ نظر کر کے صرف حسابِ فلکی کو ہی فیصلہ کا مدار بنایا جائے ہماری رائے میں درست نہیں ہمارے اکابر علماء کرام نے اس مؤقف کو قبول نہیں فرمایا، البتہ رؤیت ہلال کے سلسلے میں حسابات فلکیہ سے مدد لینے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے مثلاً شہادت کو پرکھنے وغیرہ میں حسابات سے مدد لی جاسکتی ہے۔ اتحاد و یکجہتی کی خاطر شریعت کے مذکورہ حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے رؤیت ہلال کے لیے کوئی معقول انتظام کیا جائے تو وہ انشاء اللہ باعث برکت ہوگا۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

﴿روزہ میں انجکشن لگانا اور انہیلر کا استعمال کرنا﴾

سوال: روزہ دار کو شوگر میں انسولین کا انجکشن لگانے کی اجازت ہے جب کہ دمہ والے کو انہیلر کے استعمال کی اجازت نہیں اس فرق کی کیا وجہ ہے؟

جواب: انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس لیے کہ بذریعہ انجکشن جو دوا جسم میں پہنچائی جاتی ہے وہ اگرچہ رگ ہی میں کیوں نہ لگایا جائے یہ مفسد صوم نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ رگ کا معدہ سے براہ راست تعلق نہیں ہے اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ بخلاف انہیلر کے جو کہ بذریعہ حلق اندر کھینچا جاتا ہے وہ روزے کو توڑ دیتا ہے اس لیے کہ حلق سے کسی چیز کا نیچے اترنا مفسد صوم ہے کیونکہ حلق کا تعلق براہ راست معدہ سے ہے۔ اور انہیلر میں صرف گیس نہیں ہوتی دوائی بھی شامل ہوتی ہے محض ہوا کو اندر لے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دوا کی وجہ سے روزہ ٹوٹتا ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿نفلی روزہ توڑنے کی صورت میں صرف قضاء واجب ہے﴾

سوال: کیا نفلی عبادات کا بھی کفارہ ہے اگر کوئی شخص شوال کے مہینہ میں روزے رکھتا ہے اور روزہ توڑ دیتا ہے تو کیا اس کے لیے بھی کفارہ ہے؟

جواب: نفلی روزہ توڑنے کی صورت میں صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہ ہوگا۔

وليس فی افساد الصوم فی غير رمضان كفارة

(لتاتار خانيه ۲/۳۷۷ الفصل الخامس فی وجوب الكفارة فی افساد الصوم) ......واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿بیماری کی وجہ سے چھوڑے گئے روزوں کی صرف قضا ضروری ہے﴾

سوال: بیماری کی وجہ سے میں کچھ روزے نہیں رکھ سکا میں ان کا کفارہ کیسے ادا کروں؟

جواب: جو روزے بیماری کی وجہ سے رہ گئے ہوں ان کی قضا کرنا ضروری ہے یعنی جتنے روزے رہ گئے تھے صحت کے بعد اتنے ہی روزے رکھنے ہوں گے اور ان پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

(۱) (ولو افطر المريض يقضي بلافدية ولو مات قبل البراء لاشئ عليه اذلم يدرك عدة من أيام اخر (في جامع الفصولين كتاب الصوم ۲/۲۳۱)

(۲) فان برئ المريض أوقدم المسافر ..... فيلزمه قضاءً ۱/۲۰۷) (الدرالمختار ۲/۴۲۴)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿بحالت روزہ ہونٹوں پر چیپ اسٹک لگانا﴾

سوال: کیا روزے میں ہونٹوں کو تر رکھنے والی چیپ اسٹک ہونٹوں پر لگا سکتے ہیں اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا؟

جواب: روزے کی حالت میں ہونٹوں پر چیپ اسٹک لگانا بہتر نہیں ہے اس لیے کہ باوجود بچنے کی کوشش کے اس کا ذائقہ منہ میں چلا جاتا ہے جس سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

وفي الدرالمختار: وكره مضغ علك وقال الشامي تحته: ولأن العادة مضغه خصوصا للنساء لأنه سوا كهن كما ياتي۔ (شامی ۲/۱۱۲)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿باب الاعتکاف﴾

﴿خواتین کے لیے بغرض اعتکاف متعین کردہ جگہ کا حکم﴾

سوال: میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر خواتین اعتکاف پر بیٹھ جائیں اور بعد میں اپنی مقررہ جگہ تبدیل کرنا چاہیں یا کمرہ تبدیل کرنا چاہیں تو کرسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: عورت نے اپنے گھر کے جس حصے کو اپنے اعتکاف کیلئے متعین کرلیا ہو اب اس کے لیے وہاں سے بغیر ضرورت طبیعہ کے نکلنا جائز نہیں ہے۔

ولا تخرج من بیتها اذا اعتکفت فیه (شامی ص۴۴۱، ج۲) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کتاب الحج﴾

﴿عورت حالت حیض میں حج کے ایام کیسے گذارے گی؟﴾

سوال: اگر کسی عورت کو دورانِ حج حیض آجائے تو اس صورت میں شرعی صورتحال کیا ہوگی؟

جواب: اگر دوران حج عورت کی ماہواری شروع ہو جائے تو وہ سوائے طواف اور نماز وتلاوت وغیرہ کے باقی ارکان حج مثلاً وقوف عرفہ، وقوف مزدلفہ اور رمی جمرات اور قربانی وغیرہ کرے گی۔ نماز، تلاوت اور طواف نہیں کرے گی۔ اور پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کرے گی۔

(والحیض یسقط عن الحائض الصلوة) لان فی قضائها حرجا لتضا عفها (ویحرم علیها الصوم) لانه ینافیه ولا یسقطه لعدم الحرج فی قفائه ولذا قال (وتقضی) الی الحائض والنفساء لاالصوم ولاتقضی الصلوة ولا تدخل) الحائض و کذا النفساء والجنب (المسجد ولاتطوف بالبیت)

(اللباب فی شرح الکتاب ۱/۶۰)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿محرم کے بغیر عورت کا حج یا عمرہ پر جانا﴾

سوال: کیا کوئی عورت کسی عورتوں کے گروہ کیساتھ حج یا عمرہ کے لیے جاسکتی ہے جس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔

جواب: مذکورہ صورت میں بھی شرعی مسافت ہونے پر عورت بغیر محرم کے حج یا عمرہ پر نہیں جاسکتی۔

روی عن ابی حنیفة وابی یوسف کراهة خروجها وحدها مسیرة یوم واحد وینبغی ان یکون الفتوی علیه لفساد الزمان شرح اللباب ویؤیده حدیث الصحیحین لایحل لامرأة یومن بالله والیوم الاخران تسافر مسیرة یوم ولیلة الامع ذی محرم علیها۔ (شامی ۲/۴۶۵)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿والدین کوحج کروانے یا بیٹیوں کی شادی کرنے﴾
﴿کی وجہ سے فرض حج کومؤخر کرنا﴾

سوال: کیا حج فرض ادا کرنے کیلئے پہلے والدین کو حج کروانا ضروری ہے یا یا پہلے بیٹیوں کی شادی کرانا ضروری ہے؟

جواب: اگر آپ کے پاس اتنی رقم ہے جس سے حج ہوسکتا ہو تو آپ پر حج کرنا فرض ہے حج کی ادائیگی کے لئے بیٹیوں کی شادی کا انتظار کرنا یا والدین کو حج کروانے کے لئے رقم کے انتظام کا انتظار کرنا درست نہیں۔

فی الدرالمختار فرض مرةً علی الفور فی العام الاول عند الثانی۔ وترد شهادة غیر ای سنینا لان تاخیره صغیرة وبارتکابه مرة لایغسق الا بالاصرار وفی الشامیه لایلزم من عدم الفسق عدم الاثم خانه باثم ولو بمرة (شامی ص۵۲) ....واللہ اعلم

(محمد ندیم عفی عنہ)

﴿دوران عدت عورت کا سفر حج پر جانا﴾

سوال: کیا بیوہ دورِن عدت سفر حج کرسکتی ہے؟

جواب: عدت کے دوران عورت کے لیے سفر حج کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔

فلاتخرج المرأة الی الحج فی عدة طلاق أوموت۔ (عالمگیری ص۲۱۹، ج۱) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿حدود حرم سے بغیر احرام باندھے گذرنا﴾

سوال: تقریباً پانچ سال قبل جب ایک سرکاری دورہ پر سعودیہ جانا ہوا تو خوش قسمتی سے میں نے عمرہ کرلیا چونکہ میں سرکاری دورہ پر تھا اس لیے میرے پاس وقت بہت کم تھا۔ میں نے جمعرات کو عمرہ کیا اور ساری رات سفر کے بعد نماز فجر مسجد نبوی میں ادا کی اور واپس مکہ آ گیا اور نماز جمعہ مسجد حرام میں ادا کی اور فوراً جدہ آ گیا چونکہ مجھے یہاں سے واپسی پرواز کو پہنچنا تھا آج پانچ سال بعد میرا ایک دوست کہتا ہے کہ جب کہ دوبارہ مکہ لوٹ کر آئے تھے تو آپ کو دوبارہ عمرہ کرنا چاہیے تھا اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اب میں عمرہ یا حج کروں؟ مہربانی فرما کر رہنمائی فرمائیں۔

جواب: منورہ منورہ سے واپسی پر بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی صورت میں آپ پر حج وعمرہ ادا کرنا واجب ہوگیا تھا اس کے بعد اگر آپ نے اسی سال کوئی حج یا عمرہ نہیں کیا تو اب آپ پر مستقل حج یا عمرہ کرنا

واجب ہے۔ (معلم الحجاج ص۹۳، شامیہ صہ ۲۴۷) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿عورت کا بہنوئی اور بہن کے ساتھ عمرہ کیلئے سفر کرنا﴾

سوال: میری عمر 68 سال ہے میں اپنی اہلیہ کے ساتھ جو کہ 61 سال کی ہے عمرہ کرنے جارہا ہوں میری سالی 74 سال کی بیوہ ہے اس کا کوئی بیٹا پاکستان میں نہیں لہٰذا وہ ہمارے ساتھ عمرہ کرنا چاہتی ہے کیا ایسا جائز اور ممکن ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں آپ کی سالی کے لیے بغیر محرم شرعی کے عمرہ کے لیے جانا درست نہیں ہے اگر چہ وہ بڑی عمر کی کیوں نہ ہو (ومنها المحرم للمرأة) شابة كانت او عجوزاً اذا كانت بينها و بين مكة سيرة ثلاثه أيام۔ (عالمگیری ص ۲۱۸، ج ۱) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿حج بدل کی شرائط وطریقہ﴾

سوال: (۱) اگر کوئی کسی کے لیے حج بدل کرے اور اسی دوران اس بندے پر اپنا حج بھی فرض ہو تو کیا اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا یا حج بدل کے ساتھ ساتھ اس کا اپنا حج بھی ادا ہو جائے گا؟

(۲) کن وجوہات کی بنا پر حج بدل کروایا جاسکتا ہے۔؟

جواب: (۱) جس شخص پر حج فرض ہو اس کے لیے اپنا حج چھوڑ کر حج بدل کرنا مکروہ ہے البتہ حج بدل ادا ہو جائے گا لیکن اس شخص کا اپنا حج ادا نہیں ہوگا اسے اپنا فرض حج دوبارہ ادا کرنا ہوگا۔

(۲) جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور حج ادا کرنے کا وقت ملا لیکن ادا نہیں کیا اور بعد میں ادا کرنے سے عاجز ہو گیا، یا قید ہو گیا، یا ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ جس کی دور ہونے کی امید نہیں یا عورت کے لیے محرم نہیں ہے تو ان صورتوں میں دوسرے سے حج کرانا فرض ہے اپنی زندگی میں کرائے یا مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کر جائے البتہ اس کے لیے درج ذیل شرائط کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(1) جو شخص حج بدل کرائے اس پر حج فرض ہو چکا ہو اگر فرض ہونے سے پہلے حج بدل کروایا تو فرض ہونے کے بعد دوبارہ حج کروانا ہوگا۔ (2) حج فرض ہونے کے بعد وہ ادا کرنے سے عاجز آچکا ہو۔ (3) موت کے وقت تک عاجز رہے۔ اگر مرنے سے پہلے جانے پر قدرت ہو گئی ہو تو دوبارہ خود حج ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (4) مصارف سفر میں حج کروانے والے کا مال خرچ ہونا۔ (5) حج بدل کرنے والا حج بدل کرنے کا طریقہ جانتا ہو۔ (ردالمحتار ص ۶۰۰، ج ۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿ساس کا داماد کے ساتھ حج پر جانا﴾

سوال: اگر کسی عورت کا بیٹا نہ ہو صرف بیٹیاں ہوں تو کیا وہ اپنی بیٹی اور داماد کے ساتھ حج وعمرہ پر جاسکتی ہے؟ کیا ساس داماد کے لیے محرم ہے یا نہیں؟

جواب: ساس کے لیے داماد شرعاً محرم ہے، لہٰذا وہ اپنی بیٹی اور داماد کے ساتھ حج وعمرہ کے لیے جاسکتی ہے۔

(۱) وامهات نساء کم .... الخ۔ (سورۃ النساء)

(۲) اسباب التحريم انواع قرابة مصاهرة .... الخ (الدر المختار مع رد المحتار ۳/ ۳۸)

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿ایک عمرہ کے بعد دوسرے عمرہ پر حلق یا قصر کا حکم﴾

سوال: میں نے تقریباً تین ہفتہ قبل عمرہ کیا اور قصر (بال کٹوانے) کیا اب میں دوبارہ عمرہ کرنے مکہ مکرمہ جارہا ہوں۔ میرے بال ابھی صرف آدھے انچ لمبے ہوئے ہیں کیا اب مجھے پھر سر منڈوانا ہوگا اور یہ کہ کیا میں خود اپنے بال کاٹ یا مونڈ سکتا ہوں؟

جواب: آپ کو دوبارہ عمرہ کرتے وقت سر دوبارہ منڈانا ہوگا اور اگر ممکن ہو تو آپ خود اپنا سر مونڈ سکتے ہیں۔

(معلم الحجاج)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿والدین کی اجازت کے بغیر عمرہ کرنا﴾

سوال: میں اپنے میاں کے ساتھ عمرہ پر جارہی ہوں اور وہاں مکہ مکرمہ میں اپنی بہن کے پاس بھی پندرہ دن رہنا چاہتی ہوں۔

(۲) میری ساس کو فالج ہے اور سسر کو دل کا عارضہ ہے۔ ایک دوسرے کی دیکھ بھال نہیں کرسکتے۔

(۳) اچانک ایمرجنسی میں ان کی دیکھ بھال کا کوئی انتظام نہیں۔ کوئی ایسا رشتہ دار نہیں جو ان کے پاس رہ سکے۔

(۴) کیا ایسے حالات میں ہمیں عمرہ پر چلے جانا ٹھیک ہے؟

(۵) علاوہ ازیں یہ کہ کیا یہ میری ذمہ داری ہے کہ امیں اپنی ساس اور سسر کی دیکھ بھال کروں مہربانی

فرما کر رہنمائی فرمائیں؟

جواب: اگر والدین تنگ دست ہوں اور بیٹے کے سفر پر جانے کی صورت میں ان کے خرچ کا انتظام نہ ہو، یا ضعیف اور بیمار ہوں اوران کی خدمت اورخبر گیری کے لیےاور کوئی موجود نہ ہوتب تو ان کواجازت اور مرضی کے خلاف عمرہ کے سفر پر جانا جائز نہیں، لیکن اگر ان کے خرچ، خدمت اور علاج معالجہ کا مناسب اور معقول متبادل موجود ہوتو عمرہ پر جانا درست ہے۔

چونکہ مذکورہ صورت میں والدین کی خدمت کا بظاہر کوئی اور معقول انتظام نہیں ہے، اس لیے والدین کی خدمت بیٹے پر لازم ہےاوران حالات میں اس کا عمرہ پر جانا درست نہیں ہے۔

والدین کی صحت یابی یا خدمت اور علاج کا متبادل اور معقول انتظام ہونے تک اس سفر کو مؤخر کرنا چاہیے۔

اپنے ساس اور سسر کی خدمت کرنا آپ کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ بالخصوص جبکہ وہ خدمت کے محتاج بھی ہوں تو ان کی خدمت کا اجروثواب مزید بڑھ جاتا ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿کتاب النکاح﴾

﴿نکاح ''متعہ'' حرام ہے﴾

سوال: میری ایک شیعہ سے بات ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ متعہ اسلام میں جائز ہے اور حضور پاک ﷺ کے زمانے میں ہوتا رہا اور اسلام میں تحریف کرنے والے لوگوں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے ختم کیا ''میں دو متعہ حرام کرتا ہوں جو آج سے پہلے جائز تھے یعنی متعہ النساء ومتعۃ الحج ''از حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ (صحیح البخاری ومسلم)

جواب: متعہ حضور ﷺ کی موجودگی ہی میں حرام قرار دیا گیا تھا صحیح مسلم شریف کی روایت ہے

حدثنی ربیع بن سبرہ الجھنی عن ابیہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن المتعۃ وقال الا انھا حرام من یومکم ھذا الی یوم القیامۃ۔ (مسلم شریف ص۴۵۲،ج۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ آج سے قیامت تک کے لیے حرام ہے۔

علامہ نووی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مختار اور درست قول یہ ہے کہ پہلے متعہ حلال تھا غزوہ خیبر کے موقع پر اس کو حرام قرار دیا گیا پھر فتح مکہ کے موقع پر اس کی اجازت دی گئی پھر تین دن کے بعد اس کو ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا۔

والصواب المختار ان التحریم والا باحۃ کانا مرتین فکانت حلالاً قبل خیبر ثم حرمت یوم خیبر ثم ابیحت یوم مکۃ وھو یوم اوطاس لاتصالھا ثم حرمت یومئذٍ بعد ثلاثۃ ایام تحریمھا مؤبدًا الی یوم القیامۃ واستمر التحریم۔ (نووی شرح مسلم ص۴۵۰،ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿بذریعہ ٹیلی فون نکاح کرنے کا حکم﴾

سوال: کیا ٹیلیفون پر نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر ٹھیک ہے تو کتابوں کے حوالہ جات دیجیے۔

جواب: نکاح کے انعقاد کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہوں اور چونکہ ٹیلی فون پر نکاح کی صورت میں یہ شرط نہیں پائی جاتی اس وجہ سے ٹیلی فون پر کیا ہوا نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوتا۔

(ومنها ان یکون الایجاب والقبول فی مجلس واحد حتی لواختلف المجلس بان کان حاضرین فاوجب احدهما فقام الاخر عن المجلس قبل القبول او اشتغل بعمل یوجب اختلاف المجلس لاینعقد و کذا اذا کان احدهما غائبا لم ینعقد۔ (ہندیۃ ۱/۲۶۹)

البتہ یہ صورت ممکن ہے کہ لڑکا یا لڑکی ٹیلی فون پر کسی شخص کو وکیل بالنکاح بنا دیں اور وہ وکیل اپنے مؤکل کی طرف سے مجلس نکاح میں ایجاب یا قبول کر لے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مسلمان خاتون کا اہل کتاب سے نکاح جائز نہیں﴾

سوال: (۱) کیا ایک مسلمان عورت اہل کتاب یہودی مرد سے شادی کر سکتی ہے؟ جس طرح کہ مسلمان مرد یہودی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟ اس کا باقاعدہ حوالہ دیں۔

(۲) ۱۰ سال قبل میری بہن نے یہودی سے شادی کر لی میں نے اس سے قطع تعلقی اختیار کر لی میرے رشتہ دار اور والدین مجھے مطعون کرتے ہیں کیا ان کے طعنوں کی وجہ سے میں اپنی بہن یا بہنوں سے قطع تعلقی ختم کر دوں کیا یہ میرے لیے جائز ہوگا؟

جواب: (۱) مسلمان عورت کا نکاح یہودی مرد کے ساتھ شرعاً جائز نہیں ہے یہ نکاح شرعاً منعقد ہی نہیں ہوتا۔

ولا یجوز تزوج المسلمة من مشرك ولا كتابی كذا فی السراج الوهاج۔

(الفتاویٰ الہندیۃ ۱/۲۸۲)

(۲) آپ کا اپنی بہن سے عارضی طور اس غرض سے قطع تعلقی اختیار کرنا کہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو شرعاً درست ہے اور اس پر آپ کے والدین یا دیگر رشتہ داروں کا آپ کو طعنہ دینا شرعاً جائز نہیں ہے یہ تفصیل اس وقت ہے جبکہ اس کے خاوند نے اسلام قبول کر کے دوبارہ نکاح نہ پڑھوایا ہو۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿بیوی کی اصلاح کیسے کی جائے؟﴾

سوال: بیوی بدزبان ہے؟ اور میری بات نہیں مانتی اصلاح کیسے کی جائے؟

جواب: اس کو پیار و محبت سے سمجھاؤ اگر پھر بھی نہ مانے تو اپنا بستر اس سے الگ کر لو اگر پھر بھی نہ مانے تو بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت اس کو مار بھی سکتے ہیں۔ والّلاتی تخافون نشو زهن فعظوهن واهجر وهن فی

المضاجع واضر بوهن فان اطعنکم فلاتبغوو علیهن سبیلا (النساء)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿غیر شادی شدہ ہونے کی شرط نہ پائے جانے کی صورت میں نکاح کا حکم﴾

سوال: نکاح میں کہا گیا تھا کہ لڑکی باکرہ ہے جبکہ بعد میں پتہ چلا کہ پہلے بھی شادی ہوئی تھی اب نکاح کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: نکاح ہوگیا ہے البتہ لڑکی والوں کو کذب بیانی کا گناہ ہوگا۔

فاذا شرط احدهما لصاحبه السلامة عن العمی والشلل والزمانة اوشرط صفت الجمال اوشرط الزوج علیها صفت البکارة فوجد بخلاف ذالك لایثبت له الخیار هکذا فی التتار خانیة۔

(ھندیۃ ۱/۲۷۳)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿سید لڑکی کا غیر سید لڑکے سے نکاح کا حکم﴾

سوال: میں ایک سید خاندان سے تعلق رکھتا ہوں میری ۴ بیٹیاں ہیں چاروں ہی غیر شادی شدہ ہیں چونکہ میرے خاندانی رواج کے مطابق سید لڑکی کی غیر سید لڑکے سے شادی نہیں ہوسکتی میں سخت پریشان ہوں۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتایئے کہ کیا سید لڑکی کا غیر سید لڑکے سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اولیاء سے کسی نے اگر سید لڑکی کا اس کی اجازت سے غیر سید کے ساتھ نکاح کر دیا تو یہ نکاح منعقد ہو جائے گا عوام میں جو مشہور ہے وہ غلط ہے اور محض اسی وجہ سے لڑکیوں کو بٹھائے رکھنا درست نہیں ہے بلکہ اگر دینی اور دنیاوی اعتبار سے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو لڑکی کا نکاح کر دینا چاہیے۔

لو زوجها احد الاولیاء من غیر کفؤ برضاها من غیر رضا الباقین یجوز عند عامة العلماء۔

(بدائع الصنائع ۲/۳۱۸)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿زانی اورزانیہ کے نکاح کا حکم﴾

سوال: میرا ایک دوست ہے جو امریکہ میں رہتا ہے، وہ ایک لڑکی اس سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن وہ شادی سے پہلے ہی وہ فعل کر بیٹھے ہیں جو کہ شادی کے بعد انہیں میاں بیوی کی حیثیت سے کرنا چاہئے تھا۔

مسئلہ اب یہ ہے کہ وہ دونوں شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن میری بات سے وہ شک میں پڑ گئے ہیں کہ ساری زندگی حرام گذارنی ہوگی آپ سے یہ گذارش ہے کہ اس مسئلے کا حل بتائیں کیا کوئی صورت نکل سکتی ہے کہ ان کی شادی ہو سکے؟ کیا کوئی کفارہ ہے؟

جواب: جس عورت سے مرد نے زنا کیا ہو اس کے ساتھ زانی کا نکاح شرعاً جائز ہے زنا کی وجہ سے اس عورت سے نکاح حرام نہیں ہوتا۔

فی مجموع النو ازل اذاتزوج امراۃ قد زنا هو بها وظهر بها حبل فالنکاح جائز عندالکل وله ان یطأها عندالکل۔ (ھندیہ ۲۸۰)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مسلمان مرد کا ہندو عورت سے نکاح﴾

سوال: کیا کوئی مسلمان مرد ہندو عورت سے شادی کر سکتا ہے؟

جواب: ہندو لڑکی سے مسلمان کا نکاح کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

لایجوز نکاح المجوسیات ولا الوثنیات وسواء فی ذلك الحرائر منهن والاماء کذا فی السراج الوهاج ویدخل فی عبدۃ الاوثان عبدۃ الشمس والنجوم والصور التی استحسنوها۔ الخ۔

(عالمگیری ص۲۸۱، ج۱)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿''کفو'' کا شرعی حکم﴾

سوال: کیا اسلام میں ہے کہ رشتہ طے کرتے ہوئے ذات کو دیکھنا چاہیے نیز کسی دوسرے خاندان یا کسی دوسری ذات میں بھی رشتہ دیا جا سکتا ہے اور یہ کہ اس سلسلہ میں لڑکے اور لڑکی کی عمر کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے؟ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیجیے۔

جواب: والدین اولاد کے خیر خواہ اور محسن ہوتے ہیں اس لیے رشتہ کے معاملہ میں ان کی رائے اور فیصلہ پر اعتماد

کرنا چاہیے البتہ شرعاً یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنوں میں ہی رشتہ کیا جائے باہر بھی رشتہ کیا جا سکتا ہے۔عجم میں ذات میں برابری کی شرط نہیں ہے البتہ مرد کی طرف سے کفو کا اعتبار کیا گیا ہے کفو کے معنی یہ ہیں کہ مرد، پیشہ، ذہن، دیانت، اور مال میں بیوی کے برابر ہو، لیکن اگر ولی کی رضامندی سے غیر کفر میں بھی نکاح کر لیا تو شرعاً وہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(الکفاءۃ معتبرہ فی ابتداء النکاح من جانبہ ای الرجل لان الشریف تابٰی ان تکون فراشاً للدنی)۔ (شامی ص۳۴۴، ج۲)

ونظم العلامۃ الحموی ماتعبتر الکفاءۃ فقال

ان الکفاءۃ فی النکاح تکون فی ست لھا بیت بدیع قد ضبط

نسب واسلام کذالک حرفۃ حریۃ "ودیانۃ" مال فقط

وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب۔ الخ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿انعقادِ نکاح کیلئے دو گواہ ضروری ہیں﴾

سوال: کیا شادی میں چار آدمی لازمی حاضر ہونے چاہئیں اگر ایسا ہو تو دوسری صورت میں لڑکی جبکہ ۱۸ سال کی ہو اور لڑکا ۲۶ سال کا وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایک مرد اور عورت کی موجودگی میں ایجاب وقبول کر لیں اور اپنے تمام دوستوں کو تو بتا دیں مگر ماں باپ کو نہ بتائیں اور کہیں کہ بعد میں بتا دیں گے جب ضرورت ہوگی۔ مہربانی فرما کر آپ اس قسم کے نکاح یا ایجاب وقبول کا قرآن وسنت کی رو سے کیا معیار قائم کر سکتے ہیں۔

جواب: نکاح کے منعقد ہونے کے لیے دو مردوں کا بطورِ گواہ ہونا ضروری ہے یا ایک مرد اور دو عورتوں کا بطور گواہ موجود ہونا ضروری ہے لہٰذا اگر ایک مرد اور ایک عورت کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرنے سے نکاح منعقد ہوگا۔

ولا ینعقد نکاح المسلمین الابحضور شاھدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین اورجل وامرأتین عدہ ولا کانوا اوغیر عدول او محدودین فی القذف۔ (ہدایہ ص۲۸۶، ج۲)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿شیعہ سنی کے نکاح کا حکم﴾

سوال: کیا شیعہ اور سنی کی شادی شرعاً حرام ہے؟ یہ کس اصول کے تحت حرام ہے؟ اگر یہ حرام ہے تو پھر کیا شیعہ مسلمان نہیں ہیں؟

جواب: شیعوں کے بہت سے فرقے ہیں۔ وہ سب اپنے آپ کو شیعہ اور اثناءعشری کہتے ہیں اور اہل سنت سب کو رافضی کہتے ہیں، یہ تمام فرقے علی الاطلاق کافر نہیں ہیں، بلکہ ان میں سے جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدائی کے قائل ہوں یا قرآنِ کریم کو تحریف شدہ مانتے ہوں یا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہوں یا اس قسم کے کسی اور کافرانہ عقیدے کے معتقد ہوں تو وہ کافر ہیں، اور ان سے نکاح نہیں ہوتا، اور جو لوگ اس قسم کے کفریہ عقائد نہ رکھتے ہوں وہ کافر تو نہیں ہیں مگر اس کا نکاح کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکی سے کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ سنی لڑکی کا کفو نہیں ہے۔

"وبھذا ظھر ان الرافضی ان کان ممّن یعتقد الألوھیة فی علیّ اوان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق اویقذف السیدہ الصدیقة فھو کافر لمخالفته القواطع المعلمومة من الدین بالضرورۃ (شامیہ۳/۴۶)

وفی البحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین، ویکفر من اراد بغض النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ..... وبعد أسطر بقذفه عائشة رضی اللّٰه عنھا من نسائه صلی اللّٰه علیه وسلم فقط و بانکارہ صحبة ابی بکر رضی اللّٰه عنه۔ (۱۱/۳) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿کیا شادی کے رسم ورواج کا خرچہ شوہر پر لازم ہے؟﴾

سوال: میں یہاں سنگاپور میں پی ایچ ڈی کا کورس کرنے آیا ہوں جو کہ دو سال کا ہے اور اس میں کوئی چھٹی نہیں ملتی۔

سنگاپور روانگی سے پہلے میرا نکاح ہوا مگر رخصتی نہیں ہوئی میرے لیے پاکستان آنا ممکن نہیں چونکہ میں ایک سٹوڈنٹ ہوں اور وظیفہ پڑھ رہا ہوں لہٰذا آنے جانے کا خرچہ بھی برداشت نہیں کرسکتا اتنا ضرور ہے کہ اگر بیوی آجائے تو ہم اسی وظیفہ میں ذرا کفایت کر کے گذارا کرسکتے ہیں میں نے اپنے سسرال والوں کو لکھا ہے کہ میں ٹکٹ بھیج دیتا ہوں اور ولیمہ یہاں سنگاپور میں ہی کرلوں گا انہوں نے جواب میں زیورات اور دلہن کے پارچات کا مطالبہ کیا ہے چونکہ ان کا کنبہ بڑا ہے اور وہ لوگ رخصتی ذرا دکھاوے سے کرنا چاہتے ہیں میں نے معذرت کی تو کہتے ہیں کہ تم بنک سے قرضہ لے لو میں نے ان سے کہا ہے کہ میں حق مہر کی رقم -/51000 روپے اور ٹکٹ بھیج دیتا ہوں آپ اس میں جو بھی ہو کرلیں مگر وہ اس پر بھی راضی نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ (۱) کیا اس قسم کے اخراجات جو رسم ورواج پر کیے جاتے ہیں میرے ذمے واجب ہیں؟ (۲) کیا میں اس مقصد کے لیے قرض لے لوں چونکہ قرضہ تو سود کے ساتھ ہی ملے گا واپسی بھی مشکل اور وقت طلب ہوگی ایسی صورت حال میں مجھے کیا کرنا چاہیے مہربانی فرما کر میری رہنمائی فرمائیں؟

جواب: شریعت مطہرہ نے بیوی کا حق مہر، نان ونفقہ اور رہائش مہیا کرنا شوہر کے ذمہ لازم قرار دیا ہے اس کے علاوہ شادی بیاہ کے دیگر رسم ورواج اور غیر ضروری اخراجات اس پر لازم نہیں ہیں۔

اس لیے صورتِ مذکورہ میں غیر ضروری اور رسم ورواج وغیرہ کے اخراجات برداشت کرنا آپ کے ذمہ لازم نہیں ہیں اور اس مقصد کے لیے بنک سے سودی قرضہ لینا بھی درست نہیں ہے اور نہ ان حضرات کو اس بات پر اصرار کرنا جائز ہے کہ آپ غیر ضروری اخراجات کے لیے جہاں سے چاہیں پیسے مہیا کریں، آپ سادگی اور کفایت شعاری کے ساتھ اپنی حیثیت کے مطابق خرچہ کرتے ہوئے تمام امور انجام دیں۔

باب النفقة: النفقة تتعلق باشياء منها الزوجية والا حتباس فتجب على الرجل نفقة امرأته المسلمة .... الخ (الھندیہ ۱/۵۴۴ فتاوی قاضیخان علی ھامش) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿ دورِ حاضر میں شوہر کا بیوی سے جدا رہنا ﴾

سوال: میں کوریا میں MSc کر رہا ہوں میں شادی شدہ ہوں اور دو بچے بھی ہیں مجھے یہاں کوریا میں آئے ایک سال ہو گیا ہے اور ابھی ایک سال کا کورس اور ہے سوال یہ ہے کہ شادی شدہ آدمی اپنی بیوی سے کتنے عرصہ کے لیے دور رہ سکتا ہے۔

جواب: شوہر بیوی سے چار ماہ تک بغیر بیوی کی اجازت کے اور چار ماہ سے زائد کی صورت میں بیوی کی اجازت سے دور رہ سکتا ہے کیونکہ چار ماہ میں ایک مرتبہ ازدواجی تعلق قائم کرنا بیوی کا شرعی حق ہے اور وہ اس حق کا مطالبہ کر سکتی ہے اور چاہے تو اپنا یہ حق چھوڑ بھی سکتی ہے۔

البتہ یاد رہے کہ یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے کہ جبکہ اس طرح بیوی سے دور رہنے کی صورت میں میاں بیوی میں سے کسی کے فتنے اور گناہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہو اگر کسی ایک کے بھی فتنے میں مبتلا ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو تو وہاں بیوی کی اجازت کے ساتھ بھی سفر اختیار کرنا جائز نہ ہوگا اور اس میں مدت کی کوئی قید نہیں ہے اور جہاں غالب گمان تو نہ ہو مگر کسی درجے میں احتمال ہو تو وہاں بھی حتی الامکان اس سے احتراز ہی لازم ہے۔ (ماخذہ: فتاویٰ عثمانی ۱/ ۳۱۱، ۳۱۲) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿ دوسری شادی کیلئے پہلی بیوی سے اجازت لینے کا حکم ﴾

سوال: کیا کسی شخص کو دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے جب کہ پہلی کو طلاق نہ

دے کیا دوسری بیوی کی بلا وجہ یا پہلی بیوی کے دباؤ کے تحت طلاق دینا درست ہے۔ کیا اگر کوئی عورت کسی آدمی کو جادو کے ذریعہ شادی پر آمادہ کر لے تو اس کے ساتھ نکاح درست ہوگا اور اس حرکت کا خاوند کو بعد میں پتہ چل جائے تو وہ اس کو طلاق دے سکتا ہے۔ یا کہ یہ شادی خود بخود تحلیل ہو جائے گی۔

جواب: دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے لیکن دونوں کے حقوق کی ادائیگی میں برابری شرط ہے اگر کمی کرے گا تو آخرت میں پکڑ ہوگی اگر جادو کے ذریعے شادی پر آمادہ کر لے تو نکاح درست ہے مگر ایسا کرنا ناجائز ہے ایسی عورت کے ساتھ اگر نباہ ہو سکتا ہو تو اس کو طلاق نہ دینا چاہیے اگر نباہ ممکن نہ ہو اور لڑائی جھگڑے ہوتے ہوں تو طلاق دے سکتے ہیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿اہل کتاب سے نکاح کا حکم﴾

سوال: میرے ایک دوست کا خیال ہے کہ ایک مسلمان مرد عیسائی عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہے خواہ وہ عورت اپنا مذہب تبدیل نہ بھی کرے میرا یہ نکتہ نظر ہے کہ سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ کسی مشرک سے شادی نہ کرو تاوقتیکہ وہ مسلمان نہ ہو جائے چونکہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں (نعوذ باللہ) اور مشرک ہیں میں نے سنا ہے کہ کچھ عیسائی فرقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بھی مانتے ہیں تو وہ صرف مشرک ہی نہیں بلکہ کافر ہیں میرے خیال میں کرسچن عورت کو مسلمان کیے بغیر اس سے شادی نہ کرنی چاہیے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: قرآن مجید میں جہاں اللہ رب العزت نے مشرکہ عورت سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے وہاں دوسرے مقام پر اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت بھی دی ہے دیکھئے (سورۃ المائدہ رکوع ۱، آیت ۵) اور یہ بات ظاہر ہے کہ اہل کتاب نزول قرآن کے وقت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسے خیالات رکھتے ہیں جو توحید کے منافی اور مشرک ہونے کا سبب تھے اس کے باوجود اللہ کی طرف سے ان کے ساتھ اجازتِ نکاح دینا اس بات کا اعلان ہے کہ اس مسئلہ میں اہل کتاب کا حکم عام مشرکوں سے بالکل الگ ہے اگرچہ اسلام اس بات کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کی جائے تاہم مطلقاً اجازت سے انکار نہیں کیا جا سکتا یاں موجود دور کے یہود و نصاریٰ کے متعلق یہ بات قابل غور ہے کہ وہ اہل کتاب کی تعریف میں داخل ہیں یا نہیں، اور ظاہر بات یہ ہے کہ آج کل کے اکثر یہود و نصاریٰ فقط نام کے یہود و نصاریٰ ہیں جن کا اپنی کتاب اور اس کی تعلیمات پر سرے سے ایمان نہیں ہے، بلکہ یہ دھریہ قسم کے لوگ ہیں جو صرف تعداد

بڑھانے کے لیے یا اپنی قومی نسبت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے یہودی یا عیسائی ہونے کا ذکر کرتے ہیں اس جیسی صورتحال میں ان کی عورتوں کے مسلمان ہوئے بغیر ان سے نکاح جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ اہل کتاب میں سے نہیں ہوں گے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿عیسائی لڑکی سے نکاح کا شرعی حکم﴾

سوال: ایک مسلمان نوجوان عاقل و بالغ ایک عیسائی عاقل و بالغ لڑکی سے دو بالغ گواہوں کی موجودگی میں (اپنے تئیں) نکاح کرلیا۔ اس نکاح کا علم ان دو گواہوں کے علاوہ کسی اور کو نہیں لڑکے نے تین دفعہ لڑکی کو اپنے نکاح میں لینے کی تجویز دی اور دونوں نے ایک دوسرے کو قبول کرلیا کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے؟

جواب: اگر مذکورہ لڑکی واقعتاً عیسائی ہے کہ خدا کے وجود کو مانتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی مانتی ہے اور انجیل کو خدا کی کتاب مانتی ہے تو اس صورت میں اگر دو عاقل بالغ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے تو شرعاً یہ نکاح درست ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد معاذ عفی عنہ)

﴿انعقاد نکاح کے لیے نکاح فارم پر کرنا ضروری نہیں﴾

سوال: آج کل پورے ملک میں یہ رواج ہے کہ نکاح کے وقت نکاح نامہ فارم لازمی پر کرنا ہوتا ہے میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ کیا انعقاد نکاح کے لیے شرعاً یہ فارم پر کرنا ضروری ہے؟

جواب: انعقاد نکاح کے لیے نکاح کے فارم کا پر کرنا شرعاً ضروری نہیں ہے اگر فارم پر کیے بغیر بھی نکاح شرعی طریقے سے کیا جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

النکاح ینعقد بالایجاب القبول بلفظین یعبر بهما عن الماضی) لان الصیغة وان کانت للاخبار وضعا فقد جعلت للانشاء شرعاد فعا للحاجة (وینعقد بلفظین یعبر باحدهما عن الماضی وبالاخر عن المستقبل ..... (الی قوله) (ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین اورجل وامراتین عدولا کانوا اوغیر عدول اومحدودین فی القذف) (الهدایة اولین ص۳۲۶،۳۲۶) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد ام القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿شراب نوشی کرنے والا نیک عورت کا کفو نہیں ہے﴾

سوال: میری بہن کے لیے ایک رشتہ آیا ہے ہم نے استخارہ کیا لیکن ابھی بھی ہم تذبذب میں ہیں وہ رشتہ مجھے اس لیے پسند نہیں کہ لڑکا پہلے بہت زیادہ شراب پیتا تھا اب بھی کم کم پیتا ہے، والدین کو اچھا اس لیے لگتا ہے کہ لڑکا امیر خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔اور کہتے ہیں کہ لڑکا بعد میں ٹھیک ہوسکتا ہے۔کیا ہم اس بات پر بھروسہ کر لیں کہ وہ ٹھیک ہو جائے اور کیا ایسے شخص کو نیک صالح لڑکی کا رشتہ دینا ٹھیک ہے؟

جواب: جو شخص شراب نوشی کرتا ہو اور اس سے باز نہ آئے تو ایسا شخص فاسق وفاجر ہے،اور فاسق انسان نیک اور صالح کے برابر اور اس کا کفو نہیں ہوسکتا،سوال میں ذکر کردہ صورتحال کے مطابق اگر وہ لڑکا واقعی شراب نوشی کرتا ہے تو محض اس کے مالدار ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے ایک نیک وصالح لڑکی کا اس سے نکاح کرنا مناسب نہیں،ہاں اگر لڑکا اس برے عمل سے سچے دل سے توبہ واستغفار کرے اور نیکی وصلاح کا اثر اس پر نظر آنے لگے تو اس کے ساتھ رشتہ طے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱) حتی لو ان امرأة من بنات الصالحين اذا زوجت نفسها من فاسق كان للاولياء حق الاعتراض ...... لان التفاخر بالدين احق من التفاخر بالنسب"۔(بدائع الصنائع ۲/۴۲۱)

(۲) ایضاً فی البحر الرائق (۲/۱۳۲) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿انعقاد نکاح سے قبل کلمہ پڑھنا﴾

سوال: کیا نکاح سے قبل کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے یہ کس کی سنت ہے؟

جواب: نکاح سے قبل کلمہ طیبہ پڑھانا ضروری نہیں ہے اور جو علماء پڑھواتے ہیں وہ محض احتیاط پر مبنی ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿"هن لباس لكم وانتم لباس لهن"﴾

﴿آیت کے زیر تحت زوجین کے باہمی تعلق کی حدود﴾

سوال: مسئلہ عرض ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں شرعی طور پر ان کو آپس کے تعلقات میں کس حد تک اختیار دیا گیا ہے۔کیا یہ اپنی ہر خواہش ایک دوسرے سے پوری کر سکتے ہیں یا ان کے درمیان تعلقات میں کچھ پابندیاں بھی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کوایک دوسرے کے لیےلباس قرار دیا ہےیعنی انسان رشتہ ازدواج کی برکت سے گناہوں سے بچ جاتا ہےاوراپنے فطرتی جذبات کی جائزاورحلال طریقے سے نکاسی کر لیتا ہےلیکن دین اسلام جو کہ سراسر رحمت ہے نے اس مسئلہ میں میاں بیوی کومکمل طور پرآزادی نہیں دی ہے کہ جب چاہوجس حالت میں چاہوجس طرح چاہو چوپایوں کی طرح جو جی میں آئے کرتے چلے جاؤ بلکہ دین اسلام نے انسانوں پراحسان فرماتے ہوئے کچھ پابندیاں عائد کی ہیں جن کا خیال رکھنا انسان کی وجۂ امتیاز بھی ہے۔

مثلاً شریعت نے اس کی تو اجازت دی ہے کہ اگر اصل ہمبستری کی جگہ(فرج) میں ہمبستری کی جائے تو کھڑے ہوکر بیٹھ کر جس انداز میں ہو جائز ہےلیکن مقعد کی جگہ کو استعمال کرنا حرام اور ناجائز ہے۔اسی طرح حالت حیض میں ہمبستری کوحرام قرار دیا ہے۔

ایک مسلمان(مردوعورت) کو چاہیے کہ وہ رشتہ ازدواج کے مبارک تعلق کوگناہوں سے بچنے کااورنسل کے جاری رکھنے کا ذریعہ سمجھتے ہوئے ایسےلعنت زدہ مغربی طورطریقوں سے مکمل اجتناب کرے کہ جن سے یہ شبہ بلکہ یقین ہوتا ہے کہ شاید انسان کا مقصد زندگی ہی شہوانی لذات کا حصول اور سفلی جذبات کا تابع رہنا ہے۔مسلمان کواس قسم کے امور سے محفوظ رہ کراوراس رشتہ کوامانت الٰہی سمجھتے ہوئے اسلامی طریقے کےمطابق زندگی گذارنی چاہیےاوردنیاوی زندگی سے زیادہ اخروی زندگی کی نعمتوں کوحاصل کرنے کے لیےفکرکرنی چاہیے۔

ویسئلونك عن المحیض قل هوا ذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوهن حتی یطهون فاذا تطهّرن فاتوهن من حیث امرکم اللّٰه ان اللّٰه یحب التوابین ویحب المتطهرین نساؤکم حرث لکم فاتو حرثکم انی شئتم۔ الخ(پ۲،البقرہ۲۲۲،۲۲۳) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح کا حکم﴾

سوال: میری بہن اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی نندکودینا چاہتی ہےاورنند کے بیٹے یعنی جس لڑکےکورشتہ دینا ہےاس نےاور لڑکی کے بھائی نےایک شہری عورت کادودھ اکٹھا پیا ہوا ہےتو کیا آیا یہ رشتہ ہوسکتا ہے یانہیں؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ تفصیل کےمطابق آپ کی بہن اپنی بیٹی کارشتہ اپنی نند کےمذکورہ بالا بیٹے کےساتھ کرسکتی ہے۔

(وتحل اخت اخیه رضاعا) یصح اتصاله بالمضاف کان یکون له اخ نسبی له اخت رضاعیة اخت نسباوبها وهو ظاهر (درمختار۳/۲۱۸) ....واللہ اعلم

(محموداحمد)

﴿باب الرضاع﴾

﴿بیوی کے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی﴾

سوال: اگر غلطی سے بیوی کا دودھ شوہر کے حلق میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ان دونوں کا نکاح باقی ہے مدت رضاعت کے بعد بیوی کا دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی تاہم چونکہ عورت کا دودھ مدت رضاعت کے بعد مرد کے لئے حرام ہے اس لئے یہ خاوند اپنے کئے پر توبہ کرے اور آئندہ احتیاط کرے۔

(۱) اذا مص الرجل ثدی امرأته وشرب لبنها لم تحرم علیه امرأته لما قلنا انه لارضاع بعد الفصال"۔ (الخانیہ علی ھامش الھندیۃ ۱/۴۱۷) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کتنی دفعہ دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی؟﴾

سوال: کیا رضاعت کے لیے دودھ پلانے والی کے ارادی یا غیر ارادی کام سے رضاعت پر کوئی اثر پڑتا ہے کیا رضاعت کے لیے قبل از وقت ارادہ ضروری ہے۔ اگر کوئی عورت وقتی طور پر ایک بچہ کی زندگی بچانے کی خاطر اس کو دودھ پلا رہی ہے اور پھر کبھی نہیں پلاتی تو کیا ایسی عورت بچے کی رضاعی ماں بن جاتی ہے مجھے ویب سائٹ سے جواب ملا ہے کہ رضاعی ماں کہلانے یا بننے کے لیے ایک دن اور ایک رات مکمل طور پر کسی بچے کو دودھ پلایا جائے یا ۱۵ پندرہ مرتبہ بغیر کسی ناغہ کے وہ دودھ پلاتی رہے۔ اسی طرح شافعی میں پانچ دفعہ دودھ پلانے سے رضاعی ماں بنتی ہے جبکہ حنفی مسلک میں رضاعی ماں بننے میں دودھ کی مقدار یا مدت کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ اگر کسی عورت نے اپنا ایک قطرہ دودھ بھی کسی بچے کو پلا دیا تو وہ اس کی رضاعی ماں بن جائے گی۔

جواب: اگر کسی عورت نے کسی بچے کو مدت رضاعت میں دودھ پلایا تو وہ عورت اس کی رضاعی ماں بن جائے گی چاہے ایک قطرہ پلایا ہو یا اس سے زیادہ نیز جان بوجھ کر پلایا ہو یا کسی مجبوری کی وجہ سے بہر صورت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

قلیل الرضاع و کثیرہ اذا حصل فی مدة الرضاع تعلق به التحریم الخ۔ (ھندیہ ص۳۷۶، ج۱)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿کتاب الطلاق﴾

﴿حالت نشہ میں دی گئی تین طلاقوں کا حکم﴾

سوال: اگر کوئی شرابی خاوند نشہ کی حالت میں اپنی حاملہ بیوی کو تین طلاق دے دے تو کیا یہ طلاق لوٹائی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں تینوں طلاقیں ہو چکی ہیں اور اب رجوع اور نکاح بغیر حلالۂ شرعیہ کے جائز نہیں ہے اور شراب کے نشے میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

الفتویٰ انه اذا سکر من محرم فیقع وعتاقه غنیة ذوی الاحکام فی بغیة دارالحکام ۱/۳۶۰

من قال لامرأته انت طالق ثلثا فقال مالك والشافعی وابو حنیفة واحمد وجماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث۔ (نووی شرح صحیح المسلم ۱/۴۷۸) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿''اب ہمارا فیصلہ ہونا چاہیے ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے''﴾

﴿اور ''آج یہاں اب سے تمہاری اور میری ختم'' الفاظ کا شرعی حکم﴾

سوال: گھریلو لڑائی جھگڑا کے دوران شوہر غصہ میں بیوی سے کہتا ہے کہ ''اب ہمارا فیصلہ ہو جانا چاہیے ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے'' یا یہ کہتا ہے ''آج یہاں اب سے تمہاری اور میری ختم اور اپنے گھر والوں کو بلاؤ اور فیصلہ کراؤ''۔ سوال یہ ہے کہ اوپر مذکورہ باتوں سے کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے جبکہ میاں نے غصہ میں بھی طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا۔

جواب: صورت مسئولہ میں شوہر کے اس قول ''اب ہمارا فیصلہ ہو جانا چاہئے ہم اکھٹے نہیں رہ سکتے'' سے کچھ بھی واقع نہیں ہوا اور شوہر کے اس قول ''آج یہاں اب سے تمہاری اور میری ختم'' کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کی مراد اس سے نکاح کو ختم کرنا تھا تو ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے۔

وما کان بالفارسیة من الالفاظ مایستعمل فی الطلاق وفی غیرہ فهومن کنایات الفارسیة

فیکون حکمه حکم کنایات العربیة فی جمیع الاحکام۔ (هندیہ ۱/۳۷۹)

اب اس صورت میں حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اور عدت کے بعد باہمی رضامندی سے نکاح ہوسکتا ہے اور میاں کے اس قول ''اپنے گھر والوں کو بلاؤ اور فیصلہ کرواؤ'' سے کچھ بھی واقع نہیں ہوا۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿''اگر تم نے جانا ہے تو میری طرف سے فارغ ہو'' مذکورہ الفاظ کا شرعی حکم﴾

سوال: میری بیوی ایک شادی میں شمولیت کے لیے اصرار کر رہی تھی جبکہ میں راضی نہ تھا میں نے غصہ میں بغیر طلاق کی نیت کیے یہ الفاظ کہہ دیئے اگر تم نے جانا ہے تو میری طرف سے فارغ ہو۔

جواب: اگر بیوی نے اس شادی میں شمولیت اختیار نہیں کی تو پھر کچھ بھی واقع نہیں ہوا اس لیے کہ شرط ہی نہیں پائی گئی اور اگر بیوی چلی گئی تو پھر حکم یہ ہے کہ اگر ''تم میری طرف سے فارغ ہو'' کو آپ نے یہ معنی لیتے ہوئے کہا کہ ''نکاح سے فارغ ہو'' تو پھر ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر باہمی رضا مندی سے نئے مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ لہٰذا آپ دو گواہوں کے سامنے نئے مہر کے ساتھ ایجاب و قبول کر لیں تو نکاح ہو جائے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور معنی لیتے ہوئے آپ نے یہ الفاظ کہے ہیں تو پھر کچھ بھی واقع نہیں ہوا۔

والاصل الذی علیه الفتوی فی زماننا هذا فی الطلاق بالفارسیة انه کان فیها لفظ لایستعمل الا فی الطلاق فذالك اللفظ صریح یقع به الطلاق من غیر نیة اذا اضیف الی المرأة مثل ان یقول فی عرف دیارنا رها کنم اوفی عرف خراسان بهشتم لان الصریح لایختلف باختلاف اللغات وما کان فی الفارسیه من مایستعمل فی الطلاق وفی غیره فهو من کنایات الفارسیة فیکون حکمه حکم کنایات العربیة فی جمیع الاحکام واللّٰه اعلم۔ (بدائع الصنائع ۳/۱۰۲)

واماحکم الطلاق البائن ...... فان کانا حرین فالحکم الاصلی لمادون الثلاثه من الواحدة البائنة والثنتین البائنتین هو نقصان عدد الطلاق و زوال الملك ایضا حتی لایحل له وطؤها الابنکاح جدید ...... ولا یحرم حرمة غلیظة حتی یجوز له نکاحها من غیر ان تتزوج بزوج أخر لان مادون الثلاثة وان کان بائنا فانه یوجب زوال الملك لازوال حل المحلیة۔

(بدائع الصنائع ۳/۱۸۷)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿تین طلاقوں کے بعد تین ماہ کے اندر رجوع کرنے کا حکم﴾

سوال: اگر کوئی شخص ایک ہی نشست میں اپنی بیوی کو تین طلاق کہہ دے تو اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ ایک حنبلی عالم نے کہا ہے کہ اگر ایک ہی نشست میں تین طلاق دے دی جائیں تو طلاق نہیں ہوتی ایک وکیل صاحب نے بھی اس کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر تین ماہ کے اندر اندر میاں بیوی رجوع کرلیں تو ٹھیک ہے آپ اپنی طرف سے رہنمائی فرمائیں۔

جواب: ایک ہی نشست میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح المسلم میں اس پر چاروں آئمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ اور تین طلاقیں دینے کے بعد نہ رجوع ہوتا ہے اور نہ ہی بغیر حلالہ شریعہ کے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ اس حنبلی عالم کا فتویٰ اور وکیل صاحب کا مشورہ شرعاً قابل اعتماد نہیں۔

من قال مرأته انت طالق ثلثا فقال مالك والشافعي و ابو حنيفة واحمد و جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلث۔ (نووی شرح صحیح مسلم ۱/ ۴۷۸) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بغیر طلاق کی نیت کے ”طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے“ سے طلاق کا حکم﴾

سوال: آنجناب کی خدمت میں ایک سوال پیش کر رہا ہوں اس کا شرعی حکم دریافت کرنا چاہتا ہوں سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے داماد کی حرکتوں سے مجبور ہوکر اس سے اپنی بیٹی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا، اس نے جواباً کہا کہ اگر تمہارا بیٹا میری بہن کو طلاق دے دے تو میں بھی دے دوں گا، اس نے جب بیٹے سے کہا تو اول بیٹے نے انکار کیا پھر باپ کے اصرار پر اس نے یہ الفاظ کہے ”طلاق ہے“ داماد نے کہا اسے کہو پوری طلاق دے، اس نے پھر کہا ”طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے“ بیوی بھی اس مجلس میں موجود تھی، اس شخص (بیٹے) کا کہنا ہے کہ میری طلاق دینے کی نیت نہیں تھی۔ (۱) کیا اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ (۲) پھر باپ نے داماد سے کہا کہ اب تم بھی دو تو اس نے یہ الفاظ کہے ”میں تو سو بار طلاق دے چکا“ آیا اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ (۳) اب داماد ان الفاظ کے کہنے سے بھی منکر ہے ایسی صورت میں اس کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟ جبکہ باپ بھائی اس کے ان الفاظ کے گواہ ہیں۔ امید ہے جلد جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

جواب: (۱) اس صورت میں عورت پر شرعاً تین طلاقیں واقع ہوکر نکاح ٹوٹ چکا ہے اب ان کا آپس میں رجوع کرنا بغیر حلالہ شرعیہ کے جائز نہیں ہے اور اس پر آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اتفاق بھی ہے۔

من قال لامرأته انت طالق ثلاثا فقال الشافعی و مالك و ابو حنیفة واحمد وجماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث (شرح مسلم ص۴۷۸/ ج۱)

(۲) اس صورت میں چونکہ خاوند طلاق کا اقرار کر رہا ہے اور اس کا یہ اقرار صادق ہو یا کاذب خواہ ہنسی مذاق میں کیوں نہ ہو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

ولو اقربا لطلاق کاذباً اوھازلاً وقع قضاء لادیانة۔ (شامی ص۴۵۷/ ج۲)

(۳) صورت مذکورہ میں اس مذکورہ خاتون کے لیے شرعاً جائز نہیں کہ وہ اس مرد کو اپنے اوپر اختیار دے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿حاملہ بیوی کو طلاق دینے کا حکم﴾

سوال: میں امید سے تھی اس دوران میں نے اپنے شوہر کو فون کیا تو اس نے مجھے فون پر طلاق دے دی۔ سوال یہ ہے کہ کیا حاملہ ہونے کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے اور کتنی طلاقیں ہوتی ہیں؟

جواب: حالت حمل میں طلاق واقع ہو جاتی ہے اور عدت اس صورت میں عدت وضع حمل ہے۔

لقوله تعالیٰ: واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (سورۃ: الطلاق)

باقی جب تک ہمیں طلاق کے الفاظ اور ان کی تعداد کا علم نہیں ہو جاتا ہم مذکور فی السوال طلاق کا حکم نہیں بیان کر سکتے اس لیے گذارش ہے کہ آپ ہمیں بذریعہ ای میل طلاق کے الفاظ اور تعداد سے مطلع کریں پھر ہی ہم کچھ عرض کر سکیں گے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿"اگر تم نے (بیوی) مجھ کو (خاوند) طلاق دی تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ﴾ ﴿میں نے تمہیں طلاق دی" کہنے سے تفویض اور طلاق کا حکم﴾

سوال: اگر خاوند بیوی کو حق طلاق تفویض کر دیتا ہے یہ کہہ کر کہ اگر (بیوی) تم نے مجھ کو طلاق دی تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ میں نے (خاوند) تمہیں طلاق دی۔ اب بیوی خاوند کو کہتی ہے کہ میں نے تمہیں طلاق دی یہ کس قسم کی طلاق ہوگی رجعی یا بائنی اور اس کی عدت کیسے ہوگی؟

جواب: ان الفاظ (اگر تم نے مجھ کو طلاق دی تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ میں (خاوند) نے تم (بیوی) کو طلاق دی) کے کہنے سے تفویض نہیں ہوتی اس لیے کہ محل طلاق عورت ہے مرد نہیں ہے اور پھر عورت کے خاوند کو طلاق دینے

سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی نہ رجعی نہ بائن۔ دونوں کا نکاح باقی ہے نیز یاد رہے کہ طلاق کا اختیار ایسے جملے سے حاصل ہوتا ہے کہ جس سے طلاق واقع ہوسکتی ہو۔

(وکل لفظ یصلح للایقاع منه یصلح للجواب منها ومالا) یصلح للایقاع منه (فلا) یصلح للجواب منها فلو قالت انا طالق او طلقت نفسي وقع بخلاف طلقتك لان المرأة توصف بالطلاق دون الرجل۔ (الدرالمختار۲/۵۲۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

«"میں ہر اس عورت کو طلاق دیتا ہوں جس سے میں نکاح کرونگا سوائے تمہارے" کہنے کا حکم»

سوال: میرے شوہر نے یہ الفاظ کہے کہ میں ساری دنیا کی عورتوں کو ایک ہزار مرتبہ طلاق دیتا ہوں اور ہر اس عورت کو جس سے میں آئندہ نکاح کروں سوائے تمہارے تو کیا ایسا کہنے سے اس پر تمام دنیا کی عورتیں حرام ہوگئی ہیں اور چونکہ انہوں نے کہا کہ میں ایک ہزار دفعہ طلاق تمام عورتوں کو دیتا ہوں تو مجھے شک ہے کہ کیا میں بھی انہی میں شامل ہوں یا نہیں کیا اس کا ہمارے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں، چونکہ میرے میاں کا کہنا ہے کہ میرا مقصد تمہارے علاوہ تمام دنیا کی عورتوں سے تھا۔ مہربانی فرما کر رہنمائی فرمائیں۔

جواب: بشرط صحت سوال آپ پر تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی البتہ آپ کے شوہر آئندہ جس عورت سے نکاح کریں گے اس پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

ولو قال نساء أهل الدنيا أوالري طوالق وهو من اهل الري لاتطلق امرأته الا ان نواها رواه هشام عن ابي يوسفؒ و عليه الفتوىٰ۔ (عالمگیری ص۳۵۷/ ج۱) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

«طلاق کا جھوٹا اقرار کرنا»

سوال: میں بیوی کو فون پر کہہ کر آیا کہ طلاق کا انتظار کرو۔ پھر بھائی سے گفت وشنید کرنے لگا بھائی نے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو کیا کہا۔ میں نے صرف لفظ طلاق لکھا، زبانی یہ بھی نہیں کہا کہ "طلاق دی" بلکہ صرف لفظ طلاق لکھ دیا جبکہ بیوی کو تو ابھی انتظار کرنے کو ہی کہا تھا۔

جواب: آپ کے اپنے بھائی کو جواب دینے میں لفظ "طلاق" لکھنے سے بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ اس کو یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی" اگرچہ آپ نے صرف لفظ "طلاق" ہی لکھا ہے اس

کے ساتھ کوئی سابقہ یا لاحقہ نہیں لگایا لیکن چونکہ اس کا سوال یہ تھا ''کہ تم نے اپنی بیوی کو کیا کہا؟'' اور آپ نے جواب میں صرف لفظ ''طلاق'' دس مرتبہ لکھا تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں ''میں نے طلاق دی'' حالانکہ آپ نے حقیقت میں اپنی بیوی کو طلاق دی نہیں تھی شرعی اصطلاح میں اس کو ''طلاق کا جھوٹا اقرار'' کہتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ دیانۃً طلاق نہیں ہوتی البتہ اگر معاملہ عدالت تک پہنچ گیا تو قاضی ظاہر پر فیصلہ کرے گا اور طلاق نافذ کرے گا۔ بہرحال آپ کی بیوی پر دیانۃً کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ولواقر بالطلاق کا ذبا اوھازلا وقع قضاءً لادیانۃً۔ (شامی ۲۳۶/۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ (۱) محض ناپسندیدگی کی بناء پر زوجہ کو طلاق دینے کا حکم ﴾

﴿ (۲) طلاق کے بعد ماں بچے کو کب تک رکھ سکتی ہے؟ ﴾

سوال: ایک سال پہلے میری ایک لڑکی سے شادی ہوئی جو کہ ہمارے دوستوں کے ذریعہ سے طے ہوئی تھی۔ مگر لڑکی والوں نے ہمیں اپنی لڑکی کی عمر غلط بتائی اور اس کی تعلیم کا معیار بھی بی اے، بی ایڈ بتایا حالانکہ وہ میٹرک بھی نہیں اس بات کا مجھے شادی کے دو ماہ بعد پتہ چلا۔ اب وہ میری بیٹی کی ماں بن چکی ہے اور میں نے اس کو طلاق دے دی ہے، ادھر میری والدہ میری بیٹی جو کہ اپنی ماں کے پاس ہی ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے مجھے مجبور کرتی ہے اس ساری صورتحال میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: (۱) آپ کا اس عورت کو محض اس وجہ سے کہ وہ آپ کی شرائط پر پوری نہ اترتی تھی اور آپ کے ساتھ اس کے والدین نے جھوٹ بولا تھا طلاق دینا شرعاً درست نہیں تھا۔

فاذا شرط احدھما لصاحبہ السلامۃ عن العمی والشلل والزمانۃ اوشرط صفۃ الجمال اوشرط الزوج علیھا صفۃ البکارۃ فوجد بخلاف ذالك لایثبت لہ الخیار ھکذا فی التتار خانیۃ۔
(ہندیۃ ۲۷۳/۱)

لیکن چونکہ اب آپ طلاق دے چکے ہیں اور طلاق کی تعداد والفاظ آپ نے تحریر نہیں کیے اس لیے ہم اس بارے میں کچھ عرض کرنے سے قاصر ہیں کہ آپ اس سے رجوع کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ حکم ہم طلاق کے الفاظ اور تعداد معلوم ہونے کے بعد ہی بتا سکیں گے۔

(۲) آپ بچی کو اس کی والدہ سے شرعاً زبردستی نہیں لے سکتے نو سال کی عمر تک اس کو والدہ رکھ سکتی ہے کیونکہ اس مدت میں شریعت نے اس کو حق حضانت دیا ہے۔ نو سال کے بعد آپ اس سے بچی لے سکتے ہیں اس دوران بچی کا خرچ آپ کو دینا ہوگا۔

والام والجدة احق بالجارية حتی تحيض وفی نوادر هشام عن محمد اذا بلغت حد الشهوة فالاب احق وهذا صحيح۔ (ہندیۃ ۱/۶۷۵)

قال الفقيه ابو الليث مادون تسع سنين لاتكون مشتهاة وعليه الفتویٰ كذافی فتاویٰ قاضيخان۔ (ہندیۃ ۱/۶۷۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿کسی چیز کے کھانے پر طلاق کو معلق کرنے کا حکم﴾

سوال: اگر کوئی خاوند بیوی کو کہے کہ اگر تو نے فلاں چیز کھائی تو تیرے اور میرے درمیان کوئی رشتہ نہیں اور کچھ عرصہ بعد کہتا ہے کہ تم وہی چیز کھاؤ ایسی صورت میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ صورت کے مطابق جب شوہر طلاق کی نیت سے بیوی کو یہ کہے کہ اگر تو نے فلاں چیز کھائی تو تیرے اور میرے درمیان کوئی رشتہ نہیں اور کچھ عرصہ بعد بیوی کو وہ چیز کھانے کا کہتا ہے اگر بیوی وہ چیز کھالے تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی جس کے بعد عدت کے دوران یا عدت گذرنے کے بعد بغیر حلالہ آپس میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور اب شوہر کے پاس صرف دو طلاقوں کا اختیار باقی رہ جائے گا۔

واذا اضافه الی شرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامرأة ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیریہ ج۱،ص۴۲۰)

''ولوقال لها لانكاح بينی و بينك أوقال لم يبق بينی وبينك يقع الطلاق اذا نوی''۔ (عالمگیریہ ۱/۳۷۵)

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿''بس اب یہ شادی ختم ہو چکی ہے کسی کو اپنے گھر سے بلاؤ﴾
﴿وہ آ کر تمہیں لے جائے'' کے الفاظ سے طلاق کا حکم﴾

سوال: میں ایک سنی حنفی مسلمان ہوں میری شادی دس سال قبل پاکستان میں ہوئی میں لندن میں مقیم ہوں میرا ایک پانچ سالہ بیٹا ہے۔ حال ہی میں یعنی جون ۲۰۰۷ء میں میری بیوی نے ۹ سال قبل کے ایک واقعہ کی بنیاد پر طلاق کا کیس دائر کرنے کی تیاری شروع کر دی اور اس کا کہنا ہے کہ اس واقعہ کی بنا پر ہمیں ۹ سال قبل طلاق ہو چکی ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ۹ سال قبل ایک بحث میں بات بڑھی تو میں نے غصہ سے کہا کہ ''بس اب یہ شادی ختم

ہوچکی ہے کسی کو اپنے گھر سے بلاؤ وہ آ کر تمہیں لے جائے'' اس کے بعد بیوی خود چلی گئی دو ہفتہ بعد شوہر اس کو گھر لے آیا اور وہ نارمل زندگی گذارنے لگے اب نو سال بعد بیوی کا کہنا یہ ہے کہ اس کے شوہر نے یہ الفاظ تین مرتبہ کہے تھے اور اب اس نے ایک عالم سے مشورہ کیا ہے اس نے کہا کہ ان الفاظ سے طلاق کا مطلب نکلتا ہے اور نو سال قبل طلاق ہوچکی ہے کہ اس نے صرف ایک مرتبہ یہ الفاظ کہے اور اس کا حلفاً کہنا یہ ہے کہ تیسرے دن بھی یہ الفاظ ادا کرنے سے اس کی نیت طلاق کی ہرگز نہیں تھی اس نے ایک مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا ان تمام حقائق کی روشنی میں براہ کرم اپنے فیصلے سے آگاہ کریں۔ طلاق ہوگئی ہوئی تو کونسی؟ کیا اب کوئی حل ہے؟

جواب: بشرط صحت سوال صورت مذکورہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ شوہر کے ادا کردہ مندرجہ ذیل الفاظ ''بس اب یہ شادی ختم ہوچکی ہے کسی کو اپنے گھر سے بلاؤ وہ آ کر تمہیں لے جائے'' کنایہ کے الفاظ ہیں اور شوہر کے بقول اس نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت نہیں کی اس لیے طلاق واقع نہیں ہوئی اس لیے کہ کنائی الفاظ سے طلاق واقع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی جائے۔

لما فی العالمگیریہ:

''ولو قال لانکاح بینی وبینك اوقال لم یبق بینی و بینك نکاح یقع الطلاق اذا نوی (الی قولہ) ولو قال انا بری من نکاحك یقع الطلاق اذا نوی''۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

''میں جب کبھی بھی جس بھی عورت سے شادی کروں تو اس کو میری طرف سے تین طلاق'' کہنے کا حکم

سوال: میں ایک کنوارہ شخص ہوں چند سال پہلے میں بہت غصہ میں تھا اور ذہنی دباؤ کی کیفیت میں میں نے واضح طور پر کہا اور میری نیت یہ تھی کہ ہر نکاح پر میں تین طلاقیں دیتا ہوں، میرے اصل الفاظ یہ تھے، ''میں جب کبھی بھی جس بھی عورت سے شادی کروں تو اس کو میری طرف سے تین طلاقیں'' میری سمجھ کے مطابق میں جب بھی شادی کروں گا طلاق خود بخود واقعہ ہوجائے گی۔ کیا اب کوئی صورت ہے کہ میں شادی کرلوں اور طلاق بھی نہ ہو؟

جواب: سوال میں مذکور مسئلہ کے حل کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اجنبی اس کا نکاح کرادے، پھر جب اس کو نکاح کی خبر پہنچے تو زبان سے اجازت نہ دے، ورنہ تین طلاقیں ہوجائیں گی، خبر سن کر بالکل خاموشی رہے، تحریری اجازت دے دے یا مہر کل یا اس کا کچھ حصہ بیوی کی طرف بھیج دے، تحریری اجازت بیوی کو بھیجنا ضروری نہیں، اپنے ہی طور پر کسی کاغذ پر اس نکاح کی اجازت لکھ لینے سے نکاح نافذ ہوجائے گا اور طلاقیں واقع نہ ہوں گی، تحریری اجازت یا مہر بھیجنے سے قبل اگر کسی نے نکاح کی مبارکباد دی تو اس پر سکوت بھی

زبانی اجازت کے حکم میں ہے، یعنی طلاقیں واقع ہوجائیں گی ایسے موقع پر یہ تدبیر کی جاسکتی ہے کہ مبارک باد دینے والے کو یوں جواب دے کہ ''میں ابھی اس پر غور کررہا ہوں''۔

قال فی العلائیة حلف لایتزوج فزوجه فضولی فاجازحنث، وبالفعل ومنه الکتابة خلافاً لابن سماعة لایحنث به یفتی .... الخ۔ (ردالمحتار۳/۱۴۱، بحوالہ احسن الفتاویٰ ۵/۱۷۶، ۱۷۷)............واللہ اعلم
(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿طلاق ثلاثہ کے بعد بذریعہ قانون تین ماہ میں رجوع کرنا﴾

سوال: اگر کوئی شخص بیوی کو تین طلاق دے دے تو کیا وہ عدت یا تین ماہ کے دوران رجوع کر سکتے ہیں کیا طلاق فوری طور پر مؤثر ہوگی اور کیا دوبارہ رجوع کے لیے کوئی مدت مقرر ہے یا فوری رجوع ہوسکتا ہے۔ پاکستانی قانون کے مطابق تین طلاق کے بعد میاں بیوی تین ماہ تک اکٹھے رہ سکتے ہیں ثالثی کمیٹی ایسا کرتی ہے کیا یہ درست ہے یا غلط؟ مہربانی فرما کر جواب جلدی دیں۔

جواب: تین طلاقوں کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا اور نہ ہی بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے پاکستانی قانون شرعاً غلط ہے۔ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں چاہے اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ دی جائیں اور اس پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔

من قال لامرأته انت طالق ثلثا فقال مالك والشافعی و ابو حنیفة و احمد وجماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث۔ (النووی شرح مسلم ۱/۴۷۸) ....واللہ اعلم
(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿کیا شوہر اپنا حق طلاق ختم کرسکتا ہے؟﴾

سوال: کیا ایک مرد کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنے زبانی طلاق دینے کے حق سے دستبردار ہوجائے جب کہ دونوں میاں بیوی بھی زبانی طلاق پر عقیدہ نہ رکھتے ہوں اور دونوں اس حق سے دستبردار ہونا پسند کرتے ہوں تا کہ ایک محبت بھری شادی بیوقوفانہ غصہ کی نذر نہ ہوسکے۔ کیا اس کی اجازت ہے کہ میں اپنی زبانی طلاق کو کالعدم قرار دے دوں جب کہ میری بیوی بھی خوش ہے۔ ہم نے آپس میں معاہدہ کیا ہے کہ اس کو زبانی طلاق نہیں دے سکوں گا۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ زبانی طلاق دینے کا حق کیسے ختم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ صورت میں مذکورہ شخص کے طلاق دینے کے حق سے دستبردار ہونے کی کوئی حقیقت نہیں ہے جب بھی وہ طلاق کا لفظ اپنی بیوی کے لیے استعمال کرے گا اس وقت طلاق واقع ہوجائے گی پہلے یہ بات کہنے سے کہ میں مستقبل میں کیے جانے والے طلاق کے الفاظ سے بری ہوں اس سے وقوع طلاق پر کوئی

فرق نہیں پڑے گا۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿شرعی نکاح کے بعد بیوی کا مذکورہ جملہ ”یہ فیصلہ میری مرضی کے مطابق نہیں ہوا“﴾

﴿یا ”میں اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوں“ کہنے سے نکاح کا حکم﴾

سوال: ایک صاحب کی شادی ہوئی پہلی رات وہ صاحب بیوی کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارا نکاح اللہ کے فیصلے کے مطابق ہوا ہے جواباً بیوی کہتی ہے:

(۱) یہ فیصلہ میری مرضی کے مطابق نہیں ہوا (حالانکہ ایجاب وقبول رضامندی سے ہوا ہے) شرعاً نکاح کے بارے کیا حکم ہے؟

(۲) اگر اس نصیحت کا جواب یوں دے، کہ میں اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوں تو شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: اگر لڑکی عاقلہ، بالغہ، آزاد ہو تو اس کے نکاح کے لیے اس کی رضامندی ضروری ہے اور بغیر اس کی رضا مندی کے اس کا نکاح درست نہیں ہے لیکن جب بغیر اکراہ شرعی کے نکاح شرعی طریقے پر منعقد ہو گیا تو نکاح شرعی کے بعد لڑکی کے محض اتنا کہنے سے کہ یہ فیصلہ میری مرضی کے مطابق نہیں ہوا یا میں اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوں نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۱) ولا یزوج الکبر البالغة ابو ها علی کرہ منها خلافا للشافعی۔

(فتاویٰ قاضیخان علی هامش الهندیہ فی الفصل الاولیاء ۱/ ۳۵۸)

(۲) قال فی الهندیة: لایجوز نکاح أحد علی بالغة صحیحة العقل من اب او السلطان بغیر اذنها بکرا کانت اوثیباً۔ (ایضاً ص ۲۸۷، ج ۱ کتاب النکاح)

(۳) قال المرغینانی: "وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها۔

(الهدایہ ۲/ ۴۵۷م باب فی الاولیاء والکفار)

(۴) ایضاً فی التاتار خانیة ۲۵/۴ کتاب النکاح معرفة الاولیاء۔

(۵) البحر الرائق ۱۱۰/۳، کتاب النکاح باب الاولیاء والاکفاء۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿فون پر ایک طلاق دینا اور طلاق کا ارادہ کرنا﴾

سوال: آج سے ایک مہینہ اور چودہ دن پہلے میری اپنے خاوند سے لڑائی ہوئی کیونکہ مجھے ان کا ایک راز پتہ چلا

تھا کہ ان کا ایک دوسری عورت سے تعلق ہے۔ جو سن کر مجھے غصہ آ گیا وہ ان دنوں گھر سے باہر گئے ہوئے تھے تقریباً ایک مہینہ ہو چکا تھا میں نے ان کو فون پر کہہ دیا کہ آپ کی چوری پکڑی گئی ہے تو میرے لیے آپ مر گئے ہو میں ایک بیوہ کی زندگی زیادہ پسند کروں گی بجائے ایک طلاق یافتہ کہلانے کے انہوں نے ساری بات نہیں سنی اور فون بند کر دیا اس کے ایک دن بعد انہوں نے مجھے فون کیا اور میرے فون اٹھاتے ساتھ ہی انہوں نے یہ کہا کہ میرے لیے تم بھی مر گئی ہو میں نے تمہیں طلاق دی۔ میں نے ان کا طلاق دی پورا نہیں سنا اور ابھی وہ طلاق دی بولتے ہی جا رہے تھے تو میں نے فون بند کر دیا اس دن کے بعد میری ان سے کوئی بات نہیں ہوئی ان کے رشتہ داروں کی زبانی پتہ چلا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی ہے اب میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ انہوں نے خود ہی اپنے دوستوں کو بتایا ہے طلاق کا۔ میرے خاوند کو یہ بھی پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کون سے طریقے سے طلاق دینے کا حکم دیا ہے ایک دفعہ پہلے بھی انہوں نے اسی طرح کاغذ پر لکھ کر دینے کا کہا تھا اور پھر خود ہی کہا تھا کہ تین دفعہ مختلف وقت میں لکھ کے دوں گا لیکن کاغذ۔ پر کچھ لکھا نہیں تھا بس بات صلح سے ختم ہو گئی تھی۔

جواب: سوال میں ذکر کردہ تفصیل میں غور کیا گیا ہے، اس میں بیان کردہ تفصیل کے مطابق پہلی دفعہ آپ کے شوہر نے آپ کو طلاق لکھ کر دینے کا کہا تھا لیکن اس ارادے کی تکمیل کا وقت نہ آیا لہٰذا اس سے تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی (بشرطیکہ اسی قدر بات ہوئی ہو اور مزید کوئی معاملہ پیش نہ آیا ہو)

بعد ازاں آپ کی تحریر کے مطابق شوہر نے فون پر آپ کو طلاق دی ہے اور آپ کی تحریر سے واضح ہو رہا ہے کہ آپ نے صرف ایک ہی بار طلاق کا لفظ سنا ہے لیکن یہ بات غیر واضح ہے کہ شوہر نے کتنی بار طلاق کا لفظ بولا یا لکھا ہے؟ آپ کی جانب سے ذکر کردہ وضاحت کے مطابق اگر صرف ایک ہی دفعہ صاف لفظوں میں شوہر نے طلاق دی ہو تو اس سے فقط ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے جس کی بنا پر عدت کے دوران بغیر نکاح جدید کے اور عدت گذارنے کے بعد نکاح جدید کے ساتھ آپ باہم مل سکتے ہیں۔

لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت پیش آئی ہے اور شوہر نے ایک سے زائد طلاقیں دی ہیں یا کنائی الفاظ بھی استعمال کیے ہیں تو جواب مختلف ہوگا چنانچہ شوہر سے مکمل وضاحت لے کر مسئلہ کا جواب دوبارہ معلوم کر لیا جائے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿بذریعہ نوٹس ایک یا دو طلاق بھیجنا﴾

سوال: میں نے اپنی اہلیہ کو آج سے تقریباً چھ سال پہلے کسی دباؤ کے تحت طلاق کا ایک نوٹس لکھا تھا جو کہ اس نے وصول ہی نہیں کیا تھا بعد میں نے بلا تاخیر اس سے صلح و رجوع کر لیا اور آج سے تقریباً اڑھائی ماہ پہلے ایک مجبوری

کے تحت اپنی بیوی کو طلاق کا ایک نوٹس اور لکھا لیکن صرف چند دن بعد ہی میں نے اس کو رجوع کے لیے بار بار کہا مگر وہ کسی مجبوری یا غلط فہمی کی بنا پر رضا مند نہ ہوئی لہٰذا مہربانی فرما کر ان حالات کے پیش نظر مجھے میری اور میری اہلیہ کی موجودہ صورتحال کی بابت تفصیلاً آگاہ فرما دیویں۔

جواب: بشرط صحت سوال اگر دونوں نوٹسوں میں ایک ایک طلاق دی گئی ہے تو اب عدت کے اندر خاوند اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور رجوع کرنے میں عورت کی رضا مندی ضروری نہیں، عدت کے اندر بیوی کی رضا مندی کے بغیر بھی طلاق سے رجوع کرسکتا ہے۔

(۱) ولو قال انت طالق الطلاق وقال عنیت بقولی طالعه واحدة وبقول الطلاق اخری یصدق فتقع رجعتیان ان کانت مدخولا بها۔ (ہندیہ ۱/ ۳۵۵ کتاب الطلاق باب الثانی فی ایقاع الطلاق)

(۲) کقوله انت طلاق انت طالق فیقع رجعیتان اذا کانت مدخولا بها۔
(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۲/ ۱۹۹ کتاب الطلاق)

(۳) والرجعی لایزیل الملك الابعد معنی العدة۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار ۲/ ۵۷۶ کتاب الطلاق)

............واللہ اعلم
(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿باب الا یلاء﴾

﴿"ایلاء" کا شرعی حکم﴾

سوال: اگر کوئی شخص اپنی زبان سے کہہ دے کہ وہ چھ ماہ تک اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو تین مرتبہ طلاق ہوگی۔ یاد رہے کہ الفاظ وہ شخص اپنی زبان سے ادا کرتا ہے۔ اب اگر وہ شخص چھ ماہ سے قبل بیوی کے پاس جانا چاہے تو اس کے لیے کیا کیا جائے کیا اس کا کوئی کفارہ ہے؟ مہربانی فرما کر رہنمائی فرمائیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس شخص کے مذکورہ الفاظ "ایلاء" کے الفاظ ہیں اور یمین معلق بھی ہے اگر شخص مذکور چار ماہ سے پہلے بیوی کے پاس چلا جائے گا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی لیکن اگر شخص مذکورہ چار ماہ تک اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

اس صورت میں شخص مذکور کے لیے تین طلاقوں سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ چھ ماہ تک اپنی بیوی کے قریب نہ جائے چھ ماہ گزرنے پر یمین ختم ہو جائے گی البتہ ایلاء ہونے کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی لہٰذا اب نکاحِ جدید کرلے تو بیوی کے پاس جانے سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی۔ تاہم شخص مذکور آئندہ دو طلاقوں کا مالک رہے گا' اس لیے طلاق کے معاملے میں احتیاط لازم ہے۔

فی الدر: ومن الصریح (لوقال واللّٰہ) وکل ماینعقد بہ الیمین (لا أقربك) ...... أوإن قربتك فعلی حج أونحوہ) ...... أ وأنت طلاق أوعبدہٗ حر وجب الجزاء وسقط الایلاء لانتهاء الیمین۔ (وإلا) یقربها (بانت بواحدة) بمضیها الخ (۵۹۳/۲تا۵۹۵)

............واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ)

﴿باب الخلع﴾

﴿خلع حاصل کرنے کے بعد وراثت کا شرعی حکم﴾

سوال: کیا خلع لینے کے بعد بیوی شوہر سے اس کی زمین اور جائیداد میں حصہ دار ہوسکتی ہے یا اس سے بات کر سکتی ہے؟

جواب: شرعی خلع کے بعد عورت شوہر کی جائیداد میں وارث نہ ہوگی چاہے شوہر عورت کی عدت کے اندر ہی فوت ہوجائے۔

(اختلعت منه اواختارت نفسها) ولو ببلوغ وعتق وجب وعنة لم ترث رضاها۔

(الدر المختار مع الشامی ۳/۳۸۹)۔

خلع شرعی سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے وہ مرد اب اس کے لیے غیر محرم ہے لہٰذا اس سے بلاضرورت شرعیہ شدیدہ کے بات کرنا منع ہے اور اگر ضرورت ہوتو پردے کے پیچھے سے بات کرسکتی ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿"خلع" کی صورت میں جدائی، عدت اور رجوع وغیرہ کا حکم﴾

سوال: (۱) عورت کے لیے خلع کے بعد عدت کی کیا مدت ہے؟ (۲) کیا خلع سے رجوع ہوسکتا ہے؟ (۳) اگر خاوند ایک طلاق (طلاق رجعی) کے تین ماہ بعد تک بیوی کے پاس نہیں جاتا تو کیا عورت نیا نکاح کرسکتی ہے۔ یا اس کو دوسرے نکاح سے قبل پہلے تین طلاق حاصل کرنی ہوں گی۔ (۴) اگر مذکورہ تین عوامل کے بعد میاں بیوی رجوع کر لیتے ہیں اور تازہ نکاح کرتے ہیں تو کیا اب پھر خاوند کا حق تین طلاق تک ہوگا یا یہ کہ ایک حق تو وہ پہلے استعمال کر چکا ہے؟

جواب: (۱،۲) خلع کی وجہ سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے اس کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا البتہ باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اور عدت اگر حیض آتا ہوتو تین ماہواریاں ہیں اور اگر حاملہ ہوتو وضع حمل ہے اور اگر حیض آنا بند ہوگیا ہوتو تین ماہ ہے۔ اختلف فی ماهية الخلع قال اصحابنا هو طلاق۔ (بدائع ۳/۱۴۴)

(۳) عدت گذرنے کے بعد عورت آزاد ہے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

(۴) مذکورہ بالا خاوند کو دوبارہ رجوع یا نکاح کی صورت میں دو طلاقوں کا حق حاصل ہوگا۔

اذا خالع امرأته تزوجها تعود اليه بطلاقين عندنا ..... حتى لو طلقها بعد ذالك تطليقتين حرمت عليه حرمة غليظة عندنا بدائع الصنائع ۳/۱۴۴۔

اما الطلاق الرجعي فالحكم الاصلي له هو نقصان العدد۔ (بدائع الصنائع ۳/۱۸۰)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب اللعان﴾

﴿لعان کے بعد حد اور دیگر امور کا شرعی حکم﴾

سوال: (۲) لعان کی صورت میں حق مہر اور دیگر امور کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی صلح کی گنجائش باقی رہتی ہے یا نہیں؟

جواب: حق مہر تو دخول کی وجہ سے بیوی کا حق ہے وہ تو خاوند کو ادا کرنا ہی ہوگا البتہ لعان کے بعد دوبارہ صلح کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس مرد اور عورت کا دوبارہ نکاح لعان کے بعد کسی بھی صورت میں نہیں ہوسکتا۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ لعان کی حالت پر برقرار رہیں یعنی مرد اور عورت اپنے قول پر ڈٹے رہیں البتہ اگر مرد یا عورت میں سے کوئی اپنی بات سے پھر جائے اور اپنی غلطی کا اقرار کرلے تو پھر دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ مرد اگر اپنے قول سے پھر گیا تو اس کو حد قذف لگے گی اور اگر عورت نے زنا کا اقرار کرلیا تو اس پر حد زنا جاری ہوگی۔

قال ابوحنیفة و محمد رحمهما اللّٰه تعالیٰ الفرقة الواقعة فی اللعان فرقة بتطلیقة بائنة فیزول ملك النکاح و تثبت حرمة الاجتماع والتزوج مادا ماعلی حالة اللعان کذافی البدائع (ھندیۃ ۱/۵۱۶)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب الظہار﴾

﴿بیوی کو ''ماں'' کہہ دینے سے نکاح کا حکم﴾

سوال: تقریباً ۱۰ سال قبل میں نے بیوی کو غصے میں کہہ دیا تھا کہ ''میری ماں بس بھی کرو'' اس وقت مجھے اس کے نتائج کے متعلق کوئی علم نہ تھا۔ بہرحال ہم خوش وخرم زندگی بسر کر رہے ہیں مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ اسلام میں تو ایسا کہنا سخت ممنوع ہے۔ مہربانی فرما کر میری رہنمائی فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ظہار کی نیت کے بغیر بیوی کو ''ماں'' کہنے سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ ایسا کہنا مکروہ ہے۔ ویکرہ قوله انت امی ویا ابنتی ویااختی ونحوه۔ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۳/۴۷۰) .... واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿باب الحضانۃ﴾

﴿والدہ کی بچی کے غیر محرم سے شادی کی صورت میں حق حضانت کس کیلئے ہوگا؟﴾

سوال: اگر میاں بیوی میں جدائی ہوجائے وہ خاتون کسی ایسے مرد سے شادی کرلے جو اس کی بچی کا غیر محرم ہو تو کیا اس صورت میں بھی وہ عورت اپنی بچی کو پاس حق رکھتی ہے یا نہیں؟ اور اس صورت میں بچی کو کون اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟

جواب: والدہ کو بچی کی حضانت (پرورش) کا حق تب حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ بچی کے غیر ذی محرم سے نکاح نہ کرے اگر والدہ اس بچی کے غیر ذی محرم سے نکاح کرلے تو اس کا حق حضانت ساقط ہوجاتا ہے اس کے بعد مندرجہ ذیل لوگوں کو بالترتب پرورش کا حق ملتا ہے، نانی، پرنانی وغیرہ پھر دادی، پردادی وغیرہ پھر حقیقی بہن پھر ماں شریک بہن، پھر باپ شریک بہن، اس کے بعد حقیقی بھانجی، پھر ماں کے اعتبار سے بھانجی، اس کے بعد حقیقی خالہ، پھر ماں کے اعتبار سے خالہ، اس کے بعد نانا کی ماں، پھر باپ کے اعتبار سے بھانجی، پھر حقیقی بھتیجی، اس کے بعد ماں کے اعتبار سے حقیقی پھوپھو، اس کے بعد ماں کی خالہ اسی ترتیب کے مطابق یعنی یعنی پہلے حقیقی پھر ماں کے اعتبار سے پھر باپ کے اعتبار سے اس کے بعد باپ کی خالہ اسی ترتیب سے پھر ماں کی پھوپھی اسی ترتیب سے پھر باپ کی پھوپھی اسی ترتیب سے اس کے بعد عصبات کو حق حضانت ملتا ہے وراثت کی ترتیب کے مطابق یعنی باپ، دادا، پردادا پھر حقیقی بھائی، پھر ماں شریک بھائی پھر باپ شریک بھائی وغیرہ۔ الی آخرہ۔

حضانت کے دوران باپ کو بچوں سے ملنے اور ان کا خیال رکھنے کا حق حاصل ہے، جس سے اس کو روکا نہیں جا سکتا۔ (ردالمختار باب الحضانۃ ۲/ ۶۸۷) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿حضانت کی تفصیل﴾

سوال: بچوں کی پرورش کس کی ذمہ داری ہے اس پرورش میں کیا دادی، دادا، نانی، نانا یا دیگر رشتہ داروں کا کوئی خصوصی فرض ہے؟

جواب: حضانت کا لغوی معنی پرورش کرنا، کہا جاتا ہے۔ حضن الطائر بیضه جب پرندہ اپنے پروں کے نیچے انڈے رکھ کر انہیں گرمائش دے۔

حضنت المرأة صبیها، جب کوئی عورت اپنے بچے کو گود میں لے یا اس کی پرورش کرے۔
(لسان العرب، مادہ حضن)

شرعی معنی: جو اپنے امور کو بذات خود انجام نہ دے سکے اس کا خیال رکھنا، اور مصالح کے مطابق اس کی تربیت کرنا۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ ج ۱۷، ص ۲۹۹)

بچوں کی حضانت ایک شرعی حق ہے جو متعلقہ افراد کو ملتا ہے اس حق میں اس ناسمجھ بچے کی بہتری پیش نظر ہوتی ہے جو خود سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکتا ہے اور نہ تربیت کرنے والے کی تربیت و پرورش کے مراحل سے گذرے بغیر عمدہ اوصاف کا حامل ہو سکتا ہے۔ اس کو اس بات کی ضرورت ہے کہ کھانے پینے، پہننے، سونے، جاگنے اور صفائی کرنے میں کوئی اس کی ہر وقت نگرانی کرے اور مناسب اوقات پر مناسب انتظامات کے لیے ہر وقت مستعد رہے۔

دیگر حقوق کے برعکس حق حضانۃ (پرورش کے حق) میں عورتیں مردوں پر مقدم ہوتی ہیں، ان کو یہ حق مردوں کی نسبت ترجیحاً ملتا ہے، کیونکہ عورتوں میں شفقت و مہربانی کے ساتھ بچوں کی پرورش کے اس حق کو انجام دینے کا وصف نمایاں ہوتا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان امرأة قالت: یارسول اللّٰه، ان ابنی هذا کان بطنی له وعاء وثدیی له سقاء وحجری له حواء وان اباه طلقنی واراد ینتزعه منی فقال لها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ''انت احق به مالم تنکحی''۔ (ابوداؤد، ج ۱، ص ۳۱۷)

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا یہ بیٹا، میرا شکم اس کا برتن بنا رہا، میرے سینے سے یہ سیراب ہوتا رہا اور میری گود اس کی پرورش گاہ رہی، اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اب مجھ سے بیٹا بھی چھیننا چاہتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو بیٹے کی زیادہ حقدار ہے جب تک تو آگے کہیں نکاح نہیں کرتی۔

حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ام عاصم کو طلاق دے دی، اُم عاصم کی گود میں بچہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور عاصم بچے کو لینا چاہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ام عاصم دونوں نے اس بچہ کو اپنی جانب کھینچا، وہ بچہ رونے لگا، یہ دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس (فیصلہ کے لیے) چلے گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر! اس کی ماں کا ہاتھ پھیرنا، گود اور خوشبو بھی بچے کے لیے تیرے سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ بچہ بڑا ہو جائے اور اپنے لیے کچھ اختیار کر سکے۔ (ابن شیبہ بحوالہ زیلعی ج ۲، ص ۵۲)

مندرجہ بالا روایات سے یہ واضح ہے کہ حق حضانت میں عورتیں مردوں پر مقدم ہوتی ہیں، البتہ حق ولایت (ولی اور سرپرست ہونے کا حق) مردوں کو حاصل ہوتا ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے، ہمارے پیش نظر فقط حق حضانت سے متعلقہ امور کو ذکر کرنا ہے۔

حق حضانت کی ترتیب:

جب بچہ کے والدین رشتہ زوجیت سے منسلک ہوں تو بچہ دونوں کی تربیت میں پرورش پاتا ہے، لیکن اگر طلاق یا وفات وغیرہ کی وجہ سے دونوں کے درمیان تفریق ہو جائے تو بالاتفاق ماں کو حق حضانت حاصل ہوتا ہے اگر ماں موجود نہ ہو تو مندرجہ ذیل ترتیب کے مطابق یہ حق منتقل ہو جاتا ہے۔

ماں کے بعد نانی، اس کے بعد دادی، پھر حقیقی بہن، اس کے بعد ماں شریک بہن، پھر باپ شریک بہن، اس کے بعد حقیقی بہن کی بیٹی، اس کے بعد ماں شریک بہن کی بیٹی اس کے بعد حقیقی خالہ، اس کے بعد ماں کے اعتبار سے خالہ، اس کے بعد باپ کے اعتبار سے خالہ اس کے بعد باپ شریک بہن کی بیٹی، اس کے بعد حقیقی بھائی کی بیٹی پھر ماں شریک بھائی کی بیٹی، اس کے بعد باپ شریک بھائی کی بیٹی، اس کے بعد حقیقی پھوپھی، پھر ماں کے اعتبار سے پھوپھی، پھر باپ کے اعتبار سے پھوپھی، پھر ماں کی خالہ، اس کے بعد باپ کی خالہ اس کے بعد ماں اور باپ کی پھوپھیاں، اس کے بعد وراثت کی ترتیب کے مطابق عصبات کو حق حضانت حاصل ہوگا، چنانچہ سب سے پہلے باپ کو یہ حق حاصل ہوگا۔ اس کے بعد دادا کو، پھر حقیقی بھائی کو یہ حق ملے گا آخر تک .... عصبات کی ترتیب کے مطابق، اور عصبات کے نہ ہونے کی صورت میں یہ حق ذوی الارحام کی طرف منتقل ہو جائے گا، جس کی تفصیل فقہ کی کتب میں موجود ہے۔ (ملخص: ردالمحتار مع الدرالمختار ۲/۶۹۲۔۲۹۴)

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بھی حق حضانت میں سب سے مقدم ماں ہے، ماں کے بعد حضانت کے استحقاق میں ان کے نزدیک صورتیں قدرے مختلف ہیں جس کی تفصیل ان کی کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

حضانت کے استحقاق کی شرائط:

استحقاق حضانت کی درج ذیل شرائط ہیں:

(۱) پرورش کرنے والے کا بالغ اور عقلمند ہونا ضروری ہے اگر وہ بالغ یا عقلمند نہیں تو وہ خود پرورش اور دیکھ بھال کا محتاج ہے وہ دوسرے کی پرورش کس طرح کرے گا؟

(۲) اگر پرورش کرنے والی عورت کافرہ ہے تو اس کو حق حضانت اس وقت تک حاصل رہے گا جب تک بچہ دین کی سمجھ نہ رکھتا ہو، اور جب یہ اندیشہ ہو کہ بچہ کافرانہ طریقوں سے مانوس ہونے لگا ہے تو پھر اس بچہ کو

کافرہ کی پرورش سے نکال کر کسی مسلمان کی پرورش میں دے دیا جائے گا۔

(۳) اگر پرورش کرنے والا ایسا فاسق ہو کہ اس کے فسق کا ضرر بچہ پر پڑے اور بچہ کی تربیت خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کا حق حضانت ساقط ہو جائے گا لیکن اگر اس کے فسق و فجور کی طرف مائل ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر فاسق شخص سے لے لیے جائے گا۔

(۴) پرورش کرنے والا بچہ کی دیکھ بھال کی استطاعت رکھتا ہو۔ بوڑھا، بیمار، نابینا اور کام کاج کے لیے زیادہ اوقات گھر سے باہر گذارنے والا شخص، بچہ کی دیکھ بھال بہتر طریقہ سے نہیں کر سکتا، جس کی وجہ سے بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو گا لہٰذا ایسے بے استطاعت لوگوں کا حق حضانت بھی ساقط ہو جائے گا۔

(۵) پرورش کرنے والی عورت کا استحقاق اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب وہ اجنبی مرد سے شادی کر لے، ہاں اگر وہ بچہ کے قریبی رشتہ دار سے شادی کرتی ہے تو اس کا حق حضانت ختم نہیں ہوتا۔

(ملخص: ردالمحتار ج ۲، ص ۶۸۸، ۶۹۴، وبدائع الصنائع ج ۴، ص ۴۳، ۴۴)

حضانت کے دوران بچہ کو دوسرے مقام پر لے جانا:

اگر بچہ کی ماں شوہر کی عدت میں ہے تو دورانِ عدت وہ خود بھی شوہر کے گھر میں رہے گی اور بچہ کو بھی وہیں رکھے گی۔ لیکن عدت ختم ہونے کے بعد وہ مندرجہ ذیل مقامات کی طرف مدت حضانت کے دوران بچہ کو لے جا سکتی ہے۔

(۱) کسی قریبی شہر کی طرف لے جا سکتی ہے جس شہر کا ماحول شوہر کی جائے سکونت کے ماحول جیسا ہو، اور جہاں باپ دادا وغیرہ اگر چاہیں تو دن دن میں بچہ کو مل کر رات ہونے سے قبل واپس گھر آ سکیں۔

(۲) ایسے دور شہر کی طرف بھی لے جا سکتی ہے جو شہر اس عورت کا وطن ہو اور شوہر نے اس شہر میں اس عورت کے ساتھ نکاح کیا ہو لیکن عورت بچہ کو کافروں کے ملک کے شہر کی طرف نہیں لے جا سکتی۔

(ردالمحتار ج ۲، ص ۶۹۸، بدائع ج ۴، ص ۴۴)

بچہ جب والدین میں سے کسی ایک کے پاس ہو تو وہ دوسرے کو بچے سے ملاقات کرنے سے منع نہیں کر سکتا، لیکن اس کو اس بات پر مجبور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بچہ کو اس کے ساتھ دوسری جگہ بھیج دے۔

حضانت کا معاوضہ:

اگر بچہ کی ماں اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو پھر حضانت کی اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور اگر پرورش کرنے والی عورت ماں کے علاوہ ہو یا ماں ہو لیکن اس کی عدت ختم ہو چکی ہو یا وہ طلاق بائن کی عدت میں ہو تو وہ حضانت کی اجرت کا مطالبہ کر سکتی ہے، بشرطیکہ بچہ کی کوئی دوسری محرم رشتہ دار

حضانت کے لیے میسر نہ ہو، اگر بچہ کا ذاتی مال موجود ہو تو اس میں سے اس کو اجرت دی جائے گی اور اگر بچہ کا مال موجود نہ ہو تو باپ کے مال میں سے اس کو اجرت ملے گی یا جن لوگوں پر بچہ کا خرچہ واجب ہوگا ان کی جانب سے اجرت وصول کرے گی۔ (ردالمحتار ج۲،ص۶۸۹،ص۶۹۱)

مکان کا کرایہ:

اگر پرورش کرنے والی عورت بچہ کے باپ کی رہائش گاہ میں رہ رہی ہے یا اپنی ذاتی رہائش میں پرورش کر رہی ہے تو اس کو مکان کے کرایہ کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں لیکن اگر پرورش کرنے والی کا کوئی گھر نہیں اور اسے کرایہ پر مکان لے کر رہنا پڑے تو مدت حضانت کے دوران مکان کا کرایہ اس شخص پر واجب ہوگا جس پر بچہ کا خرچہ واجب ہے۔ (ردالمحتار ج۲،ص۶۹۲)

حق حضانت کا اختتام:

بچوں کی حضانت (پرورش) کا آغاز ولادت کے بعد ہو جاتا ہے، جیسے ہی بچہ پیدا ہوا اس کی حضانت سابق میں ذکر کردہ ترتیب کے مطابق شروع ہو جائے گی، اور یہ بات گذر چکی ہے کہ بچہ کی حضانت کا حق مردوں کو ترجیحاً حاصل ہوتا ہے، اگر زوجین کے درمیان رشتہ زوجیت موجود ہو تو ظاہر ہے کہ بچہ گھر میں ماں کی حضانت اور باپ کی ولادت میں پرورش پاتا ہے، لیکن اگر دونوں میں جدائی ہو جائے تو بچے کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہوگا اور یہ حق کب تک حاصل رہے گا اور کب اس کا اختتام ہوگا؟ اس بارے میں حضرات آئمہ کرام کے مختلف اقوال ہیں ان کو بالتفصیل یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) فقہ حنفی کے مطابق لڑکا ماں کی پرورش میں رہے گا یہاں تک کہ وہ پرورش سے مستغنی ہو جائے، خود کھا پی سکے، کپڑے وغیرہ پہن سکے اور استنجا وغیرہ کر سکے اور بچہ تقریباً سات سال کی عمر میں یہ باتیں سیکھ جاتا ہے، اس لیے سات سال کی عمر تک بچہ ماں کی پرورش میں رہے گا اور ایک قول کے مطابق بچہ نو سال تک ماں کی پرورش میں رہے گا۔

اگر پرورش کرنے والی ماں، نانی یا دادی ہو تو بچی بالغ ہونے تک ان کی پرورش میں رہے گی اور ان کے علاوہ کوئی اور پرورش کرنے والا ہو تو بچی نو سال تک ان کی پرورش میں رہے گی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچی خواہ ماں وغیرہ کی پرورش میں ہو یا کسی اور کی پرورش میں بہر حال جب وہ نو سال کی ہو جائے تو اس کی حضانت ختم ہو جائے گی۔

جب ماں، نانی اور دادی وغیرہ کی حضانت کا حق ختم ہو جائے تو بچہ یا بچی باپ دادا وغیرہ کو دے دیئے جائیں گے تاکہ وہ ان کی تعلیم و تربیت اور شادی وغیرہ کا بندوبست کریں۔

بچہ یا بچی کو اس بات کا اختیار نہیں دیا جائے گا کہ وہ ماں اور باپ میں سے جس کے پاس رہنا پسند کریں اس کے پاس رہیں کیونکہ ان بچوں کو وہ بالغ نظری حاصل نہیں کہ وہ دینی اور دنیاوی بھلائیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی ایک طرف کا بہتر انتخاب کر سکیں بلکہ یہ تو ابھی کھیل کود کو پسند کرتے ہیں اور جس کی طرف ان کو کھیل تماشا زیادہ ملے گا وہ ادھر جائیں گے اور جس طرف تعلیم وتعلم اور سیرت واخلاق کی تعمیر کی بات ہوگی وہ اس طرف سے بھاگیں گے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کو (مناسب انداز سے) مارو اور ان کے بستر الگ الگ کر دو۔ (الحدیث)

ظاہر ہے کہ بچوں کو مذکورہ بالا آداب سکھانے کا حکم سرپرستوں کو دیا جا رہا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت اس نہج پر کریں کہ وہ خدا کے فرمانبردار بن جائیں اور اس کے احکام کی تعمیل کریں، ہاں اگر بچہ کا کوئی مرد سرپرست زندہ نہ رہا ہو تو پھر یہ حکم ماں، نانی وغیرہ کے لیے ہوگا اور ان کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ بچہ کی عمدہ تربیت کریں۔

تجربہ اور مشاہدہ اس بات پر شاہد ہے کہ جو بچے ماں کی گود سے ہمیشہ کے لیے چمٹے رہیں وہ مردوں کی نسبت عورتوں کے مزاج سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور مردانہ طریقوں پر ان کو کچھ زیادہ عبور نہیں ہوتا وہ صنف نازک کی لطافت سے متاثر ہو کر مردانہ وقار سے محروم رہتے ہیں ہاں ماں کی گود بیٹی کی پرورش کے لیے زیادہ مفید ہے اس لیے وہ بالغ ہونے تک ماں کی پرورش میں رہے گی۔

حدیث میں ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں حضرت علی، حضرت جعفر اور زید رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا تو نبی کریم ﷺ نے بچی کو اختیار دیئے بغیر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی پرورش میں دے دیا کیونکہ وہاں ان کی خالہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر میں موجود تھیں اور خالہ کو اس بچی کی پرورش کا حق حاصل تھا۔
(دیکھئے اعلاء السنن، ج۱۱، ص۲۶۹۔۲۷۱)

جب بچہ بالغ ہو جائے اور عقلمند اور سمجھدار بھی ہو تو اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس کے ساتھ رہنا چاہے رہ سکتا ہے اب وہ اپنے نفع اور نقصان کا خود ذمہ دار ہے، لیکن اگر سرپرست یہ دیکھے کہ اس کو بااختیار کر کے چھوڑ دینے سے اس کا ناقابل تلافی نقصان ہوگا تو اس کو اپنے ساتھ بھی رکھ سکتا ہے۔ اور لڑکی بالغ ہونے کے بعد والد یا دادا کے پاس رہے گی، ہاں جب وہ ایسی عمر میں پہنچ جائے کہ اب اس کے بارے میں کسی قسم کا خوف و اندیشہ نہ ہو تو اس کو بھی اختیار ہوگا کہ وہ جس کے پاس رہنا چاہے رہ سکتی ہے۔ (ردالمحتار ج۲، ص۶۹۶)

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے پاس بچہ کی پرورش کا حق بالغ ہونے تک رہتا ہے اور بالغ ہونے کے بعد ختم ہو جاتا ہے بچی کی پرورش کا حق اس کی شادی اور رخصتی تک عورتوں کے پاس ہی رہتا

ہے۔(دسوقی علی شرح الدردیر، ج۲،ص۶۳۲۔۵۳۳)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بچہ یا بچی دونوں کی پرورش کا حق ماں کو حاصل رہے گا اور جب بچہ یا بچی سن تمیز کو پہنچ جائیں یعنی سات یا آٹھ سال کے ہو جائیں تو ان کو والد یا والدہ کے پاس رہنے میں اختیار دیا جائے گا وہ جس کو اختیار کر لیں گے تو اسی کو تربیت میں دے دیئے جائیں گے، اگر وہ کسی کو بھی اختیار نہ کریں تو وہ والدہ کی پرورش میں دے دیئے جائیں گے، کیونکہ ماں زیادہ شفیق اور مہربان ہے اور بچہ پہلے سے اس کی تربیت میں پرورش پاتا چلا آ رہا ہے اور اگر بچہ دونوں کو اختیار کر لے تو پھر قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ کیا جائے گا اور قرعہ اندازی میں جس کا نام نکل آئے بچہ کو اس کی تربیت میں دے دیا جائے گا اور بلوغت کے بعد وہ بااختیار ہے وہ دونوں میں سے جس کے پاس رہنا چاہے وہ رہ سکتا ہے تاہم بہتر یہ ہے کہ ساتھ ہی رہے تا کہ اسے احسان اور نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔(مغنی المحتاج ج۳،ص۵۳۶۔۳۵۹)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لڑکا سات سال کی عمر تک ماں کی پرورش میں رہے گا اس کے بعد اگر والدین اتفاق رائے سے کسی ایک کے پاس بچہ کے رہنے پر رضامند ہوں تو وہ اس کو اپنی پرورش میں رکھ سکتا ہے اور اگر دونوں میں سے ہر ایک اس کو اپنے پاس رکھنے پر مصر ہو تو بچہ کو اختیار دیا جائے گا وہ جس کو اختیار کر لے اس کے پاس رہے گا، اگر بچہ سوءِ اختیار کی وجہ سے اس کو اختیار کرنے لگے جہاں اس کی تعلیم و تربیت اور سیرت و اخلاق کا واضح نقصان نظر آتا ہو تو بچہ کو اختیار نہیں دیا جائے گا بلکہ اس کی مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس شخص کے حوالے کیا جائے گا جو اس کو بہتر پرورش کے ساتھ عمدہ تعلیم و تربیت کا انتظام کر سکے۔

اور لڑکی جب سات سال کی ہو جائے تو اس کو اختیار نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ لازمی طور پر والد کے حوالے کی جائے گی اور شادی بلکہ رخصتی تک والد کے پاس رہے گی۔(المغنی ج۷،ص۶۱۴،۶۱۶)

مندرجہ بالا سطور میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بچہ کو اختیار دینے کے قائل نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں۔

امام شافعی اور امام احمد مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو والد یا والدہ میں سے جس کے پاس چاہے رہنے کا اختیار دیا۔(زادالمعاد ج۴،ص۱۴۹ بحوالہ ترمذی)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا شوہر مجھ سے میرا بیٹا چھیننا چاہتا ہے حالانکہ وہ (میرا بیٹا) مجھے ابوابوعتبہ کے کنویں سے پانی پلاتا ہے اور مجھے فائدہ دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دونوں قرعہ اندازی کر لو، شوہر نے کہا،

میرے بیٹے کا میرے سے زیادہ کون حق رکھتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے بیٹے سے فرمایا یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے، تم جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو، بیٹے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئی۔

(زاد المعاد ج، ج ۴ ص ۱۴۹ بحوالہ ترمذی)

(۳) عبدالحمید بن جعفر انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے دادا اسلام لے آئے مگر دادی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے دادا اپنے چھوٹے بیٹے کو لے کر جو ابھی بالغ نہیں ہوا تھا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ نے باپ کو ایک طرف بٹھا دیا اور ماں کو دوسری طرف بٹھا دیا پھر بچے سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے، تم اختیار کرو اور ساتھ دُعا فرمائی۔ اللّٰھم اھدہ۔ اے اللہ اس بچے کی راہنمائی فرما وہ بچہ باپ کے پاس چلا گیا۔ (زاد المعاد ج، ج ۴ ص ۱۴۹، بحوالہ نسائی)

مندرجہ بالا احادیث میں نبی کریم ﷺ کا بچہ کو اختیار دینا منقول ہے۔ لیکن تفصیلی روایات میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بچہ کو اختیار دینے سے قبل والدین کو لڑائی جھگڑا ختم کرنے کی ترغیب دی اور جانبین کی رضامندی سے بچہ کو اختیار دیا، اگر اختلاف کو اس مصالحت کے طریقہ سے رفع کرنا ممکن ہو تو یہ سب سے بہتر طرزِ عمل ہوگا۔

چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ مشکل الآثار میں ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اختیار دینے سے قبل اس کے والدین کو اس بات پر رضامند کیا کہ وہ بچہ کو خود فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیں۔

(مشکل الآثار ج ۴ ص ۱۸۰، بحوالہ اعلاء السنن ج ۱۱ ص ۱۷۲)

اور حدیث (۳) میں نبی کریم ﷺ کے دعا فرمانے کی وجہ سے اللہ رب العزت نے بچہ میں اپنے لیے بہتر انتخاب کی ہدایت عطا فرمادی اور بچہ نے باپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بہرحال بچہ یا بچی کو اختیار دینا کوئی ایسی بات نہیں جو شریعت کے ضابطہ کے طور پر منقول ہو اور جس کے خلاف کبھی نہ کیا جا سکتا ہو اگر یہ بات ضابطہ کے طور پر منقول ہوتی تو نبی کریم ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو اختیار دیئے بغیر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حوالے نہ کرتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بچی یا بچہ سمجھدار ہونے سے قبل ماں کی پرورش میں رہیں گے، اور سمجھدار ہونے کے بعد کس کے پاس رہیں گے؟ اس میں حضرت آئمہ کرام کے مختلف اقوال ہیں جن کی تفصیل سابقہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں، جس سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے جس میں فقہائے متبوعین کی مختلف آراء موجود ہیں۔ ایسے اجتہادی مسائل میں کسی ایک جانب کو قطعی اور فیصلہ کن قرار دیتے ہوئے باقی آراء کو غلط قرار دینا مناسب نہیں۔

نزاع کو ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے جانبین کو ترغیب دی جائے کہ وہ بچے کے بہتر مستقبل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر اپنی آراء کو چھوڑ کر ایثار کا اظہار کریں تو یہ باہمی منازعت کو ختم کرنے کے لیے ایک عمل خیر

ہوگا اور اگر دونوں اس بات پر رضا مند ہو جاتے ہیں کہ بچہ کو ہی اختیار دے دیا جائے کہ وہ کس کا ہاتھ تھامتا ہے تو یہ بھی کوئی غلط فیصلہ نہیں (دیکھئے اعلاء السنن ج ۱۱، ص ۲۷۱) لیکن اگر فریقین کسی صورت بھی اپنی آراء سے پیچھے نہ ہٹیں اور نہ ہی بچہ کو اختیار دینے پر رضا مند ہوں تو پھر بچوں کے بہتر مستقبل کی خاطر بیٹا سات سال کی عمر تک والدہ کی پرورش میں رہنے دیا جائے گا اور والدہ اپنے والدین کے گھر میں لے جا کر بھی بچے کی پرورش کر سکتی ہے اور سات سال کے بعد بیٹا سرپرست کی تربیت میں دے دیا جائے گا اور بیٹی بالغ ہونے تک والدہ کی پرورش میں رہے گی اور بلوغت کے بعد شادی وغیرہ کے انتظامات کے لیے سرپرستوں کی ذمہ داری میں دے دی جائے گی۔

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿باب النفقۃ والسکنی﴾

﴿بیوی کے لیے علیحدہ رہائش اختیار کرنے کا حکم﴾

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ کیا اگر بیوی خاوند سے کہے کہ میں مشترکہ کنبہ میں رہنا نہیں چاہتی علیحدہ رہنا چاہتی ہوں چونکہ اس کے خیال کے مطابق موجودہ ماحول میں رہنے سے ان کے بچوں کی مناسب اسلامی تربیت نہ ہو پائے گی۔ کیا بیوی کا یہ مطالبہ جائز ہے؟ علاوہ ازیں مفتی ابراہیم ڈیسائی کہتے ہیں کہ والدین سے دور رہنے میں کوئی حرج نہیں اصل نقصان اس وقت ہے جبکہ آپ والدین کو نظر انداز کریں۔ خاص طور پر بڑھاپے میں یا جب ان کو آپ کی ضرورت ہو، آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ آپ کے والدین کی دیکھ بھال محفوظ ہاتھوں میں ہے اور بیوی بھی اپنے خاوند کو ماں باپ کی دیکھ بھال کرنے یا وقتاً فوقتاً ان کے پاس جانے سے نہ روکے۔ اگر مذکورہ صورت حال میں آپ کی ماں باپ یا دیگر کنبہ سے علیحدگی میں بچوں کی بہتر پرورش اور تربیت ہوسکتی ہے تو پھر اس کنبہ کے دیگر ارا کین بشمول ماں باپ کے علیحدہ رہنا بے جا نہیں۔ مشترکہ کنبہ کی شکل میں بے شک ذمہ داریوں میں کچھ اضافہ ہوتا ہے اس لیے بڑی احتیاط سے وقت گذارنا ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر آپ بھی اس معاملہ میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب: اگر بیوی یہ مطالبہ کرے کہ مجھے ایسی رہائش چاہیے جہاں شوہر کے والدین اور اس کے عزیز واقارب میں سے کوئی نہ رہتا ہو تو وہ اس مطالبہ میں حق بجانب ہے، عورت کا یہ حق ہے کہ اس کو الگ رہائش فراہم کی جائے، اگر وہ اپنا حق چھوڑتی ہے تو اس کو اس بات کا اختیار ہے اور اگر مطالبہ کرتی ہے تو شوہر کے ذمہ الگ رہائش کا بندوبست لازم ہوگا۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿بیوی اور بچوں کی کفالت﴾

سوال: اللہ تعالیٰ نے بچوں پر خاص طور پر بیٹوں پر والدین کا زیادہ حق بتایا چونکہ آگے چل کر بیٹے سے ہی کنبہ کی کفالت ہوتی ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا اپنے بیوی اور بچوں کا حق چھین کر بھی والدین کو دے دینا چاہیے خواہ ایسا کرنے سے بیوی کا دل بھی دکھتا ہو؟

جواب: والدین کی خدمت کرنا بہت اجر وثواب کا کام ہے اور اولاد پر لازم ہے کہ شریعت مطہرہ نے والدین کے جو حقوق اولاد پر فرض کیے ہیں وہ ادا کرے اسی طرح انسان پر اس کے بیوی بچوں کے حقوق مثلاً نان ونفقہ

وغیرہ کی ادائیگی بھی لازم ہے۔

ان میں سے کسی ایک کے بھی حقوق پامال کرنا شرعاً جائز نہیں ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں آپ کے لیے بیوی، بچوں کا حق پامال کرنا جائز نہیں۔

(۱) "ونفقة الاولاد الصغار علی الاب لایشارکه فیها احد کما لایشارکه فی النفقة الزوجة" (ھدایۃ ۲/ ۴۲۵ باب النفقہ)

(۲) کذا فی الخانیه (۱/ ۴۴۵ فصل فی النفقہ)

(۳) کذافی الهندیه (۱/ ۵۶۰)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿میاں بیوی کے حقوق﴾

سوال: میاں بیوی کے کیا حقوق ہیں؟

جواب: خاوند کے ذمہ بیوی کا نان نفقہ یعنی کھانا پینا معروف طریقہ کے مطابق لازم ہے اسی طرح اس کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کے ذمہ ہے جبکہ بیوی کے ذمہ واجب ہے کہ وہ خاوند کی ازدواجی خواہشات کو پورا کرے نیز بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت کرنا بھی واجب ہے۔ (شامی ص ۶۲، ج ۶)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

کتاب الایمان والنذور

''منت'' یا ''نذر'' ماننے کا شرعی حکم

سوال: کیا منت جائز ہے؟ منت کے لیے جائز شرائط کیا ہیں؟ قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب دیں اوراس موضوع پر کوئی کتاب ہوتو مجھے اس کا نام بھیجیں تا کہ میں خود مطالعہ کرلوں۔

جواب: منت ماننا جائز ہے۔منت کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ جس کام کے ہونے پر منت مانی جائے اوروہ کام ہو جائے تواس منت کا پورا کرناواجب ہوجا تا ہے بشرطیکہ منت اس کام کے کرنے کی مانی جائے جوکہ عبادت مقصودہ ہواوراس کی جنس میں سے کوئی واجب یا فرض ہومثلاً نماز روزہ صدقہ وغیرہ اورمنت صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی ماننا جائز ہے۔کسی غیر اللہ (بزرگ یا پیر) کے نام کی منت ماننا شرعاً ناجائز ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

منها ان يكون قربة فلا يصح النذر بماليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي۔ وكذا النذر بالمباحات من الاكل والشرب والجماع ونحوذالك لعدم وصف القرابة لاستوائهما فعلا وتركا .... ومنها ان تكون قربة مقصودة فلايلزم النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء والاغتسال .... وان كانت قربا لانها ليست بقرب مقصودة ويصح النذر بالصلوٰة والصوم والحج والعمرة والا حرام بهما ..... ونحوذالك لانها قرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع ۸۲/۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

قسم توڑنے کا کفارہ

سوال: قسم توڑنے کا کفارہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو متوسط درجے کا دووقت کا کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے اوراگراس کی طاقت نہ ہوتو روٹی کھلائے یا مسلسل تین روزے رکھے۔

وهى أحد ثلاثة اشياء ان قدر عتق رقبة يجزى فيها ما يجزى فى الظهار أو كسوة عشرة مساكين لكل واحد ثوب فمازا دوأدناه مايجوز فيه الصلوٰة او اطعامهم والا طعام فيها كالاطعام

فی کفارۃ الظھار ھکذا فی الحاوی للقدسی ..... فان لم یقدر علی احد ھذہ الاشیاء الثلاثۃ صام ثلاثۃ أیام متشابھات۔ (عالمگیری ص۶۱،ج۲) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کسی سے بات نہ کرنے کی قسم اٹھانا﴾

سوال: میں نے ایک لڑکی سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تھی مگر اب میرا ارادہ ہے کہ اس سے شادی کرلوں اب میں اپنی قسم کو کس طرح زائل کر کے اس لڑکی سے شادی کرلوں کیا اس کا کوئی کفارہ وغیرہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب: مذکورہ لڑکی سے جب کلام کر لے گا تو قسم کا کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا اور قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے اور اگر ان دونوں کاموں کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے مسلسل روزے رکھے۔

و کفارتہ تحریر رقبۃ اواطعام عشرۃ مساکین کما مرفی الظھار و کسوتھم بما یستر عامۃ البدن الخ (شامی ص۶۲،ج۲)

فان لم یقدر علی امداد الاشیاء الثلثہ صام ثلثہ ایام متتابعات۔ (شرح البدایہ ص۴۶۰،ج۲)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿ہر نماز کے ساتھ بیس نفل پڑھنے کی نذر ماننا﴾

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ میرے ابو بیمار ہوئے تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ میرے ابو کو صحت دے دے میں جب تک زندہ ہوں جب بھی نماز پڑھوں گی ہر نماز کے بعد دو نفل پڑھا کروں گی پھر بھائی USA چلا گیا میں نے اس کے لیے بھی اللہ سے وعدہ کیا کہ اللہ اس کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا اور دو نفل شکرانہ ہر نماز کے بعد پڑھنے کا مزید اقرار کرلیا اس کے بعد دوسرا بھائی آسٹریلیا چلا گیا اس کے لیے بھی مزید دو نفل کا ہر نماز کے بعد اقرار کرلیا اس کے بعد سوچا کہ امی سے اتنی محبت ہے دو نفل امی کے لیے بھی اسی طرح دو نفل اپنی بہنوں کے لیے اس طرح سے کل بیس نفل ہو گئے۔

میں کبھی کبھار نماز پڑھتی اور لگے ہاتھوں اپنے بیس نوافل بھی پڑھ جاتی ہوں اب مسئلہ یہ ہے کہ میں نماز باقاعدگی سے پڑھتی ہوں اور ہر نماز کے بعد بیس نوافل بھی پڑھتی ہوں یعنی ہر روز ۱۰۰ رکعت نفل نماز بھی اب مجھے نماز مشکل اور بھاری لگنے لگی ہے جب کہ نماز تو سب مشکلوں سے نجات کا ذریعہ ہے اور نوافل چھوڑتے ہوئے

مجھے ڈرلگتا ہے کہ کچھ ہونہ جائے اس لیے فجر اورعصر کے بعد بھی نفل پڑھتی ہوں آپ بتائیں کہ میں کیا کروں؟

جواب: اس قسم کی نذر لازم ہوجاتی ہےاوراس کا پورا کرنالازم ہے۔

ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من نذر ان یطیع اللّٰه فلیطعه (مشکوٰۃ ص۲۹۷)

فیه دلیل علی من نذر طاعته یلزم الوفاء به۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

مگر جن نمازوں کے بعد اس قسم کی نماز درست نہیں ہے جیسے فجر اورعصر اس میں یہ کیا جائے کہ نذر کی نمازعصر کی نماز سے پہلے پڑھ لے اور فجر میں نماز فجر کے بعد کی نماز آفتاب نکلنے کے بعد یا صبح صادق سے پہلے پڑھ لیا کرے۔ ....واللہ اعلم

(محمد علی معاویہ عفی عنہ)

﴿کسی قابل استعمال اور مفید چیز کو ضائع کرنے کی قسم کھانا﴾

سوال: میں نے اپنے دوست کے لیے ایک تحفہ خریدا اب اتفاق سے وہ دوست شہر سے نقل مکانی کر گیا اور میں نے قسم کھالی کہ میں یہ تحفہ سمندر میں پھینک دوں گا مگر اور کسی کو نہ دوں گا۔سوال یہ ہے کہ اب میری منگنی ہوگئی ہے اور وہ تحفہ میرے پاس ہے کیا وہ تحفہ میں اپنی منگیتر کو دے سکتا ہوں؟ کیا وہ میرے اوپر حرام ہے کیونکہ اگر اس کو میں سمندر میں پھنکتا ہوں تو خواہ مخواہ نقصان ہے اور اگر اس کو کسی دوسرے کو دے دیتا ہوں تو قسم ٹوٹتی ہے اب کیا حل ہوسکتا ہے؟

جواب: آپ اس تحفے کو سمندر میں ضائع کرنے کے بجائے خود استعمال کرلیں یا کسی کو دے دیں اور قسم کا کفارہ ادا کریں۔ جو کہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا اس کی قیمت دینا ہے واضح رہے کہ ایک آدمی کو اکٹھے دس مسکینوں کا کھانا نہیں دے سکتے یا دس کو دے دیں یا ایک کو دس دن تک کھانا کھلائیں یا ان کو کپڑا دیں اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھیں۔

فکفارته اطعام عشرة مساکین من اوسط ماتطعمون اهلیکم او کسوتهم اوتحریر رقبة فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام (الایۃ) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

کتاب الحدود

مرتد کا شرعی حکم؟

سوال: ہمارے مذہب اسلام کے مطابق اگر کوئی مسلمان اپنا مذہب تبدیل کرے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ براہ کرم اس سلسلہ میں کسی حدیث وقرآن کا باقاعدہ حوالہ دیں۔

جواب: اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے جو احادیث صحیحہ مشہورہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، جس میں کسی فقیہ کا کوئی اختلاف نہیں، چند ایک احادیث کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) عن عکرمۃؒ قال اتی علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بزنادقۃ فاحرقھم فبلغ ذلک ابن عباسؓ فقال لو کنت انالم احرقھم لنھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتعذبوا بعذاب اللّٰہ ولقتلتھم لقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلواہ۔ (صحیح بخاری، ج:۱)

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ زندیق لائے گئے، جن کو آپ رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمانے لگے: اگر میں ہوتا تو انہیں آگ میں نہ جلاتا، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مانند عذاب دینے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں! میں انہیں قتل کر دیتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا، ان کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی بھیج دیا، جب وہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف تکیہ بڑھایا اور فرمایا تشریف رکھیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اچانک دیکھا کہ ایک آدمی جکڑا ہوا ہے، پوچھا کیا ماجرا ہے؟ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تشریف رکھئے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ نافذ کرتے ہوئے اس مرتد کو قتل نہ کر دیا جائے، یہ جملہ تین بار دُہرایا، چنانچہ اسے قتل کیا گیا، تب آپ رضی اللہ عنہ بیٹھے۔

(صحیح بخاری، ج:۲،ص:۱۰۲۳، سنن نسائی ج:۲،ص:۱۶۹)

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے اس کے کہ شادی شدہ ہو کر زنا کرے یا اسلام کے بعد کفر اختیار کرے یا ناحق

کسی کی جان لے۔(صحیح مسلم ج:۲،ص:۵۹)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جان لو مرتد باجماع امت واجب القتل ہے۔

(رسائل ابن عابدین ج:۱،ص:۳۱۸)

مندرجہ بالا روایات کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے مرتد کو قتل کرنا ثابت ہوتا ہے،ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف تین احادیث کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے،تفصیل مطلوب ہوتو دیکھئے احسن الفتاویٰ ج:۶،ص:۳۶۹۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

«''مرتد'' واجب القتل ہے»

سوال: قرآن وحدیث کے حوالہ سے ثابت فرمائیں کہ مرتد کی سزا، سزائے موت ہے، میرے دوست یہ منطق بتاتے ہیں کہ مرتد صرف اس وقت واجب القتل ہے یا سزائے موت کا مستوجب ہے جب حکومت اسلامی ہو۔انہوں نے آیت نمبر ۸۶ تا ۸۸ آل عمران کا حوالہ دیا ہے۔

جواب: مرتد کی سزا کے متعلق پوری اُمت کا اجماع ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا چنانچہ احادیث مبارکہ میں بھی اس کی صراحت ہے۔

عن عکرمۃ قال اتی علیؓ بزنادقۃ فاحرقھم فبلغ ذلك ابن عباسؓ فقال لو کنت انالم احرقتھم لنھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لاتعذبوا بعذاب اللّٰہ وتقتلتھم لقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من بدل دینه فاقتلوہ۔ (بخاری ص۴۲۳، ج۱،ص۱۰۲۳، ج۲)

اس حدیث مبارک میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں انہیں قتل ضرور کرتا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو مسلمان اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کرو۔

ایسے ہی اس قسم کا مضمون سنن نسائی ص۱۶۹ ج۲، ابوداؤد ص۳۵۰، ج۲، ترمذی ص۲۳۰، ج اوغیرہ میں یہ مضمون موجود ہے۔

اسی طرح دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں بھی مرتدین کے خلاف جہاد کیا گیا اور ان کو قتل کیا گیا جس کا تذکرہ بخاری شریف ص۱۰۳۳، ج۲ میں موجود ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے زمانہ میں ایسے مرتدین کو قتل کرایا جیسا کہ ہے کہ قبیلہ عکل کے لوگوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ لوٹ لے گئے اور اسلام کے بعد کفر اختیار کیا منادی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور ماجرا بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے تعاقب میں کچھ لوگ بھیجے ابھی دن چڑھا نہ تھا کہ وہ مرتد لائے

گئے آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے پھران کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی اور انہیں گرم پتھریلی زمین پر ڈلوا دیا انہوں نے پانی طلب کیا مگر انہیں پانی نہ دیا گیا حتی کہ اس طرح جرم ارتداد میں ذلت کی موت مر گئے۔ (بخاری ص۴۲۳،ج۱،مسلم ص۷۵،ج۲،نسائی ص۱۶۶،ج۲)

واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعياذ بالله عرض عليه الاسلام فان كانت له شبهة كشفت عنه .... ويحبس ثلاثة ايام فان اسلم والاقتل وفى الجامع الصغير المرتد يعرض عليه الاسلام فان ابى قتل۔ (ہدایۃ ص۵۸۰،ج۱)

مطلب یہ ہے کہ مرتد اگر اسلام کے قبول کرنے سے انکار کر دے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

وقال العلامة ابن عابدين اعلم ان المرتد يقتل بالا جماع كمامر (رسائل ابن عابدین ص۳۱۸،ج۱)

............والله اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿توہین رسالت ﷺ کے مرتکب کا شرعی حکم﴾

سوال: رسالت مآب ﷺ کے متعلق توہین آمیز اشاعت جو کہ فرانسیسی، ڈنمارک اور نارویجین زبانوں کی اخبارات میں ہوئی ہے۔ مہربانی فرما کر اس گستاخی کے مرتکب لوگوں کے اس گستاخی کے مرتکب لوگوں کے متعلق احکامات بیان فرمائیں اور توثیق اور تصدیق کے لیے قرآن وحدیث کے حوالہ جات ضرور دیں علاوہ ازیں کچھ ایسی حکایات یا واقعات بیان فرمائیں جو کہ رسالت مآب ﷺ کے زمانے میں یا خلفائے راشدین کے زمانہ میں پیش آئے ہوں، جواب انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں عطا فرمائیں۔

جواب: جو شخص بھی توہین رسالت کا مرتکب ہو قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں اس کی سزا سزائے موت ہے البتہ نبی کریم ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اپنی شان میں گستاخی کرنے والے کو معاف فرما دیتے یا قتل کر دیتے لیکن اُمت کو معاف کرنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ ان پر اس کا قتل کرنا واجب ہے اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ اور تعامل تھا۔

وقال ابن عتاب: نص الكتاب والسنة موجبان أن من قصد النبى صلى الله عليه وسلم بأذى اونقص معرضًا او مصرحًا وان قل فقتله واجب۔

اور ایک جگہ علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فطرة من بحرة من كتاب "الصارم المسلول على شاتم الرسول" للحافظ ابن تيمية رحمه الله تعالىٰ فى ان الحاق نقص وثين لحضرة الانبياء عليهم السلام كفر بل كل الكفرو استوعب فى كتابه

هذه المسألة واوعب من الكتاب والسنة والاجماع والقياس وأن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم له انه يعفوعن سابه وله ان يقتل وقد وقع كلا الأمرين واما الامة فيجب عليهم قتله۔

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ :

الدليل السادس: اقاويل الصحابة فانها نصوص فی تعيين قتله مثل قول عمرؓ : من سب اللّٰه اوسب احدًا من الانبياء فاقتلوهُ فأمر بقتله عينًا ومثل قول ابن عباسؓ: أيما معاهد عاند فسب اللّٰه اوسب أحدًا من الانبياء لوجهربه فقد نقض العهد فاقتلوهُ فأمر بقتل المعاهد اذا سب عينًا۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿ زانی اورزانیہ کا شرعی حکم ﴾

سوال: زانی اورزانیہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: زنا اگر شرعی شہادتوں یا اقرار سے ثابت ہوجائے تو زانی اورمزنیہ کوشرعی حد لگے گی جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر زانی ومزنیہ شادی شدہ (محصن) ہوں تو ان کورجم (سنگسار) کیا جائے گا اوراگر وہ غیر شادی شدہ ہیں تو ان کی سزا سوکوڑے ہے۔

(فان كان محصنا رجمه فی فضاء حتی يموت) ..... (ولو) كان الزانی (غير محصن جلده) الامر (مائة) لقوله تعالٰی (الزانية) الی قوله (مأ ة جلدة۔النور:۲)

نسخ ذالك فی محصن يبقی غيره۔ (النھر الفائق۳/۱۳۲)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ جانور سے بدفعلی کرنے کا حکم ﴾

سوال: جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے کی کیا سزا ہے اورآج کل اگر کوئی ایسا کرے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جانور کے ساتھ وطی کرنے والے پر شرعاً کوئی حد مقرر نہیں ہے ایسے شخص پر تعذیر ہے یعنی قاضی جو مناسب سمجھے ایسے شخص کوسزا دے سکتا ہے۔

ومن وطٰی بهيمة) له اولغيره (فلاحدّ عليه) لانه ليس فی معنی الزنا الا انه يعذر لانه منكر۔ (اللباب فی شرح الکتاب۲/۶۶)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿اسلامی قوانین وحدود پر ذمی کو اعتراض کا حق نہیں ہے﴾

سوال: (۱) پاکستان ایک نظریاتی اسلامی ملک ہے۔قراردادِ مقاصد سے لے کر قیام پاکستان تک ہر دور میں پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت کا یہ پرزور مطالبہ رہا ہے کہ پاکستان میں اسلامی قوانین (حدودلاز) کا نفاذ ہو۔ چنانچہ ۱۹۷۹ء میں اسلامی قوانین یعنی حدود لاز کا نفاذ ہوا۔نفاذ حدآرڈر (چہارم بابت ۱۹۷۹ء حدود آرڈر یعنی اجراء قانون حد عمل میں لایا گیا اور اس کا جائزہ وفاقی شرعی عدالت، ماہرین قانون، علماء اور مفتیانِ کرام بار بار لے چکے ہیں اور یہ اس وقت ملک میں حدود لاز (اسلامی قوانین) کے نام سے رائج قانون ہے، اس قانون پر سب سے پہلے غیر مسلم اقلیتوں مثلاً عیسائیوں وغیرہ نے اعتراض کیا۔کیا اسلامی قانون پر اسلامی ملک میں غیر مسلم اقلیتوں کو اعتراض کا حق از روئے شرع متین حاصل ہے یا نہیں؟۔

(۲) بعض انسانی حقوق کی تنظیموں واداروں نے بھی اسی انداز میں اسلامی قوانین پر اعتراض کیا اور امتیازی قانون کہا۔''اگر کوئی اسلامی قوانین کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کہے تو اس بارے میں شرع متین کا کیا حکم ہے''۔

(۳) حال ہی میں پارلیمنٹ کے کچھ ممبروں نے قومی اسمبلی میں ایک بل پیش کیا۔تحریر یہ ہے کہ ''چونکہ یہ ایک قرین مصلحت ہے کہ حدود قوانین ۱۹۷۹ء کو منسوخ کیا جائے۔یہ ایکٹ حدود قوانین تنسیخ ایکٹ ۲۰۰۵ء کے نام سے موسوم ہوگا'' پیش کردہ بل کی کاپی اغراضِ وجوہ اور ممبران کے نام کے ساتھ تفصیلاً منسلک ہے۔''لہٰذا وہ ایسا عمل کرنے والوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور شرعاً کیا سزا ہے؟''۔ان تمام مسائل کا تحقیقاتی جواب جلد عنایت فرمائیں شکریہ۔

جواب: (۱) اسلامی ملک میں رہنے والے غیر مسلم ذمی حضرات کے لیے اسلامی قوانین کی پابندی لازم ہے اور انہیں اسلامی قوانین پر اعتراض کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں، اگر وہ اسلامی قوانین کو ماننے سے ہی انکار کردیتے ہیں تو ان کا عہد ذمہ ختم ہوجائے گا اور وہ اسلامی حکومت کے ذمی رعایا نہیں رہیں گے، اور اگر وہ قوانین کو تسلیم کر لینے کے بعد عمل نہیں کرتے تو وہ قانون شکنی کے مجرم ہوں گے، جس پر ان کو مجرموں والی سزا دی جائے گی۔

قال السرخسي: لاخلاف انهم مخاطبون بالايمان والعقوبات والمعاملات فى الدنيا والاخرة واما فى العبادات فبالنسبة ـــــ وكذالك يشترط فى هذا العقد قبول والتزام احكام الاسلام فى غير العبادات من حقوق الأدميين فى المعاملات وغرامة المتلفات وكذا ما يعتقدون تحريمه كالزنى والسرقة كما يشترط فى حق الرجال منهم قبول بذل الجزية كل عام

(البدائع ۸/۱۱۱ بحوالہ الموسعۃ الفقہیۃ ج ۸،ص ۱۲۳)

وکذالک یشترط فی ھذا العقد قبول والتزام احکام الاسلام فی غیر العبادات من حقوق الآدمیین فی المعاملات وغرامة المتلفات وکذا ما یعتقدون تحریمه الخ۔

قال المالکیة ینقض عھد الذمة بالمترد علی الاحکام الشرعیة باظھار عدم المبالات بھا (موسوعہ ج۸،ص۱۳۸)

قوله بل عن قبولھا الخ ای بل ینتقض عھدہ بالا باء من قبولھا الخ (شامیہ ج۴،ص۱۲۳)

اذا ارتکب احد من اھل الذمة جریمة من جرائم الحدود کالزنی او القذف اوالسرقة اوقطع الطریق یعاقب بالعقاب المحدد لھذہ الجرائم شأنھم فی ذلک شأن المسلمین الاشرب الخمر .... وھذا عند جمھور الفقھاء فی الجملة (موسوعہ ج۸،ص۱۳۵)

(۲) اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے جملہ قوانین، انصاف پرمبنی قوانین ہیں، یہ کبھی بھی انسانی حقوق کے خلاف نہیں ہوسکتے اور نہ انہیں امتیازی قوانین کہا جاسکتا ہے، بعض اداروں کا انہیں انسانی حقوق کے خلاف گردانناناسمجھی پرمبنی ہے اسلام کا نام لینے والا جوفرد یا افراد اللہ کے بنائے قوانین کوانسانی حقوق کی خلاف ورزی کرے گویا کہ وہ بزعم خود یہ تأثر دے رہا ہے کہ قانون بناتے وقت اللہ تعالیٰ نے انسان کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھا اور انسان کے حق میں یہ قوانین ظلم و ناانصافی پرمبنی ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) ایسا فرد یا افراد قرآن وسنت کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اگر وہ فرد یا افراد مسلمان نہیں بلکہ ذمی ہیں تو اس کا حکم تفصیل کے ساتھ جواب نمبر 1 میں بیان ہوچکا ہے۔

(۳) حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے جو ہرطرح کی قانون سازی کا مالک ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کونافذ کرنے اوران پرعمل کروانے کے لیے کچھ حضرات کودنیامیں صاحب اقتدار بنایا ہے، تاکہ وہ اللہ کی سرزمین پراس کے نظام کونافذ کریں، ان کو ہرگز یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اللہ کے احکام کومنسوخ کریں یا ان میں تغیر وتبدل کریں، اللہ کے قانون کو نافذ کرنے کے لیے پارلیمنٹ وغیرہ سے قانون کی منظوری کی ضرورت نہیں، اورنہ اس قانون کے نفاذ کے بعد اسمبلی کومنسوخ کرنے کاحق حاصل ہوتا ہے۔

جن ممبران اسمبلی نے حدود آرڈیننس میں موجود اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت کی ہے اوران کی تنسیخ کے دعویدار ہیں اگر یہ حضرات ان احکام کا سرے سے انکار کرتے ہیں یا انہیں اللہ کا حکم نہیں سمجھتے یا ان قوانین کے خلاف نازیباالفاظ استعمال کرتے ہیں اوران کا مذاق اُڑاتے ہیں تو اس انکار، استہزاد یا دعوائے تنسیخ کی وجہ سے وہ کافر ہوجائیں گے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئك ھم الکفرون۔ (المائدہ)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما فی تفسیر قولہ تعالٰی ومن لم یحکم .... قال من حجد ما انزل اللّٰہ فقد کفرو من اقربہ ولم یحکم بہ فھو ظالم فاسق رواہ ابن جریر
(تفسیر ابن کثیر تحت تفسیر ھذہ الآیۃ)

عن عدی ابن حاتم قال اتیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم .... وسمعتہ یقرأ فی سورۃ براءۃ "اتخذوا احبارھم ورھبا نھم اربابا من دون اللّٰہ والمسیح ابن مریم" ثم قال اما انھم لم یکونوا یعبدو نھم ولکنھم کانوا اذا احلوالھم شیأً استحلواہ واذا حرموا علیھم شیأً حرمواہ
(تفسیر الجامع لاحکام القرآن تحت تفسیر ھذہ الآیۃ)

اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن اوتسخر بآیۃ من القرآن وفی الخزانۃ اوعاب کفر کذافی التتار خانیہ (ہندیۃ ج۲،ص۲۶۶)

من انکر المتواتر فقد کفرو من انکر المشھور یکفر عند البعض وال عیسی ابن ابان یضلل ولا یکفر۔ (ہندیۃ ج۲،ص۲۶۵) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿ کتاب اللقطۃ ﴾

﴿ گرے پڑے روپوں کا حکم ﴾

سوال: قرآن وسنت کی روشنی میں مجھے بتایئے کہ سات آٹھ سال قبل ایک گھر کے دروازے کے قریب مجھے کچھ رقم ملی تھی اب میں اس رقم کو واپس لوٹانا چاہتا ہوں مگر مجھے اس کے مالک کا کوئی علم نہیں بتایئے اس مسئلہ کا کیا حل ہے؟

جواب: اصل مالک کو تلاش کرنے کی کوشش کریں اگر کوشش کے باوجود مالک کا پتہ نہ چلے تو اس رقم کو اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کردیں ثم بعد تعریف المدۃ المذکورۃ الملتقط مخیربین ان یحفظھا حسبۃ وبین ان یتصدق بھا الخ۔ (ھندیۃ۲/۲۸۹)

اگر آپ خود مسکین ہیں تو خود بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

کتاب الوقف

گرجا گھر کو مسجد میں تبدیل کرنے کے بعد فروخت کرنے کا حکم

سوال: میں یہاں سڈنی (آسٹریلیا) میں مقیم ہوں ہم نے چند سال پہلے ایک گرجا گھر کو مسجد میں تبدیل کرنے کی غرض سے خرید لیا تھا اور آج تک ہم اس کو بطور مسجد استعمال کرتے رہے ہیں۔مگر اب ہماری مسجد کمیٹی باقاعدہ طور پر مسجد بنانے کا ارادہ رکھتی ہے کیا ہم موجودہ مسجد کی جگہ بیچ کر دوسری اس سے بہتر جگہ پر اور اس سے بڑی مسجد تعمیر کرسکتے ہیں؟

جواب: جب آپ لوگوں نے اس گرجے کو مسجد میں تبدیل کرنے کی نیت سے خریدا اور پھر اس کو بطور مسجد استعمال بھی کرتے رہے تو اب اس جگہ کو آپ لوگ فروخت نہیں کرسکتے۔ یہ تاقیامت مسجد ہی رہے گی اس کو نہ منتقل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی بیچا جاسکتا ہے۔ البتہ اس کے ساتھ اور جگہ خرید کر اس کی توسیع کرسکتے ہیں۔

هو مسجد ابدا الى قيام الساعة لايجوز نقله و نقل ماله الى مسجد أخر۔ الخ۔

(النہر الفائق،۳/۳۳۰)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

مالی استطاعت نہ ہونے کی بناء پر مدرسہ کی وقف شدہ زمین بیچ کر کسی اور جگہ مدرسہ بنانا

سوال: ہمارے پاس مدرسہ کی ایک جگہ ہے لیکن ہمارے پاس اس کی تعمیر کے لیے فنڈ نہیں ہیں علماء فرماتے ہیں کہ آپ اس زمین کا آدھا یا کچھ حصہ فروخت کر کے اس رقم سے تعمیر کرلیں یا یہ کہ ساری زمین بیچ کر دوسری جگہ زمین لے لیں جب کہ اس زمین پر چاردیواری ہوئی ہے ایک کچن، ایک کمرہ، دو باتھ روم، اور وضوگاہ کی نشاندہی بھی ہوئی ہے اور نقشہ کے مطابق پرنالہ بھی بنایا گیا ہے۔ یہ جگہ ہمارے پاس گذشتہ پچیس برس سے ہے مگر فنڈ نہ ہونے کے باعث اب تک جوں کی توں ہے آپ بتائیں کہ شرعی طور پر ہم کیا کرسکتے ہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ اگر یہ زمین مدرسہ کیلئے وقف کر دی گئی ہے تو اس صورت میں اس کو فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے ہاں البتہ اگر یہ زمین کسی کی ذاتی ملکیت میں ہے اور اس کا اپنا ارادہ ہے کہ اس پر مدرسہ کی تعمیر کروں گا تو اس صورت میں اس کو فروخت کرسکتے ہیں لیکن اگر اس کو وقف کر دیا ہو تو پھر اس کو فروخت

نہیں کر سکتے۔

شرط الواقف کنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به۔

(فتاویٰ شامیہ ص۴۳۳، ج۴)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿مسجد کیلئے وقت شدہ پلاٹ سے مالک کے رجوع کی وجہ سے میونسپل کمیٹی کا دعویٰ کرنا﴾

سوال: ٹاؤن مالکان نے ایک پلاٹ مسجد کے لیے وقف کر کے کمیٹی کے حوالے کر دیا تعمیر شروع ہونے پر میونسپل کمیٹی نے دعویٰ کیا کہ پلاٹ ہمارا ہے۔اس پر ٹاؤن مالکان نے بھی بچنے کے لیے یہ کہہ دیا کہ ہم نے جگہ میونسپل کمیٹی کو ٹرانسفر کر دی ہے۔

جواب: (ا) ٹاؤن کے مالکان نے جو پلاٹ انتظامی کمیٹی کو مسجد کے لیے وقف کر کے دے دیا ہے اور ان کو باقاعدہ طور پر منتظم بنا دیا ہے تو وہ پلاٹ مسجد کے لیے وقف ہو گیا ہے اور وقف کرنے والوں کی ملکیت سے نکل گیا ہے اب وہ اس کے مالک نہیں رہے۔

(ویزول ملکه عن المسجد و الصلی) بالفعل و (بقوله جعلته مسجدا) عند الثانی (وشرط یکفی واحد وجعله فی الخانية ظاهر الرواية) (شامیہ ج۴،ص۳۵۶)

(۲) مسجد کے پلاٹ مسجد کے لیے وقف ہو چکنے کے بعد بلدیہ کی ملکیت نہیں ہو سکتا۔

(۳) ٹاؤن مالکان نے جب وہ پلاٹ مسجد کے لیے وقف کر دیا ہے تو ان کی ملکیت سے وہ پلاٹ نکل گیا ہے لہٰذا اب وہ اس پلاٹ کی حیثیت کو بدلنے کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔

(۴) انتظامی کمیٹی جو رجسٹرڈ ہو چکی ہے کو بلا وجہ شرعی کوئی شخص برخواست نہیں کر سکتا، البتہ اگر قاضی کے ہاں واقعی ان کی خیانت ثابت ہو جائے تو قاضی یا وقف کرنے والا ان کی جگہ متبادل کمیٹی بنا سکتا ہے۔

ثم اتفق المتأخرون ان الافضل ان لایعلموا القاضی فی زماننا لماعرف من طمع القضاة فی اموال الاوقاف و کذلك اذا کان الواقف علی ارباب معلومین یحصٰی عددهم اذا نصبوا متولیاً وهم من اهل الصلاح (شامیۃ ج۶،ص۴۲۲)

قال فی شرح الملتقی الی الاشباه کلایجوز للقاضی عزل الناظر لمشروط له النظر بلا خیانة

(شامیۃ ج۴،ص۳۸۲)

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿کتاب المساجد﴾

﴿مساجد کے مینار تعمیر کرنا﴾

سوال: مسجد کے مینار کیوں تعمیر کیے جاتے ہیں؟ اگر چہ یہ اسلاف کا طریقہ ہے کیا کسی حدیث یا کسی صحابی کے عمل سے اس کا ثبوت مل سکتا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے دور میں مسجد کی چھت پر کسی اونچی چیز پر کھڑے ہو کر اذان دی جاتی تھی۔ اسی ضرورت کی غرض سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں مینار تعمیر کروایا جس پر کھڑے ہو کر اذان کہی جاتی تھی۔ اس کے بعد توارثاً یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ مینار نے مساجد کی علامت اور نشانی کی حیثیت اختیار کر لی نیز لاؤڈ سپیکر کو اونچی جگہ پر لگا کر زیادہ لوگوں تک آواز پہنچانے کی ضرورت بھی اس سے پوری کی جا رہی ہے لہٰذا بطور علامت یا سپیکر لگانے کی ضرورت سے مینار تعمیر کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف کی اتباع ہے البتہ مینارے کی حیثیت فرض، واجب یا سنت کی نہیں ہے۔

وفی شرح الشیخ اسمعیل عن الاوائل للسیوطی، ان اول من رینی منارۃ مصر للاذان شرحبیل ابن عامر المرادی و بنی سلمه المنایر للاذان بامر معاویه ولم تکن قبل ذالك۔

(شامی ص ۳۸۵، ج ۱)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿رفاہ عامہ کے لیے وقف کیے گئے گزرگاہ کے راستے کو مسجد میں شامل کرنا﴾

سوال: ہمارے محلّہ میں ایک مسجد ہے کچھ عرصہ قبل مسجد کی انتظامیہ نے گلی کے باہر ایک پلاٹ خریدا اب وہ مسجد کی توسیع کر کے گلی کو بند کرنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو آنے جانے کا مسئلہ ہوگا مسجد کی انتظامیہ اس کا کوئی متبادل انتظام نہیں کر رہی اور ان کا کہنا ہے کہ متاثرین دوسرے راستے کو اختیار کریں جو کہ طویل ہے اور اس سے لوگوں کو بھی تکلیف ہے اور لوگ اس پر راضی بھی نہیں ہیں قرآن اور سنت کی روشنی میں بتائیں کہ مسجد انتظامیہ کا یہ اقدام تملیک ہے؟

جواب: رفاہ عام کے لیے چھوڑا گیا راستہ جو کسی شخص کی ذاتی ملکیت میں نہیں ہوتا اس راستہ کو بند کرنا اور مسجد کی توسیع میں داخل کرنا جس سے گذرنے والوں کو تکلیف کا سامنا ہو جائز نہیں ہے مذکورہ بالا وضاحت کے مطابق اگر وہ راستہ کسی شخص کا مملوکہ نہیں ہے اور گذرنے والوں کو اس کے بند کرنے کی وجہ سے تکلیف بھی ہے تو مسجد انتظامیہ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کو مسجد میں شامل کرے بلکہ اس کو مسجد کی توسیع کے لیے کوئی متبادل انتظام کرنا چاہیے۔ (ردالمختار ۳/۳۰۲) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کتاب البیوع﴾

﴿سگریٹ اور تمباکو کی خرید وفروخت﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین بیچ اس مسئلہ کے سگریٹ/تمباکو کا کاروبار کرنا جائز ہے یا ناجائز اور اسی لحاظ سے اسی کی کمائی حرام ہے یا حلال؟ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

جواب: سگریٹ اور تمباکو کی تجارت جائز ہے اس کی آمدنی حرام نہیں۔

وصحه بیع غیر الخمر ومفاده صحة بیع الحشیشه والا فیون الخ۔ (شامی ج۲،ص۴۵۴)

............**واللہ اعلم**

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿سیونگ سرٹیفکیٹ کی خرید وفروخت﴾

سوال: کیا سیونگ سرٹیفکیٹ 10 سال کی مدت کے لیے خریدے جا سکتے ہیں یا خریدنا جائز ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ درست ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے آپ بتائیں کہ اس سے ہمیں جو کمائی ملی ہے اس کو کہاں خرچ کریں؟

جواب: سیونگ سرٹیفکیٹ لینا درست نہیں ہے یہ سودی معاملہ ہے اگر پہلے لیے ہیں تو فوراً اس معاملے کو ختم کریں اور جو رقم وصول کر چکے ہیں بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کر دیں۔

کل قرض جر نفعًا حرامٌ (۱٦٦/۵، ۳۹۴/۶ شامیه مطبوعه ایم ایچ سعید)

............**واللہ اعلم**

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿پھل ظاہر ہونے سے پہلے ان کی بیع کرنا﴾

سوال: زیارت بلوچستان کے اندر سیب کے باغات ہیں اور وہاں یہ ترتیب چلتی ہے کہ درختوں پر پھول آنے سے پہلے بھی سیب کے باغوں کی خرید وفروخت شروع ہو جاتی ہے کہ یہ باغ ابھی سے مجھے اتنے رقم پر دے دو

اور باغ کا مالک باغ کی قیمت وصول کر کے باغ خریدنے والے کو دے دیتا ہے تو یہ پتا نہیں چلتا کہ میوے درختوں پر آئیں گے یا نہیں، میوے زیادہ ہوں گے یا کم آسمانی آفات کا کچھ پتا نہیں چلتا تو کیا اس طریقے سے بیع کرنا درست ہے یا نہیں اور یہ کون سے بیع میں شامل ہوگا اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ پھلوں کی بیع کہ یہ صورت ناجائز ہے چونکہ پھل ظاہر ہونے سے قبل ان بیع معدوم شے کی بیع ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ پھل خریدنے والے کی ملک میں نہیں آئیں گے اور رقم فروخت کرنے والے کی ملک نہیں ہوگی بلکہ دونوں اشیاء بدستور اپنے سابقہ مالکوں کے ملک میں رہیں گی لہٰذا پھل ظاہر ہوجانے کے بعد نئے سرے سے بیع کرنا ہوگی۔

قال فی الفتح لاخلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل ان تظهر الخ۔ (شامی ص۵۲، ج۴)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿اسٹاک ایکسچینج میں کاروبار کا حکم﴾

سوال: مجھے فتویٰ درکار ہے کہ کیا حصص کی خریداری اور تقسیم بذریعہ اسٹاک ایکسچینج حلال ہے یا نہیں میں اسٹاک ایکسچینج میں صرف حصص کی تقسیم کا کام کرتا ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ میں حصص کی صرف خرید وفروخت کرسکتا ہوں جو کہ اس اصل زر کے بدلے ملتے ہیں جو میں ان کی خرید کے لیے دیتا ہوں میں صرف کمپنیوں کے حصص میں کاروبار کرتا ہوں نہ یہ بینکوں سے نہ مالیاتی اداروں سے نہ بیمہ کمپنیوں سے یا اس کے متعلق دیگر رقومات ہیں۔ مجھے نفع کے ساتھ ساتھ اتنا ہی نقصان کا بھی احتمال ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ برابر برابر ہی پر سودے ختم ہو جائیں۔ مذکورہ کاروبار کے متعلق قرآن وسنت کے مطابق رہنمائی فرمائیں؟

جواب: اسٹاک ایکسچینج میں آج کل حصص کی خرید وفروخت کا اکثر کاروبار ناجائز معاملات پر مبنی ہوتا ہے مثلاً ڈے ٹریڈنگ، فیوچر، بدلہ وغیرہ اس لیے ان معاملات سے بچنا واجب ہے البتہ اگر کسی حلال کاروبار کرنے والی کمپنی کے شیئرز خرید کر ڈیلیوری کے بعد فروخت کیے جائیں تو اس کی گنجائش ہے لیکن بنکوں، انشورنش کمپنیوں اور دیگر سودی مالیاتی اداروں کے شیئرز کی خرید وفروخت جائز نہیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

﴿جانداروں کے مجسمے یا تصویر پر مشتمل کھلونے بیچنا﴾

سوال: بازار میں کھلونے ہوتے ہیں جو کہ مختلف جانوروں کی شکلیں ظاہر کرتے ہیں مثلاً ریچھ، شیر، گائے وغیرہ

کیا شرعی حیثیت سے یہ درست ہے؟ اور اگر ایسے کھلونے گھر میں موجود ہوں تو وہاں نماز پڑھنا درست ہوگا؟

جواب: جانوروں کی شکل کے مطابق بنائے گئے کھلونے بیچنا شرعاً درست نہیں ہے اور ایسے کھلونوں کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ ایسی جگہ نماز پڑھنے کا اہتمام کریں کہ جہاں سامنے کسی جاندار کی تصویر نہ ہو۔

ولا بأس بان يصلى على بساط فيه تصاوير لان فيه استهانة بالصور ولا يسجد على التصاوير .... ويكره ان يكون فوق رأسه فى السقط وبين يديه او بحذائه تصاوير او صورة معلّقة ...... الخ۔

(الھدایۃ ۱/۱۲۶ باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿مختلف ممالک کی کرنسی بیچنے کا کاروبار﴾

سوال: کیا منی چینجر کا کاروبار حلال ہے یا حرام دونوں صورتوں کو تفصیل سے بتائیں؟ کیا کرنسی کی تجارت اسلام میں جائز ہے؟ اس میں ہم ایک کرنسی سستی نرخ پر دوسری کے مقابلے میں خرید کر اس کی خرید وفروخت کسی دوسری کرنسی کے عوض کرتے ہیں مثلاً ہم امریکن ڈالر پاکستانی روپے کے عوض اس وقت خرید لیتے ہیں جب کہ اس کی قیمت گری ہو اور جب اس کی قیمت بڑھ جائے تو ہم بیچ دیتے ہیں اور اس طرح منافع کماتے ہیں۔ مہربانی فرما کر اس کی تفصیلات سے رہنمائی فرمائیں۔

جواب: مختلف ممالک کی کرنسی کا کام شرعاً جائز ہے اور اس پر منافع بھی حلال ہے۔ بشرطیکہ تقابض فی المجلس (ایک مجلس میں دونوں طرف سے قبضہ ہو جائے) ہو چکا ہو ورنہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بیع صرف ہے۔

هو بيع بعض الاثمان ببعض فلو تجانسا شرط التماثل جودة وصياغة والا شرط التقابض۔ (وفى بين السطور اى وان لم يكونا من جنس واحد)۔ (کنز الدقائق ۲۴۲)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿کتاب الاجارہ﴾

﴿کمپنی کا خریدار کو مزید ممبر بنانے پر ''کمیشن'' دینا؟﴾

سوال: ایک کمپنی جو کہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ ہیلتھ مشین فروخت کر رہی ہے اس طریقے سے کہ جو کوئی بھی اس کمپنی کا ممبر بنے گا اور دوسرے لوگوں کو بھی کمپنی کا ممبر بنائے گا اسے کمپنی انعام دے گی اور اس آدمی کا درجہ بڑھتا جائیگا اسی طرز کی اور بھی بہت سی کمپنیاں ہیں یعنی ایک آدمی ممبر بنتا ہے اور پھر دوسروں کو بھی ممبر بناتا ہے مثلاً Xianle کمپنی ہے اس قسم کی کمپنیوں کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ یہ کمپنی علماء کا فتویٰ بھی دکھاتی ہے کہ ہماری کمپنی کا ممبر بننا جائز ہے۔ کافی لوگ شش وپنج میں مبتلا ہیں۔

جواب: اس سکیم میں شامل ہونا شرعاً جائز نہیں ہے اس صورت کا خلاصہ یہ ہے کہ مشتری یعنی خریدار اس شرط پر مشین خریدتا ہے کہ کمپنی اس کو ممبر اور ایجنٹ بھی بنائے گی اور یہ ایسی شرط ہے جس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

ثم جملة المذهب فيه ان يقال كل شرط يقتضيه العقد كشرط الملك للمشترى لايفيد العقد لثبوته بدون الشرط و كل شرط لايقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين اوللمعقود عليه وهو من اهل الاستحقاق يفسده ۔ (ہدایہ ج۳،ص۵۹)

............واللہ اعلم

(محمد علی معاویہ عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کمیشن ایجنٹ بننا﴾

سوال: کوئی شخص اپنا مال شہر بھیج کر غلہ کی کوئی جنس یا کوئی صنعتی مال وغیرہ کسی شخص کو بیچنے کے لیے دیتا ہے وہ اس مال کو بیچ کر اس سے طے شدہ کمیشن وصول کرتا ہے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں طے شدہ کمیشن وصول کرنا شرعاً جائز ہے۔

سئل محمد بن مسلمة عن اجرة السمسار فقال ارجوانه لا باس به وان كان فى الاصل فاسدا لكثرة التعامل و كثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه كدخول الحمام۔

(شامی ۶/۶۳)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مطلوبہ کام نہ کرنے کی صورت میں اجیر اجرت کا مستحق نہ ہوگا﴾

سوال: ایک کاریگر کسی کی مشین ٹھیک کرنے اس کے گھر جاتا ہے مگر ایک گھنٹہ کے بعد اس سے مشین ٹھیک نہیں ہوتی اور وہ اپنی ایک گھنٹہ کا معاوضہ طلب کرتا ہے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: وہ کاریگر ایک گھنٹہ کی مزدوری نہیں لے سکتا ہے کیونکہ جس مقصد کیلئے اس کو لایا گیا تھا اس نے وہ پورا نہیں کیا ہے۔

ولرب الدار والارض طلب الاجر کل یوم وللقصار والخباز والخیاط بعد الفراغ من عمله واذا عمل فی بیت المستاجر ولم یفرغ من العمل لایستحق شیئا من الاجر۔ (هندیہ ۴/۴۱۳)

ثم الاجرة تستحق باحد معان ثلثة اما بشرط التعجیل اوبالتعجیل او باستیفاء المعقود علیه۔ (هندیہ ۴/۴۱۳) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿شراب کے کاروبار کا حساب وکتاب کرنے کی نوکری کا حکم﴾

سوال: میں ایک ہوٹل میں بطور اکاؤنٹنٹ اور سیکرٹری کا کام کر رہا ہوں مجھے بیئر (شراب جو) اور سیکرٹری کے حسابات بنانے پڑتے ہیں کیا میرے لیے یہ ٹھیک ہے۔

جواب: آپ کے لیے بیئر (شراب) کا حساب کتاب کرنا شرعاً ناجائز ہے اور اتنے کام کی تنخواہ بھی آپ کے لیے حرام ہے۔

لعن اللّٰه الخمرو شار بها وسا قیها وبائعهار ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة الیه۔ (ابوداؤد ۳/۳۲۶) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿غیر مسلم یا ناجائز کام کرنیوالے کو پراپرٹی کرائے پر دینا کب ناجائز ہے؟﴾

سوال: یہاں مغرب میں اکثر علماء کے اپنے کئی کئی مکان ہیں جو انہوں نے کرایہ پر دیئے ہیں حالانکہ یہاں پر اکثر غیر مسلم ہی کرائے پر لیتے ہیں، جو ۹۹ فیصد غیر شادی شدہ ہوتے ہیں۔ جبکہ یہ معلوم ہے کہ وہ غیر شادی شدہ ہیں اور وہ حرام کاری کریں گے؟ تو ان کو مکان کرائے پر دیئے جاتے ہیں اور کبھی کسی نے کچھ نہیں کہا اور نہ اس کرائے کی رقم کو حرام قرار دیا ہے۔

مندرجہ ذیل باتوں پر قیاس کرتے ہوئے زید علی وجہ الیقین یہ سمجھتا ہے کہ اگر کوئی کمرشل پراپرٹی کسی

کمپنی کوکرائے پر دیتا ہے جس میں کہ کرایہ دار باقی چیزوں کے علاوہ شراب بھی فروخت کریں گے، چونکہ اس میں اس کی براہ راست بیع وشراء نہیں اور نہ ہی وہ ان کے اعمال کے ذمہ دار ہے اس لیے اس کا کرایہ لینا مندرجہ بالا مسائل کی روشنی میں جائز ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ یہ تعاون علی الاثم میں بھی نہیں، کیونکہ اثم کا تعلق زیادہ سے زیادہ مسلمان سے ہے، کافر اس کے دائرہ کار سے باہر ہیں، اور اگر پہلے سے وہاں پر کوئی کرایہ دار ایسا کام کر رہا ہو تو آپ اس جگہ کو خرید سکتے ہیں اور کرایہ دار سے مسلسل لگا لگایا کرایہ آپ وصول کر سکتے ہیں؟ اب آپ سے گذارش ہے کہ بادلائل مسئلہ کی وضاحت فرمائیں اور مندرجہ بالا مسائل کہ جن پر زید قیاس کرتا ہے ٹھیک ہیں تو ان کی صحیح توجیہ ارشاد فرمائیں۔

جواب: پراپرٹی کرایہ پر لینے والے کا مقصد اگر یہ ہو کہ وہ اس جگہ پر صرف ناجائز اور غلط قسم کی اشیاء کا کاروبار کرے گا اور پراپرٹی کے مالک کو پہلے سے اس بات کا اندازہ بھی ہو تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس شخص کو جگہ کرایہ پر دے، اس لیے کہ یہ تعاون علی المعصیت ہے لیکن اگر کرایہ دار نے مطلق کاروبار کیلئے پراپرٹی کرایہ پر لی اور بعدازاں اس میں بعض ناجائز چیزوں کی خرید وفروخت بھی شروع کر دی تو اس صورت میں پراپرٹی کا مالک گناہ گار نہیں ہوگا بلکہ یہ براعمل کرایہ دار کی طرف منسوب ہوگا اور اس صورت میں پراپرٹی کے مالک کے لیے کرایہ وصول کرنے کی گنجائش ہے۔

لابأس بان یواجر المسلم داراً امن الذمی لیسکنها فان شرب فیها الخمر اوعبد فیها الصلیب اوادخل فیها الخنازیر لم یلحق للمسلم اثم فی شی من ذلك لأنه لم یؤاجرها لذلك والمعصیة فی فعل المستأجر دون قصد رب الدار فلا اثم علی رب الدار فی ذلك۔

(المبسوط: ج ۱۶، ص ۳۰۹ بحوالہ جدید فقہی مسائل ج ۱، ص ۲۴۷)

............واللہ اعلم

(محموداحمد)

﴿ تھریشر والے کو اسی کے کیے ہوئے کام سے مزدوری دینا ﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں تھریشر پر لوگ گندم صاف کرتے ہیں تھریشر کے مالک سے یہ بات طے ہوئی ہے کہ اس کو اجرت میں وہی گندم کا تیسواں 1/30 من دیتے ہیں جس میں اس نے مزدوری کی کیا اس طرح اجرت دینا جائز ہے یا ناجائز؟ امید ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر مطمئن فرمائیں گے۔

جواب: سوال میں ذکر کردہ صورت شرعاً درست نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قفیز طحان (آٹا پیسنے والے کا

اُسی آٹے میں سے اجرت لینے) سے منع فرمایا ہے۔ مذکورہ گندم کی اجرت کی صورت قفیز طحان کے تحت آتی ہے اس لیے یہ درست نہیں ہے اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ تھریشر کے مالک سے یہ بات نہ طے کی جائے کہ آپ کو اسی گندم سے اجرت دے دی جائے گی بلکہ مطلقاً یہ طے کرلیں کہ ہر 30 من پر آپ کو ایک من گندم بطور اجرت دی جائے گی چاہے اس گندم میں سے یا کہیں اور سے حاصل کر کے اس کی اجرت ادا کردی جائے۔

اواستاجر .... ثورا لیطحن برہ ببعض دقیقه فسدت فی الکل --- والحیلة ان یسمی قفیزا بلا تعین ثم یعطیه قفیرا منه فیجوز۔ (شامی ص۵۷، ج۶) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿اکاؤنٹنٹ کا سودی وغیرسودی حساب وکتاب کرنے کی ملازمت اختیار کرنا﴾

سوال: ایک شخص ایک کمپنی میں بطور اکاؤنٹنٹ کام کررہا ہے جو کہ مشینری درآمد کرتی ہے اور کمیشن کی بنیاد پر کام کرتی ہے اکاؤنٹنٹ حساب کتاب لکھتا ہے مگر اس کمپنی نے کچھ قرضہ (سودی) بنک سے لیا ہے اور ایک شخص سے بھی لیا ہے لہٰذا اکاؤنٹنٹ کو ان دو سودی حسابات کے کھاتے بھی کمپنی کی خاطر لکھنے پڑتے ہیں اس کمپنی میں اور کوئی منفی قسم کا کام نہیں کیا۔ اکاؤنٹنٹ کی تنخواہ حلال ہے یا نہیں؟

جواب: اکاؤنٹنٹ مذکور کو جس قدر سودی قرضوں کے لکھنے پڑھنے کا کام کرنا پڑتا ہے وہ از روئے حدیث حرام اور ناجائز ہے اور اس کام پر ملنے والی اجرت بھی حلال نہیں البتہ کمپنی کے دیگر حسابات کا کام اکاؤنٹنٹ کے لیے کرنا درست ہے اور اس کی تنخواہ بھی حرام نہیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

کتاب الھبۃ

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا

سوال: کیا اصلی مالک زندگی میں ہی اپنی جائیداد کو اپنے وارثوں میں تقسیم کرسکتا ہے؟

جواب: اصل مالک کی زندگی میں جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی شخص اصل مالک کی زندگی میں اس جائیداد کو بطور وراثت تقسیم کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہے وراثت تو مرنے کے بعد جاری ہوتی ہے۔ وراثت کے استحقاق کے لیے مورث کی موت کے وقت حیاتِ وارث شرط ہے۔ کوئی شخص اگر اپنی زندگی میں اپنا مال ورثاء میں تقسیم کرے تو اس کو شرعاً ھبہ کہا جائے گا لہٰذا اس ھبہ کی شرائط کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

بیٹے کے دیئے ہوئے گھریلو اخراجات کے خرچہ سے باپ کا کوئی چیز خریدنا اور اس کی ملکیت کا حکم

سوال: برائے مہربانی مذکورہ صورتحال کا شرعی حکم بیان فرما دیں۔ دادا کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا میرے والد صاحب نے پیسہ کما کر پاکستان بھیجا اور ان پیسوں سے دادا نے ٹریکٹر خریدا مگر دادا نے ٹریکٹر بیچ کر زمین خرید لی اس وقت میرے والد صاحب ہی کمانے والے تھے باقی گھر کے تمام افراد کھانے والے تھے۔ میرے والد صاحب کا دوسرا بھائی بھی تھا مگر الگ الگ رہتے تھے۔ اور وہی سب کے خرچہ کو برداشت کرتے تھے میرے والد صاحب پھر بھی ان کو پیسے بھیجتے تھے آپ بتائیں کہ کیا یہ زمین تقسیم ہوسکتی ہے یا نہیں قرآن وحدیث کا حوالہ دیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں آپ کے والد صاحب نے دبئی سے جو رقم آپ کے دادا کو بھیجی تھی اگر وہ دادا کو اگر وہ گھریلو استعمال کے لیے دی تھی جیسا کہ وہ اور بھائیوں کو بھیجتے رہے تھے اور دادا نے اس رقم سے زمین خریدی تو وہ زمین آپ کے دادا کی ملکیت ہی شمار ہوگی اور دادا کی وفات کے بعد تمام ورثاء میں بقدر حصص شرعیہ تقسیم ہوگی۔ بظاہر آپ کے سوال سے یہی شق راجح معلوم ہو رہی ہے۔

لہٰذا اس صورت میں دادا سے اس زمین کی تقسیم کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا تاہم اگر وہ اپنی خوشی سے اولاد کو دینا چاہیں تو یہ ان کی طرف سے ہبہ ہوگا اور اس میں تمام نرینہ وزنانہ اولاد میں برابری افضل ہے۔ ہر لڑکی کو اتنا ہی

دیں جتنا وہ لڑکے کو دیں گے اور اگر میراث کے اصول کو مدنظر رکھ کر لڑکی کو لڑکے کی بنسبت آدھا دیا تب بھی گنجائش ہے۔

ما اکتسبه الا بن یکون لابیه اذا اتحدت صنعتهما ولم یکن مال سابق لهما و کان الابن فی عیال ابیه لان مدارالحکم کو نه معینا لابیه۔ (تکملہ شامی ۷/۵۰۴)

رجل له ابن وابنة واردان یهب لهما شیئا فالافضل ان یسوی بینهما۔

(عیون المسائل فی فروع الحنفیہ ص ۱۴۹)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿بچے یا بچی میں سے کسی ایک کو ساری جائیداد کا مالک بنانے کا حکم﴾

سوال: ایک شخص کی نرینہ اولاد نہیں صرف ایک بیٹی ہے اور وہ شخص اپنی بیٹی کے نام اپنی زندگی میں ہی ساری جائیداد منتقل کرنا چاہتا ہے، کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے اگر نہیں تو اس کی وفات کے بعد اس کی جائیداد کا کتنا حصہ اس کی بیٹی کو ملے گا اور باقی جائیداد کی کیا تقسیم ہوگی۔ دوسرے ورثاء میں اس صاحب جائیداد کی ایک بہن اور تین چچازاد بھائی ہیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں یہ شخص جو کہ اپنی جائیداد کا مالک ہے اپنی زندگی میں اپنی ساری جائیداد اپنی اولاد میں سے کسی ایک کے نام کرنا چاہے تو کرسکتا ہے البتہ اگر ایسا باقی ورثاء کو محروم کرنے کی نیت سے ہو تو وہ گنہگار ہوگا۔

رجل وهب فی صحته کل المال للولد جاز فی القضاء ویکون آثما فیماصنع۔

(عالمگیری ص ۳۹۱/ ج ۴)

............واللہ اعلم

(محمد علی معاویہ عفی عنہ)

﴿مرض الموت میں ہبہ کا حکم﴾

سوال: ایک شخص جائیداد چھوڑ کے فوت ہو جاتا ہے اس کی اولاد میں سے ایک بیٹا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ والد مرحوم نے وفات سے پہلے مجھے اپنے مکان کے ایک یا دو کمرے انگوٹھا لگا کر میرے نام کر دیئے ہیں اس لیے ان کمروں کا اب میں مالک ہوں۔ مرحوم والد اگر تعلیم یافتہ تھے لیکن ضعف عمری میں بینائی جاتی رہی تھی اس لیے تجزیہ یا

دستخط کی بجائے صرف انگوٹھا لگاتے تھے۔واضح رہے کہ والد نے جب انگوٹھا لگایا اس وقت وہ شدید بیمار تھے اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہوا۔

شریعت مطہرہ میں بیٹے کے درج ذیل تقاضا کے متعلق کیا حکم ہے۔

جواب: والد مرحوم کا مرض الوفات کے دوران ایک یا دو کمرے اپنے بیٹے کے نام تحریر میں لکھ کر دینا ظاہراً ہبہ ہے اور معنی وصیت ہے، مذکورہ بالا صورت میں اگر والد مرحوم بیٹے کو کمروں کا مکمل طور پر مالک وقابض بنائے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تو یہ ہبہ باطل ہو گیا ہے اور اگر مالک وقابض بنا کر کمرے اس کے حوالے کر دیئے تھے تو پھر یہ وارث کیلئے وصیت ہے جو دوسرے ورثاء کی رضا مندی کے بغیر جائز نہیں، بہرصورت یہ کمرے بھی والد صاحب کی باقی جائیداد میں شامل ہو کر تمام ورثاء میں حصوں کے مطابق تقسیم ہوں گے۔

قال فی الاصل ولا تجوز هبة المريض ولا صدقته الا مقبوضة فاذا قبضت جازت من الثلث واذا مات الواهب قبل التسليم بطلت يجب ان يعلم بانه هبة المريض هبة عقدا وليست بوصية واعتبار ها من الثلث ما كانت لانها وصية معنى لان حق الورثة يتعلق بمال المريض الخ۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ج۴،ص۴۰۰)

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

(کتاب الوکالہ)

﴿وکیل کا اپنے مؤکل سے اصل رقم سے زائد وصول کرنا﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک دوکاندار اپنے خریدار کو بل اصل حقیقت سے ہٹ کر بنا دیتا ہے اس وجہ سے کہ یہ خریدار ہمیشہ کے لیے مال مجھ سے خریدتا رہے اور خریدار نے کسی ادارے سے زیادہ بل بنوانے کی وجہ سے اصل قیمت سے زیادہ پیسے اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے کیا اس طرح کرنا دوکاندار اور خریدار کے لیے ٹھیک ہے۔شریعت میں کیا حکم رکھتے ہیں؟

جواب: خریدار کے لیے اصل قیمت خرید کو چھپا کر جعلی بل بنوانا اور اس کی بنیاد پر اضافی رقم لینا سراسر ناجائز اور حرام ہے، اس کے لیے یہ اضافی رقم حلال نہیں، اس پر لازم ہے کہ وہ اضافی رقم مالک کو واپس کرے اور آئندہ اس گناہ سے بچے، اور دکاندار کے لیے ایسے خریدار کو اصل بل کی بجائے جعلی بل بنا کر دینا اس کے ساتھ ناجائز کام میں تعاون ہے جو ناجائز ہے، دوکاندار کو بھی اس گناہ سے بچنا واجب ہے، تاہم دوکاندار کے لیے اپنی اشیاء کی اصل قیمت حرام نہیں۔

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

(کتاب المضاربہ والمشارکہ)

﴿مضاربت میں رأس المال عروض ہونے کی صورت میں جواز کی صورت﴾

سوال: سوال یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے شخص کو یہ کہا کہ تم میرے سے رقم لو اور کاروبار کرو جو نفع ہوگا وہ خاص متعین تناسب سے ہم تقسیم کرلیں گے، رقم دینے والے نے رقم دینے کی بجائے چائے کی پتی دے دی اور کاروبار کرنے کے لیے کہا، جب کہ معاملہ طے کرتے وقت اس نے رقم دینے ہی کا کہا تھا، بعدازاں سرمایہ لگانے والا چائے کی پتی کی شکل میں رقم دیتا ہے اور کام کرنے والے کی نگرانی کرتا ہے اور کام کرنے والا جس سے بھی بیع وشراء کا معاملہ کرتا ہے تو سرمایہ لگانے والے کے مشورے سے کرتا ہے اور کام کرنے والا زیادہ تر پتی سرمایہ لگانے والے ہی سے خریدتا ہے لیکن کچھ پتی دوسرے تاجر حضرات سے بھی حاصل کرتا ہے اور اسے یہ اختیار ہے کہ وہ جہاں سے چاہے پتی خریدے، اب کاروبار میں نقصان ہوگیا تو سرمایہ دار کام کرنے والے کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے، کام کرنے والا کہاں تک ضامن ہوگا۔

جواب: سوال میں ذکرکردہ تفصیل میں غوروخوض کیا گیا، ہماری رائے کے مطابق مندرجہ بالا معاملہ مضاربت ہے اور سرمایہ لگانے والے شخص کی جانب سے روپے کی بجائے چائے دینے یا کاروبار کی پوری نگرانی کرنے کی وجہ سے اس معاملہ کی نوعیت نہیں بدلی، کیونکہ سوال سے معلوم ہورہا ہے کہ فریقین کے درمیان مذکورہ عقد ابتداء روپے کی ادائیگی کی صورت میں طے پایا تھا جو سرمایہ لگانے والے نے مضارب کو ادا کرنا تھے بعدازاں رب المال نے روپیہ کے بجائے چائے کی پتی دے دی جب مضارب اس چائے کی پتی کو بیچ کر ثمن وصول کرلے گا تو مضاربت صحیح ہوجائے گی البتہ یہ ضروری ہے کہ سرمایہ لگانے والے شخص نے جس قدر رقم دینا طے کیا تھا اتنی رقم مضارب کو حاصل ہوجائے چنانچہ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(وشرطها) امور سبعة (كون رأس المال من الاثمان) الخ۔

اس کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اى الدراهم والدنانير فلو من العروض فباعها فصارت عقودا انقلبت مضاربة واستحن المشروط كما في الجواهر (فتاویٰ شامیۃ ۵/ ۶۷۸)

وفي تقريرات الرافعي عليه : قوله فلومن العروض فبها عها الخ اى بأن رفع اليه عرضا وأمر ببيعه

وعمل مضاربة فی ثمنه فقبل صح لانه لم یضف المضاربة الی العرض بل الی ثمنه کما فی الدرر بخلاف ما اذا دفع مرضا علی ان قیمته الف مثلاً ویکون ذلك رأس المال فهو باطل کما فی الشرنبلالیة ۔

سرمایہ لگانے والے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے سرمایہ کے تحفظ کے لیے مضارب کو مخصوص سامان میں، مخصوص شخص سے یا کسی خاص شہر میں مضاربت کرنے کا پابند کرے اور اس کی نگرانی کرتا رہے، اس صورت میں یہ مضاربت مقیدہ ہوگی۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں:

(ولا) یملك ایضا (تجاوز بلد اوسلعة اووقت اوشخص عینه المالك) لان المضاربة تقبل لتقیید المفید ولو بعد العقد مالم یصر المال عرضا لانه حینئذ لا یملك عزله فلا یملك تخصیصه۔ (۶۵۰/۵)

جب مذکورہ معاملہ مضاربت کے طور پر منعقد ہوگیا تو مضاربت کے اصول کے مطابق تمام مسائل کو حل کیا جائے گا چنانچہ اگر کاروبار میں نفع ہو تو طے شدہ ضابطہ کے مطابق نفع تقسیم ہوگا اور اگر خسارہ ہو تو پہلے نفع سے پورا کیا جائے گا اگر نفع سے خسارہ پورا نہ ہو تو اصل مال سے خسارہ پورا کیا جائے گا، یہ خسارہ مضارب پر کسی صورت میں نہیں آئے گا، البتہ اگر مضارب نفع کی مد میں سے کچھ رقم پہلے وصول کر چکا ہو اور بعد میں اسی عقد مفاربت میں خسارہ ہو جائے تو خسارہ کو پورا کرنے کے بقدر نفع کی مد میں وصول کی گئی رقم اس سے واپس لی جائے گی اور خسارہ کے نفع سے بڑھ جانے کی صورت میں اس پر مزید کوئی تاوان نہیں آئے گا۔

وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح دون رأس المال فان زاد الهالك علی الربح فلاضمان علی المضارب لانه امین وان کان یقتسمان الربح فالمضاربة بحالهم ثم هلك المالك بعضه اوالکله تراد الربح حتی یستوفی رب المال رأس المال۔ (الھدایۃ ۲۶۴/۳)

اگر سرمایہ لگانے والا مضاربت ختم کر دے اور ابھی لوگوں سے قرضوں کی وصولی باقی ہو تو اگر مضاربت میں نفع ہوا ہے تو مضارب پر لازم ہے کہ وہ ملنے والے نفع کے پیش نظر قرضے وصول کرے اور اگر کاروبار میں خسارہ ہوا ہے تو مضارب پر قرضوں کی وصولی ضروری نہیں ان کی وصولی کے لیے وہ اجرت کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے۔

(ولوافترقا وفی المال دیون ذربح اجبر علی اقتصاد الدیون) لانه کالا جیر والربح کالا جرة له وقد مسلم له ذلك فیجبر علی اتمام عمله کما فی الاجارة المحضة (ذالا لایلزمه الاقتضاء) ای ان لم یکن فی المال ربح لایلزمه الاقتضاء لانه وکیل محض وهو متبرع ولا جبر علی المتبرع علی انهاء ما تبرع به الخ۔ (تبیین الحقائق ۶۸/۵) ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کتاب الرھن﴾

﴿رہن رکھوائی ہوئی چیز کو ذاتی استعمال میں لانا یا کرائے پر دینا﴾

سوال: میں نے ایک عیسائی سے -/7500 روپے کے عوض مکان رہن پر لیا ہے اور بغیر کسی دباؤ کے میں نے زمین کے کاغذات پر دستخط کر دیئے کیونکہ اس شخص کو دو سال کی مدت کے لیے رقم درکار تھی جس کے بدلے اس نے اپنا مکان رہن رکھ دیا کیا میں نے جس سے مکان لیا ہے اسی کو یا کسی اور شخص کو مکان کرائے پر دے سکتا ہوں۔

جواب: مرہون مکان کو آپ صرف اپنے قبضہ میں رکھ سکتے ہیں نہ اس کو خود استعمال کر سکتے ہیں اور نہ کسی کو کرایہ پر دے کر اس کا کرایہ استعمال کر سکتے ہیں ایسا کرنا شرعاً سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

قال فی المنح وعن عبداللّٰہ محمد بن اسلم السمر قندی وکان من کبار علماء سمر قندانه لایحل له ان ینتفع بشیٔ منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن لانه اذن له فی الربالانه یستوفی دینه کاملاً فتبقی له المنفعة فضلاً فیکون ربًا وھذا امر عظیم۔ (شامی۳/۳۴۳)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ حاصل کرنا﴾

سوال: (۱) اسلام میں گروی یا رہن کا کیا تصور ہے کیا یہ سود کے زمرہ میں تو نہیں آتا۔

(۲) مشینری یا کار گروی لینا حلال ہے یا نہیں قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب: (۱) کسی آدمی سے اپنا حق وصول کرنے کے لیے اس کی کوئی شے روک لینا رہن یا گروی کہلاتا ہے شرعاً رہن کے طور پر رکھی گئی شے سے فائدہ اٹھانا اور اس کو استعمال کرنا درست نہیں ہے رہن رکھنے والے سے طے کر کے رہن کو استعمال کرنا سود اور ربوا ہے نیز اگر طے نہیں کیا لیکن اس کا استعمال معروف ہے تو اس صورت میں بھی ربوا ہوگا۔

والغالب من احوال الناس انھم انما یریدون عندالدفع الانتفاع .... وھذا بمنزلة

الشرط لان المعروف کا لمشروط **وھو ممابعین المنع الخ** (شامی ص۴۸۳،ج۶)

(۲) مشینری یا گاڑی کو بطور رہن رکھوانا درست ہے لیکن رہن وصول کرنے والے کے لیے ان اشیاء کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

کتاب الحظر والاباحۃ

دارالحرب میں کافر کا مال بغیر اجازت لینے کا حکم

سوال: میں ایک غیر مسلم ملک میں رہتا ہوں کیا یہاں ہم کسی غیر مسلم کی کوئی بھی چیز بغیر اجازت سے لے سکتے ہیں اس لیے کہ کافر کا مال مباح ہوتا ہے؟

جواب: غیر مسلم ملک میں بھی کافر کا مال اس کی اجازت کے بغیر نہیں لے سکتے۔

اذا دخل المسلم دارالحرب بامان فلابأس بان یاخذمنھم اموالھم بطیب انفسھم بأی وجه کان لانه انما اخذ المباح علی وجه عری عن الغدر فیکون ذالك طیباله والاسیر والمستأمن سواء۔
(شامی۴/۲۱۰)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

چہرہ اور بازوؤں کے بال صاف کرنا

سوال: اگر خاتون کے چہرے اور بازوؤں اور پاؤں پر کچھ اضافی بال ہیں، کیا ان بالوں کو وہ کسی کریم یا موم سے صاف کر سکتی ہے کیا ایسی عورت شادی کے بعد بھی خاوند کے لیے سنگار کے طور پر یہ فالتو بال جو چہرے، بازوؤں اور پاؤں پر ہوں ان کو صاف کر سکتی ہے؟

جواب: عورت کے لیے چہرہ اور بازوؤں کے اضافی بال صاف کرنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ مقصود فیشن پرستی اور نامحرموں کو دکھانا نہ ہو۔

لعله محمول علی مااذا فعلته لتتزین اللاجانب والا فلو کان فی وجهها شعر ینفر زوجها عنها بسببه ففی تحریم از الته بعد لان الزینة للنساء مطلوبة للتحسین۔ (شامی،۶/۳۷۳)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿لائف انشورنس کا حکم﴾

سوال: مجھے لائف انشورنس کے متعلق آپ کی ہدایات درکا ہیں اور کیا شریعت میں انسان بالاقساط اشیاء کو خرید سکتا ہے؟

جواب: لائف انشورنس تو شرعاً جائز نہیں ہے البتہ قسطوں پر اشیاء خریدنا شرعاً ان شراط کے ساتھ جائز ہے۔ (الف) اس چیز کی قیمت متعین کر لی جائے۔ (ب) قسطوں کی تعداد متعین ہو۔ (ج) کسی قسط کی بروقت ادائیگی نہ ہو سکنے کی صورت میں کسی نام سے بھی جرمانہ وصول نہ کیا جائے۔ (د) قبل از وقت ادائیگی کی صورت میں قیمت میں کمی شرط نہ ہو۔ اگر ان شرائط میں سے کسی شرط کا لحاظ نہ رکھا گیا تو شرعاً یہ معاملہ درست نہ ہوگا۔

الایری انه یزاد فی الثمن لاجل الاجل۔ (ہدایۃ ۳/۷۹) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿کھال میں نام کندہ کرانا﴾

سوال: ایک شخص نے اپنے بازو پر نام کندہ کرایا ہے جو اب مٹ نہیں سکتا اب وہ کیا کرے؟

جواب: جسم کے کسی بھی حصہ پر نام وغیرہ کندہ کروانے کے متعلق احادیث میں ممانعت آئی ہے۔

لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الواصلة والمستوصلة والواشمة و المستوشمة والواشرة والمستو شرة والنامصة والمتنمصة الخ (شامی ۵/۲۶۴)

لہٰذا لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے جو نام کندہ کروایا ہے اس پر توبہ واستغفار کریں اور اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے رجوع کر کے یا کسی اور طریقے سے اس کو مٹا دیں۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ضبط تولید (خاندانی منصوبہ بندی) کا حکم﴾

سوال: محکمہ بہبود آبادی کی طرف سے جو ضبط تولید کی مہم چلائی جاتی ہے اس مہم کے تحت ضبط تولید کروانے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: محکمہ بہبود آبادی کا نظریہ ضبط تولید قرآن وسنت سے متصادم ہے اس لیے کہ اس کی بنیاد فقر وافلاس کے خلاف یا اقتصادی بدحالی پر ہے اور یہ نظام ربوبیت میں مداخلت کے مترادف ہے اس لیے کہ تمام مخلوق کے رزق کی ذمہ داری رب العالمین نے اپنے ذمہ لی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری عزاسمہ ہے۔

۱۔ وما من دابة فی الارض الاعلی اللّٰہ رزقها الخ۔ (سورۃ ھود آیت ۶)

زمین پر ہر رینگنے والے جانور کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔

۲۔ ولاتقتلوا اولاد کم خشیة املاق نحن نرز قهم وایا کم۔ (سورۃ بنی اسرائیل)

اور اپنی اولاد کو بھوک و افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔

لہٰذا فقر و افلاس یا اقتصادی بدحالی کے خوف کی وجہ سے ضبط تولید کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس نظریہ کو رواج دینا شرعاً جائز ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم ہند لکھتے ہیں ''اگر برتھ کنٹرول کثرت اولاد کے خوف سے یا عورت کے حسن کو قائم رکھنے کے لیے ہو تو یہ مقاصد ناقابل اعتبار ہیں اور ضبط تولید کے لیے یہ وجہ اباحت نہیں بن سکتے۔'' (کفایت المفتی ۲/۲۸۹)

لہٰذا محکمہ بہبود آبادی کا یہ نظریہ شرعاً قرآن و سنت سے متصادم کے ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ ٹائی استعمال کرنے کا حکم ﴾

سوال: کیا ہمیں ٹائی پہننی چاہیے یا نہیں؟ چونکہ ٹائی سے ذرا تشخص ابھرتا ہے۔ البتہ میں تو ٹائی باندھنا پسند نہیں کرتا کیونکہ مجھے یہ عیسائیوں کی تختی لگتی ہے کیا میری سوچ درست ہے کہ یہ عیسائیوں کی تختی ہے؟

جواب: ٹائی کے استعمال میں یہ قباحت ہے کہ اس میں غیر مسلم اقوام کی مشابہت پائی جاتی ہے اور اس بات کا بھی شبہ ہے کہ یہ درحقیقت سینے پر سلیب لٹکانے کی شکل ہو لہٰذا اس کے استعمال سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ اس لیے کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے ''من تشبه بقوم فهو منهم''۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۲/۳۵۸)

یعنی جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

والثالث كل لباس يكون على خلاف السنة يكون لبسه مكروها وهو مثل اثواب الكفار و اثواب الفساق والفجور الخ۔ (النتف فی الفتاویٰ ص۱۶۲)

لہٰذا صلحاء کے لباس کو اپنانا چاہیے اسی میں انشاء اللہ دینی اور دنیاوی بھلائی ہے، کفار کے لباس کو اپنا کر اور ان کے طور طریقے کو اپنا کر تشخص کے ابھرنے کی سوچ صرف خام خیال ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿خواتین کیلئے ناک، کان چھدوانے اور بھنویں باریک کرنے کا شرعی حکم﴾

﴿خواتین کا مہندی لگانا﴾

سوال: کیا لڑکیوں کا ناک اور کان چھیدوانا غلط ہے؟ حالانکہ یہ ہمارے معاشرے میں ضرورت ہی بن گئی ہے اور کیا لڑکیوں کے لیے بھنویں بنوانا بھی جائز اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: (۱) صورت بگاڑنے یا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے سے مراد بندوں کو خصی کرنا، ہم جنس پرستی، فیشن کے طور پر بھنویں بنوانا۔

(خلق اللّٰه) ...... خصاء العبيد والوشم والوشر واللواطة والسحاق ونحو ذالك۔

(روح المعانی ۵/۱۳۵)

لڑکیوں کے ناک کان چھدوانا اس آیت کے تحت نہیں آتا۔ اس کی شرعاً اجازت ہے۔

ولا باس بثقب اذان الاطفال من البنات لانهم كانوايفعلون ذالك فی زمان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من غیر انكار۔ (هندیه ۵/۳۵۷)

بھنویں اگر اتنی زیادہ ہوں کہ اس سے چہرہ بھدا لگتا ہو تو اتنی کم کرنے کی گنجائش ہے جس سے وہ بھدا پن ختم ہو جائے بشرطیکہ اس سے دوسروں (غیر محارم) کو دکھلانا مقصود نہ ہو۔

ولعله محمول علی ما اذا فعلته لتتزين للاجانب والا فلو كان فی وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففی تحريم ازالته بعد لان الزينة للنساء مطلوبة للتحسين .... وفی التتارخانيه عن المضمرات ولابأس باخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المخنث۔ (شامی ۶/۳۷۳)

(۲) مہندی ہاتھوں پر لگانا عورتوں کے لیے جائز ہے البتہ اگر مہندی کے نقش ونگار ایسے ہوں کہ وہ غیر محارم کی توجہ کا مرکز بنتے ہوں تو پھر ان کی نمائش شرعاً جائز نہیں ہے۔ اور اگر گھر سے باہر نکلنا ہو تو ایسی حالت میں ہاتھوں پر دستانے پہن لیں تا کہ کسی غیر محرم کی نظر ان نقش ونگار پر نگاہ پڑنے سے وہ فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔ الغرض جن چیزوں کی اجازت حدیث میں ہے وہ تغییر لخلق اللّٰه نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿پالتو پرندہ پالنے کا شرعی حکم﴾

سوال: گھر میں طوطے یا دیگر پرندے پالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: طوطے یا دیگر پرندے گھر میں رکھنا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

(۱)ان کو پالنے میں کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ پہنچتی ہو۔

(۲)ان کی خوراک کا انتظام مناسب طور پر کیا جائے۔

(۳)انکا پنجرہ اتنا بڑا ہو کہ اس میں ان کو اذیت نہ ہو۔

(یکرہ امساك الحمامات) ولوفی برجها (ان کان یضر بالناس) بنظر اوجلب الخ○

(الدرالمختار مع شامی ۶/۴۰۱)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿جرابیں پہننے سے ٹخنے چھپ جانے کا حکم﴾

سوال: برائے مہربانی مجھے ٹخنے کھلے رکھنے کے بارے میں شریعت کی تعلیمات سے آگاہ کریں اور اگر جرابیں پہنیں تو کیا ٹخنیں چھپائے جاسکتے ہیں؟

جواب: مردوں کے لیے ٹخنوں کا ڈھانپنا شرعاً ناجائز ہے احادیث مبارکہ میں اس پر بہت سخت وعید آئی ہے۔

مااسفل من العکبین من الازار فی النار راوه البخاری۔ (مشکوۃ ص ۳۷۳، کتاب الزواجر ۱/۱۳۲)

(یعنی) ٹخنوں کا جو حصہ ازار (پائجامہ یا دھوتی) کے نیچے ہوگا وہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔

لہٰذا شلوار، تہبند اور قمیض یا جبہ وغیرہ ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہیے جرابوں سے ٹخنوں کو ڈھانپنا شرعاً جائز ہے یہ اس وعید کے تحت نہیں آتا اس لیے کہ شرعاً ''اسبال ازار'' ممنوع ہے اور اسبال کپڑے کو اوپر سے نیچے لٹکانے کو کہتے ہیں اور ٹخنوں سے نیچے لٹکانا یہ متکبرین کا شعار ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مشت زنی کا شرعی حکم﴾

سوال: مشت زنی کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس کے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: مشت زنی شرعاً ممنوع ہے اور اس کا مرتکب گنہگار رہتا ہے۔ اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی نظروں کی حفاظت فرمائیں کسی غیر عورت پر نظر نہ پڑے۔ نظر کی حفاظت کے علاوہ اور کوئی زنا سے تحفظ کا راستہ نہیں ہے۔ اگر طبیعت میں شہوت کا غلبہ ہو تو اس کو روزے رکھ کر کم کیا جائے مسلسل روزوں سے شہوت ٹوٹتی ہے۔ حدیث مبارک میں شہوت کو کم کرنے کا یہی علاج بتایا گیا ہے۔ اگر شہوت کا غلبہ ہو اور زنا میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو ایسے وقت نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے البتہ اگر بیوی کے جملہ حقوق نان نفقہ کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو پھر

روزے رکھے۔

عن عبداللّٰہ بن مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلتیزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء متفق علیه۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۷) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿اعضا انسانی کی پیوند کاری کا شرعی حکم﴾

سوال: گردے کی ٹرانسپلانیشن یا تبدیلی کے متعلق کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔ آپ ذہن میں قصاص بھی رکھیں اور یہ کہ ایسا کرنے سے ایک آدمی کی زندگی بچتی ہے اور دوسرے کا مالی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

جواب: انسانی اعضاء کی پیوند کاری شرعاً جائز نہیں ہے انسان اپنے اعضاء کا چونکہ مالک نہیں ہے اس وجہ سے وہ کسی کو نہ تو بیچ سکتا ہے اور نہ ہی ہدیہ کر سکتا ہے اور نہ ہی مرنے کے بعد کسی کو ہدیہ کرنے کی وصیت کر سکتا ہے۔

الانتفاع بجزء الادمی لم یجز قیل للنجاسة وقیل للکرامة هوالصحیح۔ (ہندیہ ۵/۳۵۴)

اس کو قصاص پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿زیر ناف بالوں کو صاف کرنا﴾

سوال: زیر ناف بالوں کو صاف کرنے کی شرعاً کوئی حدود و قیود ہیں؟

جواب: آدمی کے اکڑوں بیٹھنے کی حالت میں ناف کے نیچے پیٹ کی گولائی کے نچلے حصہ میں جسم کا جو چوکور حصہ ہے وہاں سے زیر ناف بالوں کی حد شروع ہوتی ہے لہٰذا اس جگہ پر اگنے والے بال دونوں رانوں تک اور آلہ تناسل کے اردگرد اور خصیوں کے بال اور خصیوں کے نیچے کے بال نیز پاخانہ کے مقام اور اس کے اردگرد کے بال زیر ناف میں شامل ہیں لہٰذا مذکورہ تفصیل کے مطابق پورے حصے کے بال صاف کرنے چاہئیں۔

ثم العانة وهی الشعر الذی فوق الذکر وحوالیه وحوالی فرجها ویستحب ازالة شعر الدبر خوفامن ان یعلق به شیيء من النجاسة الخارجة فلایتمکن بالازالته بالاستجمار۔ (طحطاوی علی المراقی ۲۸۴)

ان غیر ضروری بالوں کو ہر ہفتہ صاف کرنا افضل ہے اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر پندرہ دن میں ایک مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن میں صاف کرنا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

والافضل ان یقلم اظفاره ویحفی شاربه ویحلق عانته وینظف بدنه بالاغسال کل السبوع مرة ان لم یفعل ففی کل خمسة عشر یوما ولا یعذر فی ترکه وراء الاربعین فالاسبوع هو الافضل

والخمسة عشرة الاوسط والاربعون الا بعد ولا عذر فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد۔
(ھندیۃ ۳۵۷/۵)

............واللہ اعلم
(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿فلاح عامہ کی غرض سے عورت کا بغیر محرم یا شوہر سفر کرنا﴾

سوال: کیا لیڈی ڈاکٹر عورت متاثرین زلزلہ کی امداد کے لیے اکیلی بغیر محرم کے جا سکتی ہے چونکہ متاثرین میں زخمی عورتیں اور بچے بھی ہیں جبکہ قرآن وسنت کے مطابق ایک عورت بغیر محرم کے کسی لمبے سفر پر زیادہ دن کے لیے نہیں جا سکتی۔

جواب: عورت شرعاً لمبے سفر کے لیے بغیر محرم کے نہیں جا سکتی لہٰذا مذکورہ خاتون کو چاہیے کہ وہ متاثرین زلزلہ کی خدمت کے لیے کسی محرم کو ساتھ لے کر جائیں بغیر محرم کا سفر کرنا جائز نہیں۔

ولاتسافر المرأة بغير محرم ثلاثة ايام فما فوقها۔ (عالمگیری ص۳۶۶/ ج۵)

............واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)

﴿ناخن کاٹنے کا طریقہ﴾

سوال: دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ناخن کاٹنے شروع کر کے انگوٹھا چھوڑ دیں اور پھر سب سے آخر میں انگوٹھے کا ناخن کاٹ لیا جائے کیا یہ ترتیب درست ہے۔

جواب: ہاتھوں کے ناخن کاٹنے کی بہتر صورت یہ ہی ہے کہ دائیں سے کاٹنے کا آغاز ہو اور دائیں ہاتھ پر ہی انتہاء ہو اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

وينبغی أن يكون ابتداء قص الاظافير من اليدا اليمنى و كذا الانتهاء بها فيبدأ بسبابة اليدا ليمنى ويختم بابها مها وفی الرجل ببدأ بخنصر اليمنٰى ويختم اليسرىٰ۔
(فتاویٰ عالمگیری ص۳۵۸/ ج۵)

............واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)
دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ گانے کی ممانعت کا حکم ﴾

سوال: مجھے گانوں کی ممانعت سے متعلق حدیث کی ضرورت ہے لیکن میں نے بہت تلاش کیا لیکن مجھے کچھ نہیں ملا۔

جواب: مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو پیدا کرتی ہے۔

الغناء ینبت النفاق فی القلب کماینبت الماء الزرع۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس کے علاوہ اس کتاب ''گانا بجانے کی حرمت'' کا مطالعہ کریں۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿ حلال جانور کے وہ سات حصے جن کا کھانا حرام ہے ﴾

سوال: حلال جانور کے کپوروں کا کیا حکم ہے؟ اوراس کے جسم کے کون سے حصوں کا کھانا جائز نہیں ہے؟

جواب: حلال جانور کی سات چیزیں کھانا حرام ہیں۔

(۱) بہتا خون۔(۲) مذکر کی پیشاب گاہ۔(۳) مؤنث کی پیشاب گاہ۔(۴) خصیتیں۔(۵) غدود۔(۶) مثانہ۔(۷) پتہ۔

قال فی الھندیۃ واما بیان مایحرم اکلہ من اجزاء الحیوان سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانہ والمرارۃ کذا فی البدائع۔ (عالمگیریہ ص۲۹۰، ج۵) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿ خنزیر کے گوشت کا حکم ﴾

سوال: خنزیر کے گوشت کا کیا حکم ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین ہے اوراس کا گوشت کھانا اور کسی بھی طرح سے اس کے اعضاء کا استعمال کرنا حرام اور ناجائز ہے۔اس کی حرمت نص قطعی یعنی قرآن کریم سے ثابت ہے۔

حرمت علیکم المیتۃ والدم والحم الخنزیر۔ (الایۃ) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿عورت کے لیے ’’پراندہ‘‘ استعمال کرنے کا حکم﴾

سوال: کیا بالوں کو باندھ کر (گوندھ) کر رکھنے کے لیے عورت پراندہ استعمال کر سکتی ہے؟

جواب: عورت بالوں کو گوندھ کر رکھنے کے لیے دھاگے کا پراندہ استعمال کر سکتی ہیں۔

ولابأس للمرأة ان تجعل فی قرونها وزوائبها شيئا من الوبر۔ (ہندیۃ ۵/ ۳۵۸)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿داڑھی کی شرعی حیثیت اور داڑھی کو کنگھی کرنے کا طریقہ﴾

سوال: مجھے بتائیں کہ داڑھی رکھنے کا شریعت میں کیا حکم ہے اور یہ کہ اسے کس طرح سنوار سکتے ہیں اور کنگھی کیسے کرنا ہوگی؟

جواب: داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کی شرعی مقدار ایک مشت ہے اور یہ مقدار ہر طرف سے ہونی چاہیے یعنی داڑھی کا ہر ہر بال ایک مشت ہو جو اس سے زائد ہو اس کو کاٹنا جائز ہے۔

تطويل اللحية اذا كانت بقدر المسنون وهوالقبضة وصرح فی النهاية بوجوب قطع مازاد على القبضة بالضم ومقتضاه الاثم بتركه الا ان يحمل الوجوب على الثبوت واما الاخذ منها وهی دون ذالك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم۔ (شامی ۲/ ۴۱۸)

باقی داڑھی کو کنگھی کرنے کا کوئی خاص طریقہ تو ہماری نظر سے نہیں گذرا البتہ اتنا خیال رہے کہ پہلے دائیں طرف کنگھی کریں پھر بائیں طرف اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ وہ وضو کرنے میں اور جوتا پہننے میں اور ہر کام میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

عن عائشة عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم انه كان يعجبه التيمن ما استطاع فی ترجله ووضوئه۔ (بخاری ۲/ ۸۷۸)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بدعتی یا اعلانیہ فاسق کو سلام کرنے کا حکم﴾

سوال: کیا کسی بدعتی اور علانیہ فاسق کو سلام کرنا جائز ہے اور وہ اگر معمر بھی ہے تو اس کی عزت کرنی چاہیے یا نہیں اور اسے سلام کرنا ٹھیک ہے؟

جواب: اعلانیہ فاسق یا بدعتی کو سلام کرنا مکروہ ہے نیز اس کی ایسی تعظیم کرنا جس سے بدعت میں اس کی اعانت ہو ناجائز ہے البتہ اس کو دین کے قریب لانے کے لیے یا اس کے شر سے حفاظت کے لیے سلام کرنے کی گنجائش ہے۔

ویکرہ السلام علی الفاسق لو معلناً والا لا۔ (ردالمحتار ص۲۹۴، ج۵) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿عورتوں کے لیے مردوں کا لباس استعمال کرنا جائز نہیں﴾

سوال: سنا ہے کہ قرآن میں آیا ہے کہ جو عورتیں مردوں جیسا لباس پہنتی ہیں ان کو سزا ملے گی میں یہاں امریکہ میں رہتی ہوں ہمارے سکول کی یونیفارم مین پینٹ اور شرٹ ہے جو کہ مجبوراً پہننی پڑتی ہے کیا ایسا لباس پہننا واقعی گناہ ہے۔

جواب: عورتوں کے لیے مردوں کی طرح لباس پہننا ناجائز ہے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور ایسے کرنے والی عورتوں کے لیے سخت وعید بیان فرمائی ہے لہٰذا اس سے بچنے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے مزید یہ کہ عورتوں کے لیے مذکور فی السوال لباس پہننے میں مردوں کے ساتھ مشابہت کے ساتھ ساتھ بے پردگی بھی ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال لعن رسول الله صلی الله عليه وسلم الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة يلبس لبسة الرجل۔ (ابوداؤد ص۵۶۶، ج۲) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿عربی عبارت قرآنیہ کے بجائے صرف ترجمہ پڑھنے کا حکم﴾

سوال: دوسرے یہ کہ میں قرآن انگریزی میں پڑھتی ہوں یعنی قرآن پاک کے عربی الفاظ کے ہجے انگریزی میں کر کے پڑھتی اصل قرآن ہی کی عربی کے طرح پڑھتی ہوں تو کیا یہ درست ہے یا پھر عربی لکھائی والا قرآن ہی پڑھنا چاہیے میری رہنمائی فرمائیں؟

جواب: قرآن پاک کی عربی کو چھوڑ کر صرف اس کا ترجمہ پڑھنا درست نہیں ہے اصل ثواب اور اجر قرآن حکیم کے الفاظ پڑھنے ہی پر ملے گا البتہ تلاوت کے بعد ترجمہ پڑھا جا سکتا ہے، نیز اگر کبھی صرف ترجمہ دیکھنا مقصود ہو تو انگریزی ترجمہ دیکھا جا سکتا ہے لیکن مستقلاً عربی چھوڑ کر ترجمہ پڑھنا درست نہیں۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿جسمانی عضو خیرات کرنا﴾

سوال: کیا مرنے کے بعد اپنے اعضاء کو بیچنے کے بجائے اگر خیرات کیا جائے تو کیا یہ بھی ناجائز ہے؟ بعض لوگ اپنی آنکھیں مرنے کے بعد خیرات کر دیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

جواب: اپنی آنکھیں یا جسم کا کوئی اور عضو فروخت کرنا یا خیرات کرنا چاہے زندگی میں ہو یا مرنے کے بعد فروخت کرنے یا خیرات کرنے کی وصیت کی ہو دونوں صورتوں میں ناجائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی مرے ہوئے شخص کی ہڈی توڑنا۔ ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ کسی مومن کو مرنے کے بعد تکلیف دینا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں اس کو تکلیف دی جائے۔

کسر عظم المیت ککسرہ حیا (سنن ابی داؤد) اذی المومن فی موتہ کاذائہ فی حیاتہ

(مصنف ابن شیبہ)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿قادیانی یا کسی دوسرے غیر مسلم سے دینی امور کیلئے چندہ یا تعاون لینے کا حکم﴾

سوال: (۱) ایک قادیانی نے مجھے کچھ رقم دی اور مجھے اس نے کسی مسجد میں بطور عطیہ دینے کو کہا۔ کیا میں یہ رقم کسی مسجد یا مدرسہ کو بطور عطیہ دے سکتا ہوں؟

(۲) کیا قادیانی کو اس طرح سے مسجد یا مدرسہ کو بطور عطیہ دینے سے ثواب حاصل ہوگا؟

جواب: (۱) اگر کوئی غیر مسلم مسجد کی تعمیر کے لیے یا اس طرح کے کسی دینی کام کے لیے روپیہ دینے کو اپنے عقیدہ میں نیک کام سمجھ کر دے اور اس سے یہ خطرہ نہ ہو کہ وہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کو غلط استعمال کرے گا یا ان پر احسان جتلائے گا تو اس کا روپیہ مسجد کے لیے لینا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے اس لیے کہ احناف کے نزدیک کفار کے وقف کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ ان کے نزدیک قربت ہو ظاہر ہے کہ مسجد میں خرچ کرنا جیسے مسلمانوں کے نزدیک قربت ہے غیر مسلم جو کچھ مسجدوں میں دیتے ہیں وہ بھی اعتقاداً اس کو قربت سمجھتے ہیں اس لیے ان سے روپیہ وغیرہ مسجد کے لیے لینا مذکورہ بالا شرط کے ساتھ جائز ہے۔ لہٰذا آپ کو جو قادیانی نے مسجد میں بطور عطیہ کے رقم دینے کے لیے دی ہے آپ اس رقم کو کسی بھی مسجد میں دے دیں مدرسہ میں نہیں دے سکتے۔

فی الشافی: (قولہ وان یکون قربۃ فی ذاتہ الخ) فتعین ان ھذا شرط فی وقف المسلم فقط بخلاف الذمی لمافی البحر وغیرہ ان شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء وعلی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ عندھم فقط اوعلی حج اوعمرۃ

فانه قربة عندنا فقط فان هذا شرط وقف الذمی فقط لان وقف المسلم لایشترط کونه قربة عندهم بل عندنا کوقفنا علی حج و عمرة الخ۔ (ردالمحتار۴/۳۴۱)

(۲) جب قادیانی مسلمان ہی نہیں ہیں تو ان کو مساجد وغیرہ پر خرچ کرنے کا ثواب نہیں ملے گا۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿جسمانی کمزوری یا کسی دوسرے شرعی عذر کی بنا پر عارضی ضبط تولید جائز ہے﴾

سوال: میں ضبط تولید کی شرعی حیثیت جاننا چاہتی ہوں۔ میری صحت ٹھیک نہیں ہے اور کمزوری کی وجہ سے میرے لیے حمل اور بچے کی ولادت کے مرحلوں سے گزرنا نہایت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹا عطا کیا ہے اور اس بچے کی دیکھ بھال کے لیے کوئی نہیں ہے اور نہ ہی ہم کسی ایسے نوکر کا خرچہ برداشت کرنے کے قابل ہیں۔ میں صرف اتنا وقفہ کرنا چاہتی ہوں کہ میرا پہلا بچہ خود بخود درفع حاجت کے لیے جانا سیکھ جائے اب میرے معاملہ میں قرآن وحدیث کیا حکم دیتے ہیں مہربانی فرما کر بتائیں؟ کیا ایسا کرنا میرے لیے جائز ہے؟

جواب: بشرط صحت سوال آپ صورت مسئولہ میں عارضی طور پر مانع حمل ادویہ استعمال کر سکتی ہیں۔ مستقل طور پر ضبط تولید کو اختیار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے البتہ عذر شرعی کی وجہ سے عارضی طور پر اختیار کرنا جائز ہے۔

ویکره ان تسقی لاسقاط حملها وجاز لعذر حیث لایتصور۔ (الدرالمختار علی ھامش شامی ۶/۴۲۹)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿قرآنی آیات یا حدیث مبارک کو جیب میں ڈال کر بیت الخلاء جانے کا حکم﴾

سوال: اگر جیب میں کوئی قرآنی آیت یا حدیث ہو تو بیت الخلاء میں جا سکتے ہیں؟

جواب: جیب میں قرآن مجید کی آیت یا حدیث مبارکہ کو بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ ہے۔

اذا کان فی جیبه دراهم مکتوب فیها اسم الله تعالیٰ اوشیء من القرآن فاخلها مع نفسه المخرج یکره۔ (الفتاویٰ الھندیۃ ۵/۳۲۳)

لیکن اگر وہ چیز کسی چمڑے وغیرہ میں بند ہو تو گنجائش ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد ام القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿اسقاطِ حمل کی شرائط﴾

سوال: کیا اسقاط حمل اسلام میں جائز ہے؟

جواب: بغیر کسی شرعی عذر کے اسقاط حمل شرعا جائز نہیں ہے البتہ اگر عذر شرعی ہو مثلاً

(۱) عورت اتنی کمزور ہو کہ بار بار حمل کا تحمل نہیں کر سکتی۔

(۲) پہلے سے موجود بچے کی صحت خراب ہونے کا شدید خطرہ ہے۔

(۳) حمل کی وجہ سے عورت کا دودھ خشک ہو گیا اور دوسرے ذرائع سے پہلے بچے کی پرورش کا انتظام ناممکن یا مشکل ہو۔

(۴) کوئی دیندار حاذق طبیب عورت کا معائنہ کر کے یہ کہہ دے کہ اگر حمل باقی رہا تو عورت کی جان یا کوئی عضو ضائع ہونے کا شدید خطرہ ہے تو ان اعذار کی وجہ سے چار ماہ سے قبل حمل کو ساقط کروانا جائز ہے چار ماہ یا اس سے زائد کا حمل کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔

فی الشامی (قوله جاز لعذر الخ) کالمرضعة اذا ظهر بها الحبل وانقطع لبنها ولیس لابی الصبی مایستأجر به الظئر ویخاف هلاك الولد قالوا ایباح لها ان تعالج فی استنزال الدم مادام الحمل مضغة اوعلقة ولم یخلق له عضو وقدروا تلك المدة بمائة وعشرین یوما وجاز لانه لیس بآدمی وفیه صیانة الأدمی خانیة۔ (ردالمحتار ۶/۴۲۹) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بالوں کی پیوندکاری کا حکم﴾

سوال: (۱) کیا بالوں کی ٹرانسپلانٹیشن جائز ہے؟

(۲) بالوں کی ٹرانسپلانٹیشن کے اوزار بیچنا جائز ہے؟

جواب: کسی انسان کے بال لے کر پیوندکاری کرنا ناجائز ہے البتہ اپنے بالوں یا کسی جانور کے بالوں کے ذریعے سے پیوندکاری کرنا جائز ہے۔

قال العلامه ابن عابدین رحمه اللّٰه تحت قوله (وشعر الانسان) ولا یجوز الانتفاع به لحدیث لعن اللّٰه الواصله والمستوصلة وانما یرخص فیما یتخذ من الوبر فیزید فی قرون النساء وذوائبهن۔ هدایة (ردالمحتار ص۱۰۵، ج۴)

(۲) پیوندکاری کے اوزار فروخت کرنا شرعاً جائز ہے اس لیے کہ ان کا جائز استعمال بھی ہے۔ ......واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿تعویذ لٹکانے کا حکم﴾

سوال: کیا ہر قسم کا تعویذ گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا شرک ہے۔کیا کسی حدیث میں اس کی ممانعت ہے؟

جواب: ایسے تعویذ کہ جن میں شرکیہ کلمات نہ ہوں ان کو گلے میں یا بازو پر باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ ان تعویزات کو مؤثر بالذات نہ سمجھے۔

عن عوف بن مالك الا شجعیؓ قال كنا نرقى فى الجاهلية فقلنا يارسول الله صلى الله عليه وسلم كيف ترى فى ذلك فقال اعرضوا على رقاكم لابأس بالرقى مالم يكن فيه شرك۔ (مسلم شریف ص۲۲۴،ج ۲)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿کھانے میں مشغول آدمی کو سلام کرنے کا حکم﴾

سوال: کیا کھانے میں مشغول آدمی کو سلام کرنا درست ہے؟

جواب: کھانا کھانے والے کو سلام نہیں کرنا چاہیے۔

ويكره السلام على الفاسق لومعلنا والا لاكما يكره على عاجز عن الرد حقيقة كأكل او شرعا كمصل وقارى ولو سلم لايستحق الجواب۔(درمختار حاشی ردالمحتار ص۲۹۴،ج ۵) ....واللہ اعلم

(محمد علی معاویہ عفی عنہ)

﴿بچے کی پیدائش کے بعد چند مسنون کام﴾

سوال: بچے کی پیدائش کے بعد عقیقہ کرنے یا دیگر کام کرنے کا کیا حکم؟

جواب: پیدائش کے ساتویں روز لڑکے کے لیے دو بکرے اور لڑکی کے لیے ایک ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا اور بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دینا اور سر مونڈنے کے بعد زعفران سر میں لگا دینا مسنون ہے۔

عن ام كرزقالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة

(رواہ احمد والترمذی)

عن بريدة قال كنا فى الجاهيلة اذا ولد لأحدنا غلام ذبح شاة ولطخ رأسه بدمها فلما جاء الاسلام كنا نذبح الشاة يوم السابع ونحلق رأسه ونلطخه بزعفران۔ (مشکوۃ شریف ص۳۶۲)

............واللہ اعلم

(محمد علی معاویہ عفی عنہ)

﴿لڑکی کی عمر بلوغت کیا ہے؟﴾

سوال: میں نے پڑھا ہے کہ جب لڑکی بالغ ہوجائے تو روزہ فرض ہوجاتا ہے میرے گھر میں دیگر افراد کا خیال ہے کہ ۱۸ سال کی عمر ہی سن بلوغت ہے جب کہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ۱۸ سال نہیں بلکہ سن بلوغت کی نشانی ماہواری آنا ہے۔

جواب: لڑکی کے بالغ ہونے کی علامات یہ ہیں:

(الف) اس کو ماہواری شروع ہو۔ (ب) وہ حاملہ ہوجائے۔ (ج) اگر ماہواری شروع نہ ہو اور نہ ہی حاملہ ہو اور پھر اس کی عمر چاند کے حساب سے پندرہ سال ہوجائے تو وہ بالغ شمار ہوگی۔

۹ سال کی عمر کے بعد بچی بالغ ہوسکتی ہے اس لیے اٹھارہ سال کی عمر کو سن بلوغت قرار دینا غلط ہے۔ لہٰذا اگر بچی ۹ سال کے بعد بالغ ہوجائے تو اس پر نماز وروزہ اور شرعی پردہ فرض ہوجاتا ہے۔

بلوغ الغلام بالاحتلام او الاحبال اوالانزال والجارية بالاحتلام اوالحيض او الحبل كذافى فى المختار والسن الذى يحكم ببلوغ الغلام والجارية اذا انتهيا اليه خمس عشرة سنة عند ابى يوسف و محمد رحمهما الله تعالٰى وهو رواية عن ابى حنيفة رحمه الله تعالٰى وعليه الفتوى۔ (ہندیۃ ۶۱/۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بلوغت کی عمر اور علامات﴾

سوال: اس وقت میری عمر ۱۶ سال ہے میں بلوغت کی عمر معلوم کرنا چاہتا ہوں اور بلوغت کے بعد میرے فرائض کیا ہوں گے اور جائے مخصوصہ سے کس حد تک بال صاف کرنے چاہئیں اور کن کن حصوں سے صاف کرنے چاہئیں جواب تفصیل سے دیں؟

جواب: لڑکا اس وقت بالغ ہوتا ہے جب اس کو احتلام ہو یا منی کا انزال ہوا اگر یہ دونوں چیزیں نہ پائی جائیں تو پھر جب وہ پورے پندرہ قمری سال کا ہوجائے تو اس پر بلوغت کے احکامات لاگو ہوں گے۔

بلوغ الغلام بالاحتلام اوالاحبال اوالانزال .... والسن الذى يحكم ببلوغ الغلام والجارية اذا انتهيا اليه خمس عشرة سنة عند ابى يوسف ومحمد رحمهما اللّٰه تعالٰى وهو رواية عن ابى حنيفة رحمه اللّٰه تعالٰى وعليه الفتوىٰ۔ (ہندیۃ ۶۱/۵)

زیر ناف بال صاف کرنے کی حد یہ ہے کہ آدمی کے اکڑوں بیٹھنے کی حالت میں ناف کے نیچے پیٹ کی گولائی کے نچلے حصہ میں جسم کا جو چوکور حصہ ہے وہاں سے حدود شروع ہوتی ہیں لہٰذا اس جگہ پر اگنے والے بال دونوں رانوں تک اور عضو مخصوص کے اردگرد کے بال اسی طرح زیر ناف میں شامل ہیں لہٰذا مذکورہ تفصیل کے

مطابق پورے حصہ کے بال صاف کرنے چاہئیں۔زیرناف بالوں کے ساتھ آپ کو بغلوں کے بال بھی صاف کرنے ہوں گےان سب بالوں کا ہر ہفتہ صاف کرنا افضل ہے اگر ایسا نہ کر سکے تو پندرہ دن میں ایک مرتبہ صاف کرلےاور زیادہ سے زیادہ چالیس دن میں صاف کرنا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

والافضل ان يقلم اظفاره ويخفي شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالاغسال كل اسبوع مرة ان لم يفعل ففي كل خمس عشرة يوما ولا يعذر في تركه وراء الاربعين فالاسبوع هوا الافضل والخمسه عشر الاوسط والاربعون الابعد ولاعذر فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد۔ قنية ص ۱۷۵، هندية ۳۵۷/۵) ثم العانة هي الشعر الذي فوق الذكر وحواليه وحوالي فرجها۔
(طحطاوی علی المراقی ص ۲۸۷)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بروز قیامت انسان کو باپ کے نام سے اٹھایا جائے گا﴾

سوال: کیا قیامت کے دن بندہ ماں کے نام سے اٹھایا جائے گا؟

جواب: قیامت کے دن آدمی کو ماں کے نام سے نہیں بلکہ باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔مشکوٰۃ شریف کی حدیث مبارکہ میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

عن ابي الدرداء رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه تدعون يوم القيامة باسمائكم واسماء آبائكم فاحسنو اسماء كم رواه احمد و ابو داؤد۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿بلاضرورت شرعیہ گھر میں کتا رکھنا جائز نہیں﴾

سوال: گھر میں کتا رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا کتا پالنا جائز ہے؟

جواب: گھر میں بغیر ضرورت شرعیہ (مثلاً حفاظت اور شکار) کے محض شوقیہ طور پر کتا رکھنا شرعاً ناجائز ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس پر سختی سے نکیر آئی ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس گھر میں کتا ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

عن عبدالله بن عتبة انه سمع ابن عباس يقول سمعت اباطلحة: يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول لاتدخل الملائكة بيتافيه كلب ولا صورة۔ (صحیح المسلم ۲۰۰/۲)

اس حدیث کی تشریح میں شارح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت

کے فرشتوں کے نہ آنے کے کئی اسباب ہیں۔(۱) کتا کثرت سے نجاسات (غلیظ چیزیں) کھاتا ہے جس سے فرشتوں کو نفرت ہے۔(۲) بعض کتوں کو شیطان کہا گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے اور ملائکہ شیاطین کی ضد ہیں دونوں ایک ہی جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔(۳) کتا بدبودار ہوتا ہے اور ملائکہ بدبو سے نفرت کرتے ہیں۔(۴) حدیث میں اس کو رکھنے سے منع کیا گیا ہے پھر بھی جو شخص اس کو دیکھتا ہے تو اسکو یہ سزا دی جاتی ہے کہ فرشتے اس کے گھر میں داخل نہ ہوں اور اس کے استغفار اور رحمت و برکت کی دعا نہ کریں اور شیطان کی تکالیف سے اس کی حفاظت نہ کریں۔اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے بندہ کتنی سعادتوں سے محروم ہوجاتا ہے لہٰذا شریعت کی پابندی ضروری ہے۔

سبب امتناعهم من بيت فيه كلب لكثرة اكله النجاسات ولان بعضها يسمى شيطانا كما جاء به الحديث والملائكة ضد الشياطين ولقبح رائحة الكلب والملائكة تكره الرائحة القبيحة ولانها منهى عن اتخاذها فعوقب متخذها بحر مانه دخول المائكة بيته و صلاتها فيه واستغفار هاله وتبريكها عليه و فى بيته ودفعها اذى الشيطان واما هؤلاء المائكة الذين لايدخلون بيتا فيه كلب او صورة فهم ملائكة يطوفون بالرحمة والتبريك والاستغفار۔ (نووی شرح الصحیح لمسلم ۲/۲۰۰) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بوسیدہ اوراقِ قرآنیہ اور دیگر متبرک اوراق کو﴾
﴿تلف کرنے کا حکم اور اس کی صورت﴾

سوال: متبرک اور قرآن کے پارینہ اوراق کو کس طرح تلف کیا جاسکتا ہے؟ تاکہ ان کی بے ادبی نہ ہو۔

جواب: قرآن مجید کے اوراق اگر بوسیدہ ہوجائیں اور قابل انتفاع نہ رہیں تو ان کو تلف کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ان کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ دفن کردیا جائے جہاں لوگوں کی گزرگاہ نہ ہو اور دفن ایسے طریقے سے کیا جائے کہ مٹی ان اوراق پر نہ پڑے اگر یہ طریقۂ کار ممکن نہ ہو تو ان کو کسی وزنی چیز کے ساتھ باندھ کر گہرے جاری پانی میں ڈال دیا جائے۔

فى الذخيرة المصحف اذا صار خلقا وتعذر القرآة منه لايحرق بالنار اليه اشار محمد وبه ناخذ ولايكره دفنه وينبغى ان يلف بخرقة طاهرة ويلحدله لانه لوشق و دفن يحتاج الى اهالة التراب عليه وفى ذالك نوع تحقير الا اذاجعل فوقه سقف الخ۔ (شامی ۶/۴۲۲) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿متبنّٰی (منہ بولے بیٹے یا بیٹی) کو حقیقی والد کے نام سے پکارنا ضروری ہے﴾

سوال: ایک مسئلے کی بابت دریافت کرنا ہے وہ یہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی بھانجی کو لے کر پالا ہے اب وہ شخص اس بچی کی ولدیت میں اپنا نام لکھوانا چاہتا ہے آیا شرعاً اس کا یہ فعل جائز ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: شرعاً متبنّٰی بنانا جائز ہے لیکن ولدیت میں اصل والد کا نام لکھنا ضروری ہے۔ اس کے والد کے نام کے طور پر غیر والد کا نام لکھنا حرام اور ناجائز ہے البتہ سرپرست کے طور پر اس کا نام لکھا جاسکتا ہے۔

(ادعوهم لابائهم هوا قسط عندالله فان لم تعلموا ابائهم فاخوانكم فى الدين ومواليكم) فيه اباحة اطلاق اسم الاخوة وحظه اطلاق اسم الا بوة من غير جهة النسب ...... وروى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من دعى الى غير ابيه وهو يعلم انه غير ابيه فالجنة عليه حرام۔ (احکام القرآن ۳/۴۳۶) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿پیشہ ور بھکاریوں سے کیا برتاؤ کیا جائے؟﴾

سوال: سڑک پر چلتے چلتے اگر کوئی بھیگ مانگے تو کیا کرنا چاہیے؟

(۱) کیا اس کو دھتکار دے یا یہ کہہ دیا جائے ''معاف کرو''۔ (۲) یا پہلے اس کے متعلق معلومات حاصل کر کے پھر کچھ دے۔

جواب: ان بھکاریوں کو دھتکارنا اور جھڑکنا جائز نہیں اگر دینا چاہیں تو انہیں کچھ نہ کچھ دے دیں ورنہ بصورت دیگر ان سے نرمی سے معذرت کرلیں۔

فى احكام القرآن للبحصا (ص ۳/۵۸۲)

(واما السائل فلا تنهر) فيه نهى عن اغلاظ القول له لان الانتهار هوا الزجر واغلاظ القول وقدا مر فى أية اخرى بحسن القول له و هو قوله تعالٰى (واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك ترجوها فقل قولا ميسورا) وهذا وان كان خطا باللنبى صلى الله عليه وسلم فانه قدار يدبه جميع المكلفين۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿انٹرنیٹ پر کسی غیر محرم اور منگیتر سے ''چیٹ'' کرنے اور سلام وجواب کا حکم﴾

سوال: کیا نیٹ پر کسی غیر محرم سے بات کرنا جائز ہے اگر نہیں تو اس پر کیا عذاب ہوگا۔فون پر یا نیٹ پر کیا منگیتر سے بات کرنا ناجائز ہے؟

جواب: انٹرنیٹ پر غیر محرموں کے ساتھ چیٹنگ کرنا اور دوستیاں لگانا شرعاً ناجائز ہے اس سے اجتناب ضروری ہے اور منگیتر بھی نکاح سے پہلے غیر محرم ہے بغیر ضرورت شدیدہ شرعیہ کے اس سے بھی بات نہیں کر سکتے۔غیر محرم نوجوان عورتوں کے سلام کے جواب زبان سے دینے سے بھی شریعت نے منع کیا ہے تو پھر کھلم کھلا گفتگو کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟

واذ سلمت المرأۃ الاجنبیۃ علی رجل ان کانت عجوزا ردالرجل علیھا السلام بلسانہ بصوت تسمع وان کانت شابۃ ردعلیھا فی نفسہ۔(ھندیۃ ۳۲۶/۵)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کسی پر لعنت کرنے کا حکم﴾

سوال: کسی پر لعنت کرنے کا کیا حکم ہے؟ کیا جو اسلام کے خلاف کام کرے اس پر لعنت کی جاسکتی ہے؟

جواب: کسی مسلمان کے بارے میں لعنت کے الفاظ بولنا درست نہیں،لیکن اگر کوئی فرد یا جماعت کسی ایسے عقیدہ یا مسلک کو اختیار کرتے ہیں جو صراحۃ قرآن وسنت سے متصادم ہے یا ایسے عمل کو اختیار کرتے ہیں کہ جس پر قرآن وسنت میں لعنت یا شدید وعید مذکور ہے تو ایسی صورت میں تعین کے بغیر اس طرح لعنت کا لفظ بولنے کی گنجائش ہے مثلاً جھوٹے لوگوں پر اللہ کی لعنت،قرآن کریم کا انکار کرنے والے لوگوں پر اللہ کی لعنت۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش والبذی الخ۔ (الحدیث)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن،طعنہ دینے والا لعنت کرنے والے،فحش گو اور بد زبان نہیں ہوتا۔

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿(۱)مرد کے لیے ہیرے یا دوسرے پتھر کے پہننے کا حکم﴾

﴿(۲)مرد کے لیے کھوٹ ملی چاندی کے استعمال کا حکم﴾

سوال: کیا مسلمان مرد کے لیے ہیرا یا اس قسم کے پتھر پہننا بھی منع ہے کیا چاندی میں اگر کوئی کھوٹ ملا لیں اور انگوٹھی ذرا بھاری ہو جائے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: (۱) ہیرا یا کسی قسم کا پتھر چاندی کی انگوٹھی میں پہننا مرد کے لیے جائز ہے۔

(۲) اگر کھوٹ چاندی سے کم ہے تو وہ چاندی کے تابع اور اس کے حکم میں لہٰذا اگر وہ ایک مثقال (ساڑھے چار ماشہ تقریباً) سے زیادہ ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر کھوٹ زیادہ ہے اور چاندی کم ہے تو پھر اس کا پہننا مرد کے لیے جائز نہیں ہے اس لیے کہ سوائے چاندی کی انگوٹھی کے مرد کے لیے کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا ناجائز ہے۔

ویکرہ للرجال التختم بماسوی الفضة۔ (ہندیۃ ۵/۳۳۵) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿غیر مرد کا مادہ منویہ عورت کے رحم میں رکھنے کا حکم﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہا اگر کسی مرد کا مادہ منوی کسی عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے پھر اس سے بچہ پیدا ہو جائے تو شرعاً یہ فعل کیسا ہے؟ بچے کا والد کون ہوگا زنا کی حد لگے گی یا نہیں؟

جواب: مذکور فی السوال صورت شرعاً ناجائز ہے یہ بہت بڑے گناہ کی بات ہے۔ اس صورت میں زنا کی حد تو لاگو نہیں ہوگی اس لیے کہ اس پر زنا کی شرط منطبق نہیں ہوتی جو کہ آلۂ تناسل کا دخول بقدر حشفہ ہے۔

فی الدرالمختار: (والزنا) الموجب للحد (وطأ) وھوا دخال قدر حشفة من ذکر (مکلف) خرج الصبی والمعتوہ۔ (۴/۴)

اگر عورت شادی شدہ ہے تو بچہ اس کے خاوند کی طرف منسوب ہوگا۔ للحدیث الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ اور اگر وہ شادی شدہ نہیں ہے تو پھر بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا اور ہاتھوں کو پونچھنے کا حکم﴾

سوال: (۱) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۲) کیا کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے بعد کسی کپڑے سے صاف یا خشک نہیں کرنے چاہئیں

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کپڑے سے صاف نہ کریں اور پانی کے جتنے قطرے گریں گے اتنے گناہ معاف ہوں گے۔
جواب: کھانا کھانے سے پہلے اور بعد دونوں مواقع پر ہاتھ دھونا سنت ہے اور واضح رہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے بعد خشک نہیں کرنے چاہئیں تاکہ کھانا کھانے کے وقت دھونے کا اثر باقی رہے باقی جو آپ نے علت ذکر کی ہے یہ علت وضو کے پانی کے متعلق ہے نہ کہ کھانا کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کے متعلق۔

والسنة غسل الايدى قبل الطعام وبعده الخ

ولايمسح يده قبل الطعام بالمنديل ليكون اثر الغسل باقيا وقت الاكل ويمسحه بعدهٗ ليزول أثر الطعام بالكلية۔ (عالمگیری ص۳۳۷ ج۵)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿غیر محرم رشتہ دار خالہ زاد، دیور، بہنوئی وغیرہ سے پردے کا حکم﴾

سوال: کیا آپ پردے کے متعلق احکامات یعنی دیور، بہنوئی، خالہ زاد اور پھوپھی زاد بھائی سے پردہ کرنا چاہیے جیسا کہ اجنبی سے پردہ ہے، مہربانی فرما کر قرآن و حدیث کے حوالہ سے بات کریں کیا آپ وہ حدیث بیان فرما سکتے ہیں جس میں دیور کو موت تصور کیا گیا اور یہ کہ یہ حدیث کس مقتدر شخصیت کے حوالے سے ہم تک پہنچی ہے؟

جواب: دیور، بہنوئی، خالہ زاد اور پھوپھی زاد بھائی سے پردہ کرنا ضروری ہے یہ سب لوگ غیر محرم ہیں۔محرمات ابدیہ یعنی وہ رشتے جن کے ساتھ پوری زندگی کسی بھی صورت میں نکاح کرنا حرام ہو ان سے پردہ نہیں ہے جیسے ماں، خالہ، نانی، بیٹی، بہن، والد، دادا، ماموں، نانا، بیٹا وغیرہ اور وہ رشتے دار جن سے زندگی میں کسی وقت نکاح ہو سکتا ہو ان سے پردہ کرنا ضروری ہے جیسے بہنوئی، بھابھی، خالو، خالہ زاد اور پھوپھی زاد وغیرہ۔حدیث شریف میں دیور کو موت کہا گیا ہے۔

فقال رجل يارسول الله ارأيت الحمو قال الحمو الموت (متفق علیہ) مشکوٰۃ المصابیح ص۲۶۸

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿مرد کے لیے سونے کا استعمال کرنا حرام ہے﴾

سوال: کیا مرد سونا پہن سکتا ہے؟ شریعت مطہرہ کی حدود میں جواب دیں؟

جواب: مردوں کے لیے سونا پہننا حرام اور ناجائز ہے اس سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

عن ابى موسى الاشعرى رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حرم لباس

الحریر والذھب علی ذکور امتی واحل لاناثھم۔ (ترمذی شریف ص۳۰۲،ج۱) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿کٹے ہوئے بالوں اور ناخنوں کا حکم﴾

سوال: میں اپنے داڑھی کے بالوں کو بیت الخلاء میں پھینک دیتا ہوں مگر پتہ چلا ہے کہ داڑھی کے بالوں کو اس طرح نہیں پھینکنا چاہیے بلکہ انہیں مناسب طریقہ سے پھینکا چاہیے مجھے اس کے متعلق رہنمائی درکار ہے۔

جواب: کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کردینے چاہئیں اگر ان کو دفن نہ کرسکتا ہو تو کسی محفوظ جگہ ڈال دے مگر نجس اور گندی جگہ ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہیے اس سے بیمار ہوجانے کا بھی اندیشہ ہے۔

فاذا قلم اظفارہ اوجز شعرہ ینبغی ان یدفنہ فان رمی بہ فلابأس وان القاہ فی الکنیف اوفی المغتسل کرہ لانہ یورث وھم۔ (شامی ص۲۳۹،ج۴) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿انگلیوں یا گٹھلیوں پر گن کر تسبیح کرنا﴾

سوال: میں ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں جہاں اللہ کے ذکر وفکر پر بڑا زور دیا جاتا ہے مگر اب ایک ویب سائٹ سے مندرجہ ذیل معلومات موصول ہوئی ہیں جن کو آپ سے تصدیق حاصل کرنے کے لیے بھیج رہی ہوں۔

کیا اللہ کا نام انگلیوں پر گننا یا تسبیح پر پڑھنا بدعت ہے اور اللہ کا صفاتی نام کسی فائدہ کی غرض سے لینا یا پڑھنا بھی بدعت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا نام انگلیوں پر یا تسبیح پر پڑھنا بدعت نہیں ہے احادیث مبارکہ میں خود حضور ﷺ نے ہاتھ کی انگلیوں پر ذکر کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ یہ انگلیاں قیامت کے دن بولیں گے اور گواہی دیں گی اور صحابہ کرام کے عمل سے کھجور کی گٹھلیوں پر تسبیح کرنا ثابت ہے اگر یہ کام بدعت ہوتا تو یہ حضرات نہ کرتے۔

عن عبداللہ بن عمر وقال رأیت النبی علی اللہ علیہ وسلم یعقد التسبیح بیدہ۔

(ترمذی ۲/۱۴۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو تسبیح اپنے ہاتھوں پر شمار کرتے دیکھا۔

ایک اور حدیث مبارک میں حضور ﷺ نے صحابیات کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: علیکن بالتسبیح والتحلیل والتقد لیس واعقدن بالا نامل فانھن مسئولات مستنطقات۔ (ترمذی،۲/۱۹۸)

تم سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور سبحان الملک القدوس کے ورد کو لازم پکڑلو اور اس کو انگلیوں پر شمار کیا کرو اس لیے کہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے سوال ہوگا اور وہ گواہی دیں گی۔

اورحضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ : دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدی اربعۃ ألاف نواۃ اسبح بھا قال لقد سبحت بھذہ الا اعلمك باکثر مماسبحت بہ فقلت بل علمنی قال قولی سبحان اللہ عدد خلقہ۔ (ترمذی۲/۱۹۴)

میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اوراس وقت میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں تھیں جن پر میں تسبیح پڑھتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی ہو کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس سے زیادہ اجروثواب والی ہو میں نے کہا کہ ضرور سکھلایئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ عدد خلقہ پڑھا کرو۔ کان ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ یسبح بالنوی المجزع۔ (الحاوی للفتاویٰ۲/۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیاہ وسفید گٹھلیوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں: لم ینقل عن احد من السلف ولامن الخلف المنع من جواز عدالذکر بالسبحۃ کان اکثرھم یعدونہ بھا ولا یرون ذالك مکروھا۔ (الحاوی للفتاویٰ۲/۵)

سلف اور خلف میں سے کسی سے بھی تسبیح پر ذکر شمار کرنے کے بارے میں ممانعت منقول نہیں ہے بلکہ اکثر حضرات خود تسبیح پر ذکر کیا کرتے تھے اوراس کو ناپسند نہیں سمجھتے تھے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انگلیوں یا تسبیح کے دانوں پر اللہ کا ذکر کرنا شرعاً ثابت ہے اور یہ بدعت نہیں ہے۔

باقی بعض اوراد جو کہ مخصوص امراض کے علاج یا مشکلات کے حل کے لیے مشائخ تجویز فرماتے ہیں وہ بھی درست ہیں اوران کی حیثیت روحانی دوا کی سی ہے جو کہ ایک روحانی ڈاکٹر اپنے تجربہ کی بنا پر کسی مریض کے لیے تجویز کرتا ہے اوران کے اہتمام سے مسائل حل بھی ہو جاتے ہیں یہ تجرباتی چیزیں ہوتی ہیں۔لہٰذا ان سب کو بیک جنبش قلم ناجائز قرار دے دینا درست نہیں ہے۔آپ نے جو مسائل ارسال فرمائے ہیں ان میں کوئی خاص دلیل ہمیں نظر نہیں آئی۔

''ھو'' کا ذکر جو مشائخ کرواتے ہیں یہ بھی درست ہے ''ھو'' سے مراد اللہ تعالیٰ ہی ہوتے ہیں کوئی غیر نہیں ہوتا اور یہ اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں جمانے کی غرض سے تجویز فرمایا جاتا ہے اور یہ اصول ہے کہ ایک تصور کے ساتھ جب بار بار ذکر کیا جاتا ہے تو اس چیز کا دھیان دل میں جمتا ہے اور ذکر کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کا دھیان رہتا ہے جس کی وجہ سے گناہوں سے بچنے میں مدد ملتی ہے اس لیے کہ جب ہر وقت یہ ذہن میں ہوگا کہ ''اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں'' تو کوئی شخص کیسے گناہ کرسکتا ہے؟۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿داڑھی کا شرعی حکم اور چہرے کے زائد بال دور کرنا﴾

سوال: قرآن وحدیث میں داڑھی کا کیا حکم ہے؟

جواب: داڑھی انبیاء علیہم السلام کی سنت قدیمہ ہے اور شعائر اسلام میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ فقہاء کرام کی تحقیق کی روشنی میں داڑھی کا رکھنا واجب ہے جس کی مقدار ایک مشت ہے اس سے کم داڑھی رکھنا خلافِ سنت ہے۔

کمارواہ امام ابو یوسفؒ یعقوب بن ابراھیم الانصاری عن ابن عمرؓ انه کان یقبض علی لحیته فیاخذ منها ماجاوز القبضة (کتاب الآثار ص۲۳۴)

البتہ داڑھی کی حدود کے علاوہ چہرے کے زائد بالوں کے دور کرنے میں کوئی قباحت نہیں حدود سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔

عن عمر و بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یاخذ من لحیته من عرضها وطولها۔ (ترمذی ص۱۰۵، ج۲)

............واللہ اعلم

(محمد ندیم عفی عنہ)

﴿عورت کے ختنہ کرانے کا حکم﴾

سوال: کیا اسلام میں لڑکی کو بھی ختنہ کروانا لازم ہے اور کیا اس کا حکم کتاب مقدس میں ہے؟

جواب: عورتوں کے لیے ختنہ کرنا شریعت مطہرہ میں ضروری نہیں البتہ اگر کیا جائے تو جائز ہے۔

اختلفت الروایات فی ختان النسآء ذکر فی بعضها أنه سنة هکذا حکی عن بعض المشائخ و ذکر شمس الائمه الحلوانی فی أدب القاضی للخصاف ان ختان النساء مکرمة کذا فی المحیط

(عالمگیری ص۳۵۷، ج۵)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان دینا/نوزائیدہ بچے کے بال مونڈھنا﴾

سوال: میں لاہور کا رہنے والا ہوں، اس وقت تھائی لینڈ میں مصروف کار ہوں۔ میرے دو سوال ہیں:

(۱) مجھے نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان دینے کی ترکیب معلوم کرنا ہے، کس کس کان میں کیا کیا کہنا ہوگا؟ (۲) ہم نوزائیدہ بچے کے بال مونڈ دیتے ہیں کیا یہ اسلامی شریعت میں درست ہے؟

جواب: (۱) نوزائیدہ بچے کے کان میں اذان کہنا مسنون ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں کان میں اذان اور

بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔(قوله لايسن لغيرها) أي من الصلوات والا فيندب للمولود۔
(فتاویٰ شامی ص۳۸۵،ج۱)

(۲)نوزائیدہ بچے کے ساتویں دن بال کاٹنا مستحب ہے۔

وحلق شعره مباحة لاسنة ولا واجبة كذافي الوجيز۔ (عالمگیری ص۳۶۲،ج۵)

............واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)

﴿موسیقی اور میوزک کا حکم﴾

سوال: شریعت میں میوزک کے متعلق کیا تصور ہے؟

جواب: میوزک اور دیگر آلات موسیقی کا گانے بجانے اور لہولعب کے لیے استعمال ناجائز اور حرام ہے اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقصد کے خلاف ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے مومنین کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجوں اور تانتوں کو مٹاؤں اور صلیب اور جاہلیت کی رسوم کو ختم کروں۔

(ابوداؤد الطیالسی، بحوالہ احکام القرآن از مفتی محمد شفیعؒ ج۳،ص۲۰۸)

............واللہ اعلم
(محمود احمد)

﴿نظر بد سے حفاظت کے لیے تعویذ پہننے کا حکم﴾

سوال: میں۴،۵سال سے ایک تعویز اور دھاگہ نظر بد سے حفاظت کے لیے پہنے ہوئے ہوں۔اس سے پہلے مجھے بہت نظر لگتی تھی اور اکثر بیمار پڑ جاتا تھا جب سے یہ پہنا ہے کافی افاقہ ہے۔اگر یہ شرک ہے تو مجھے فتویٰ جاری کریں کہ میں اس کو پہن کر رکھوں یا نہیں؟

جواب: تعویذ میں جو کلمات لکھے جائیں اگر ان کے معنی معلوم ہوں اور ان میں کوئی بات شرکیہ نہ ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جن روایات سے ممانعت یا ان کا شرک ہونا معلوم ہوتا ہے ان سے مراد ایسے تعویذ ہیں جن میں شرکیہ باتیں ہوں یا جن تعویزوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر بذات خود شافی اور مؤثر سمجھا جائے ورنہ آیات قرآنی کا دم کرنا آنحضرت ﷺ سے اور تعویذ لکھ کر لٹکانا صحابہ و تابعین سے ثابت ہے۔(مشکوٰۃ ۲۱۷)

عن عوف ابن مالك الاشجعي قال كنا ترقي في الجاهليه فقلنا يارسول الله كيف ترى في

ذالك فقال المرضو علی رقاکم لابأس بالرقی مالم یکن فیه شرك۔ (مسلم ص۲۲۴،ج۲)

............واللہ اعلم
(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿سیر و سیاحت کا شرعی حکم﴾

سوال: میرا مشغلہ سیاحت ہے اور میں کچھ انفرادی نوعیت کی جگھوں پر سفر کرتا ہوں یعنی تاریخی اور مذہبی مقامات کا سفر کرتا ہوں، اس کے علاوہ مقامی مذہبی اجتماعات میں بھی شرکت کرتا ہوں آیا سیر و سیاحت کرنا شرعاً جائز ہے؟

جواب: احکامات شریعت کی پابندی کرتے ہوئے شرعاً سیر و سیاحت کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس سے مقصود عبرت حاصل کرنا ہو اور لہو و لعب میں پڑنا مقصود نہ ہو البتہ نیک مقاصد اور تبلیغ دین کے لیے سیاحت کو اختیار کرنا پسندیدہ عمل ہے۔

لقوله تعالیٰ: قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین۔ (الایہ)

............واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)

﴿حلال جانور کے گردے، اوجڑی اور کپورے کھانے کا شرعی حکم﴾

سوال: بکرے یا گائے کی اوجڑی، گردے، کپوڑے کھانا جائز ہے کہ نہیں کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ انڈا کھانا بھی مکروہ ہے۔

جواب: (۱) حلال جانور کی اوجڑی، گردے کھانا شرعاً جائز ہے البتہ کپورے کھانا جائز نہیں ہے۔

وأما بیان مایحرم اکله من اجزاء الحیوان سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدہ والمثانة والمرارة۔ (عالمگیریہ ص۲۹۰،ج۵)

(۲) مرغی کا انڈہ کھانا جائز ہے۔

............واللہ اعلم
(معین الحق عفی عنہ)

﴿حلال جانور کے سات اعضاء جن کا کھانا ممنوع ہے﴾

سوال: ایک مولانا صاحب نے ٹی وی پر کہا ہے کہ کسی بھی حلال جانور کے جسم کے سات حصے حرام ہیں، گردہ، کپورہ، اوجڑی وغیرہ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: حلال جانور کے سات مندرجہ ذیل اعضاء کا کھانا منع ہے۔(1) ذکر (2) فرج مادہ۔(3) مثانہ۔(4) غدو دیعنی حرام مغز جو پشت کے مہرے میں ہوتا ہے۔(5) خصیہ (کپورے)۔(6) پتہ۔(7) بہنے والا خون قطعی حرام ہے۔واضح رہے کہ مذکورہ اشیاء میں اوجڑی شامل نہیں ہے اوجڑی کا کھانا جائز ہے۔

کرہ تحریماً من الشاۃ سبع الحیاء (ھو الفرج) والخصیہ والغدہ والمثانہ والمرارہ والدم المفسوح والذکر للاثر الوارد فی کراھۃ ذالك۔ (شامی ص۶۵۵،ج۵) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿بال رکھنے کا شرعی طریقہ﴾

سوال: میں بڑے بال رکھنا چاہتا ہوں لیکن میں نے سنا ہے کہ بال چار اطراف سے برابر ہونے چاہئیں نہیں تو کافروں سے مشابہت ہو جائے گی۔برائے مہربانی بال رکھنے کا شرعی طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب: بال رکھنے کی جائز صورتیں تین ہیں۔

(1) پٹے رکھنا۔(2) حلق کروانا۔(3) پورے سر کے بال برابر کاٹنا بعض بالوں کو زیادہ تراشنا اور بعض کو کم تراشنا درست نہیں نیز حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ سر کے بعض حصہ کے بال منڈائے اور بعض کو چھوڑ دے۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھٰی عن القزع وھو ان یحلق رأس الصبی ویترك لہ ذؤابۃ۔

(الحدیث)

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک ساتھ سے؟﴾

سوال: میں کویت کی ایک کمپنی میں ملازمت کرتا ہوں سلام کے بعد میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتا ہوں لیکن بعض عربی کہتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔آپ اس سلسلہ میں کسی حدیث کا حوالہ دے سکیں تو میں ان دوستوں کو دکھا کر ان کی تسلی کرسکوں۔

جواب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مصافحہ بالیدین کے حوالے سے باقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے اور اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کے درمیان مصافحہ کے انداز اور طریقہ کو بیان کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا مسنون ہے۔

باب الاخذ بالیدین

حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سیف بن سلیمان قال سمعت مجاهدا یقول حدثنی عبداللہ بن سخبرۃ ابو معمر قال سمعت ابن مسعودؓ یقول علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کفی بین کفیہ التشهد۔ الخ۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ 926) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿نفلی کاموں سے ایصالِ ثواب کرنا﴾

سوال: کیا نفلی کاموں کے ذریعے سے ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کوئی بھی نیک کام مثلاً نوافل، تلاوتِ قرآن، ذکر، صدقہ وغیرہ کر کے اس کا ثواب میت کو بخشا جا سکتا ہے البتہ دنوں کو متعین کرنا (تیسرا، ساتواں، چہلم وغیرہ) بدعت ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحه الخ (شامی) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿موسیقی کا شرعی حکم﴾

سوال: میوزک اسلام میں حرام کیوں ہے اس کا شرعی مسئلہ کیا ہے اور یہ کہ میوزک سے مراد موجودہ زمانے کا میوزک ہے؟ اس کے علاوہ کیا حضرت داؤد علیہ السلام موسیقی کے شوقین تھے؟ مفتی صاحب میں وہ منطق جاننا چاہتا ہوں جس بنا پر موسیقی کو حرام قرار دیا گیا ہے؟

جواب: موسیقی قرآن وحدیث کی روشنی میں ناجائز ہے اور فقہاء امت کے چاروں مکاتب فکر اس کے عدم جواز پر متفق ہیں بے شمار آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ میں اس کی ممانعت موجود ہے ذیل میں ان میں سے کچھ کو ذکر کیا جاتا ہے۔

ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذها هزواً اولٰئك لهم عذاب مهین۔ (سورۃ لقمان آیت ۶)

(ترجمہ) ''بعض لوگ ایسے ہیں جو ان باتوں کے خریدار ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں تا کہ بے سمجھے بوجھے اللہ کی راہ سے بھٹکائیں اور اس راہ کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لهو الحدیث کی تفسیر میں فرمایا:

هو واللہ الغناء بخدا اس سے مراد گانا ہی ہے۔

’’عن عبدالرحمان ابن غنم قال حدثنی ابوعامر او ابو مالك الاشعری رضی الله عنه انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف‘‘۔ (بخاری، کتاب الاشربہ)

(ترجمہ) حضرت عبدالرحمان ابن غنم سے روایت ہے کہ مجھے ابوعامر یا ابو مالک اشعری نے بتایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال سمجھیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو خنزیر اور بندر بنا دے گا۔

موجودہ دور میں جو میوزک استعمال ہو رہا ہے یہ ممنوع اور ناجائز میوزک ہے حضرت داؤد علیہ السلام قطعاً میوزک کے شوقین نہیں تھے ان کی طرف اس بات کی نیت کرنا افتراء اور سخت گناہ ہے لہٰذا اس سے احتراز لازم ہے نیز ایک بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرمت کا حکم آ جانا ہی کافی ہے اس کی منطق اور حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے البتہ بظاہر ایک حکمت اس حدیث سے جس میں یہ فرمایا گیا کہ غناء دل میں نفاق پیدا کرتا ہے یہ سمجھ میں آتی ہے کہ گانے اور موسیقی کی وجہ سے اخلاص اور حقیقت پسندی ختم ہو کر نفاق اور دکھلاوا پیدا ہوتا ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿فلم ’’خدا کے لیے‘‘ سے متعلق استفتاء﴾

سوال: یہاں پر آج کل ہمارے حلقہ میں مسئلہ چل رہا ہے کہتے ہیں کہ میوزک کا وصول کرنا یا اس کو تقسیم کرنا کسی بھی ذریعہ سے حرام ہے اس کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث سے بتائیں؟ علاوہ ازیں آج کل فلم ’’خدا کے لیے‘‘ کے متعلق بڑا چرچا ہے اس میں یہ ڈائیلاگ ہے کہ دو خوبصورت اشیاء جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کیں ایک میوزک اور دوسرے پینٹنگ یہ کیسے حرام ہو سکتی ہے؟

جواب: موسیقی قرآن وحدیث کی روشنی میں ناجائز ہے اور فقہاء امت کے چاروں مکاتب فکر اس مسئلے پر متفق ہیں لہٰذا اس کا سننا یا اس سے متعلقہ کسی قسم کا کاروبار کرنا ناجائز ہے۔

ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزواً اولئك لهم عذاب مهین۔ (سورۃ لقمان آیت ۶)

(ترجمہ) ’’بعض لوگ ایسے ہیں جو ان باتوں کے خریدار ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں تا کہ بے سمجھے بوجھے اللہ کی راہ سے بھٹکائیں اور اس راہ کی ہنسی اُڑائیں ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے‘‘۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لھو الحدیث کی تفسیر میں فرمایا: ''ھو واللّٰہ الغناء''
(سنن کبریٰ ص۲۲۳ ج۱)

عن عبدالرحمان بن غنم قال حدثنی ابو عامر او ابو مالك الاشعری رضی اللّٰه عنه انه سمع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لیکونن من امتی اقوام یحلون الحر والحریر و الخمر والمعازف۔ (بخاری کتاب الاشربہ)

(ترجمہ) حضرت عبدالرحمان بن غنم سے روایت ہے کہ ابوعامہ یا ابو مالک اشعری نے بتایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانا بجانے کے آلات کو حلال سمجھیں گے۔

اور ایک روایت کا یہ مفہوم ہے کہ ''عنقریب میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے ان کے سروں پر ناچ گانے ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو خنزیر اور بندر بنا دے گا'' (سنن ابوداؤد کتاب الاشربہ)

نیز قرآن پاک کی دوسری آیات اور بے شمار احادیث سے گانے اور موسیقی کی حرمت کا ثبوت واضح ہے اور فقہاء کرام کا بھی موسیقی کی حرمت پر اجماع ہے۔

(تفصیلی دلائل کے لیے ملاحظہ کریں ''اسلام اور موسیقی'' مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان)

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو پیدا کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ شے حلال بھی ہے بہت ساری اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان کے استعمال سے انسانوں کو منع فرما دیا مثلاً مختلف انواع کے حرام جانور، مردوں کے لئے ریشم اور سونے کا استعمال وغیرہ لہٰذا یہ بات کہنا کہ موسیقی اور پینٹنگ کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو یہ حرام کیسے ہیں درست نہیں ہے جبکہ قرآن پاک اور احادیث کی تصریحات سے ان کی حرمت واضح ہے۔

............واللہ اعلم
(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿مشت زنی کے جواز پر لکھی گئی ایک تحریر کا تحقیقی جواب﴾

سوال: قابل قدر حضرات مفتیانِ کرام میں نے انٹرنیٹ پر مذکورہ تحریر پڑھی ہے جس میں ''مشت زنی'' کو جائز قرار دیا گیا ہے آپ سے اس کا تفصیلی جواب مطلوب ہے چنانچہ دورانِ گفتگو لکھتے ہیں: مشت زنی کے حوالے سے اماموں کے رائے میں اختلاف ہے۔

(۱) امام مالک اور امام شافعی اسے گناہ اور حرام سمجھتے ہیں۔ (۲) امام ابوحنیفہ کے نزدیک گناہ سے بچنے کے لیے بوقت ضروری کی جا سکتی ہے اور خدا معاف فرما دے گا۔ (۳) امام حنبل اسے جائز سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اس کا کوئی گناہ نہیں۔

اسلام میں حلال اور حرام بہت واضح ہیں۔ اسلام کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر چیز حلال ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے حرام قرار نہ دیا ہو۔ قرآن مجید میں مشت زنی کے حرام ہونے کا کہیں بھی واضح ذکر نہیں۔ بعض علماء نے سورۃ مومنین کی آیات ۵،۶ ''یقیناً فلاں پائی ایمان والوں نے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے'' سے اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ حرام ہے۔ جب کہ بہت سے دوسرے علماء نے یہ مفہوم نہیں لیا۔ کچھ نے کہا کہ اس سے مراد متعہ ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد زنا ہے یعنی اس حوالے سے اہل علم میں خاصا اختلاف ہے اگر اس سے مشت زنی کی جائے تو پھر اس سے یہ نکتہ بھی نکلتا ہے کہ بیوی اور لونڈی کی ہر چیز جائز ہے اور حلال ہے۔ یعنی مقعد (Anus) میں مباشرت کرنا بھی جائز اور حلال ہوگا تو پھر اگر اس پر یہ دلیل دی جاتی ہے کہ عمل قوم لوط کو تو قرآن میں واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ بعض جگہ قرآن نے ایک چیز کی حرمت کا صرف اشارہ کیا مگر کسی دوسری جگہ اسے وضاحت سے حرام قرار دے دیا گیا۔ یعنی کوئی ایسا گناہ کبیرہ نہیں جس کو قرآن وحدیث میں وضاحت سے بیان نہ کیا گیا ہو۔

جواب: زیر نظر مقالہ کا بغور مطالعہ کیا گیا ہے، مقالہ نگار نے سارا زور اس بات کو ثابت کرنے پر صرف کیا ہے کہ مشت زنی کوئی گناہ نہیں ہے اور جن علماء نے اسے گناہ قرار دیا ہے ان کی بات میں کوئی وزن نہیں، کیونکہ ان کے پاس مضبوط دلائل نہیں۔

اور مقالہ نگار نے اس کے جواز کو ثابت کرنے کے لیے جن باتوں کو سہارا لیا ہے وہ باتیں بذات خود انتہائی کمزور ہیں۔

ان سطور میں ہم ان کے چند دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

موصوف تحریر فرماتے ہیں:

''چنانچہ قرآن مجید میں مشت زنی کے حرام ہونے کی کوئی واضح آیت موجود نہیں''۔

لیکن یہ بات ضروری نہیں ہے کہ ہر ناجائز یا حرام کام کی حرمت قرآن کریم ہی میں بیان ہو تو اس کو ناجائز تصور کیا جا سکتا ہے، بصورت دیگر اسے جائز قرار دیا جائے کیونکہ قرآن کریم میں بعض اوقات اصولی احکام مذکور ہوتے ہیں، جن کی جزوی تفصیلات احادیث یا اجتہاد وقیاس سے ثابت ہوتی ہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

''اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی اسے حرام قرار نہیں دیا، میں نے احادیث کی اہم کتب کو چھان مارا مجھے مشت زنی کی حرمت پر کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں ملی صرف انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک حدیث کا ذکر آتا ہے مگر اہل علم نے اسے غریب قرار دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں بعض راوی مجہول اور ضعیف ہیں''۔

اس عبارت میں موصوف نے اس مسئلہ پر پہلے یہ بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی اسے حرام نہیں قرار دیا۔ بعد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر اسے غریب قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی سند میں بعض راوی مجہول اور ضعیف ہیں۔

تو عرض یہ ہے کہ کسی حدیث کے غریب ہونے یا اس کے بعض راویوں کے مجہول ہونے کی وجہ سے بھی اس حدیث کو رد کرنا ضروری نہیں ہوتا، اگر موصوف نے اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث کا مطالعہ کیا ہوتا تو ان پر یہ بات واضح ہوتی کہ بعض اوقات ضعیف روایات بھی تعامل کی وجہ سے معتبر قرار دی جاتی ہیں اور ان کو قابل عمل سمجھا جاتا ہے۔ تعامل امت تصحیح حدیث کا ایک مؤثر ترین ذریعہ ہے جس سے باوجود ضعفِ سند کے حدیث کے مضمون کو صحیح سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر حدیث ''لاوصیة لــــوارث'' سند کے لحاظ سے ضعیف ہے لیکن تعامل امت کی وجہ سے اس کو معتبر شمار کیا جاتا ہے۔ تو یہ اصول بھی صحیح نہیں کہ سند کے لحاظ سے صحیح حدیث ہی قابل عمل ہوگی اور ضعیف حدیث باوجود دیگر قرائن سے مؤید ہونے کے قابل رد ہوگی۔ لہٰذا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سند میں اگرچہ ضعف بھی ہو لیکن یہ جمہور اہل علم اور آئمہ فقہاء کی آراء سے مؤید ہے، جیسا کہ مقالہ نگار نے بھی اس بات کو بیان کیا ہے، لہٰذا اس حدیث کو سرے سے غیر معتبر قرار دینا اصول فقہ اور اصول حدیث سے نادانی کی دلیل ہے۔

موصوف لکھتے ہیں:

''اگر اس سے مشت زنی مراد لی جائے تو پھر اس سے یہ نکتہ بھی نکلتا ہے کہ بیوی اور لونڈی کی ہر چیز جائز اور حلال ہے، یعنی مقعد میں مباشرت کرنا بھی جائز اور حلال ہوگا''۔

معلوم نہیں کہ مقالہ نگار کو یہ بات کہاں سے سمجھ آرہی ہے کہ اگر محولہ آیت سے مشت زنی کی حرمت کا اشارہ نکلے تو مقعد کا استعمال بھی جائز ثابت ہو جائے گا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ آیت سے اگر مشت زنی کی حرمت کا کوئی اشارہ نہ نکالیں تو پھر بھی آیت کا عموم تو برقرار رہتا ہے جس کے پیش نظر موصوف کو مقعد کے استعمال کا جواز معلوم ہو رہا ہے، اور وہی سوالات عائد ہوتے ہیں جو موصوف نے اُٹھائے ہیں، تو جو جواب وہ اس صورت میں عطا فرمائیں گے وہی جواب اول صورت

کا بھی سمجھ لیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ محولہ آیت میں مشت زنی کے عدم جواز کا اشارہ کسی طرح مقعد کے استعمال کے جواز سے تعلق نہیں رکھتا، دونوں میں نہ کوئی مناسبت ہے اور نہ سیاق وسباق اس کا متقاضی ہے، موصوف نے صرف ایک بات تحریر فرما دی ہے اور قضیہ شرطیہ کے طور پر ایک کو شرط اور دوسرے کو جزاء ٹھہرا کر علم کے موتی بکھیرنے کی سعی لاحاصل فرمائی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ کسی چیز کی تعمیم یا مفہوم مخالف سے کسی بات کا ثبوت اس کا محتاج ہوتا ہے کہ اس کے متعلق کوئی نص صریح وارد نہ ہوئی ہو، اگر اس کے متعلق کوئی نص صریح موجود ہو تو وہی قابل عمل اور لائق اتباع ہے، منصوص چیز کے ہوتے ہوئے دوراز کار احتمالات سے اس کی مخالفت جائز نہیں، اور مقعد میں آنے کی حرمت قرآن کریم سے دلالۃً اور حدیث مبارک سے صراحتاً ثابت ہے، تو اس کے متعلق بے جا احتمالات ہرگز لائق سماعت نہیں، جبکہ مشت زنی کے جواز کا کہیں دلالۃً اشارۃً اور کنایۃً تذکرہ نہیں تو اس کو کیونکر منصوص مسائل پر قیاس کیا جاسکتا ہے، جبکہ اس کی ممانعت پر بعض روایات دال ہیں جیسا کہ مقالہ نگار کو بھی اس سے اتفاق ہے۔

موصوف لکھتے ہیں:

''یعنی کوئی ایسا گناہ کبیرہ نہیں جس کو قرآن وحدیث میں وضاحت سے بیان نہ کیا گیا ہو''۔

اصول فقہ میں یہ مسئلہ زیر بحث آتا ہے کہ جو کام حرام اور ممنوع ہیں ان میں بعض کی حرمت شرعی ہے اور بعض کی حرمت عقلی ہے، یعنی بعض کی ممانعت کو قرآن وسنت نے بیان کیا ہے اور بعض کی ممانعت اور حرمت پر عقلِ انسانی اور فطرتِ سلیمہ متفق ہیں خواہ اس پر کوئی نص وارد ہوئی ہو یا نص وارد نہ ہوئی ہو، اس بات کے پیش نظر یہ بات ضروری نہیں کہ ہر بات کی حرمت کی نص قرآن وسنت میں مذکور ہو تو وہ حرام ہوگی ورنہ اس کی حرمت کا ثبوت نہیں ہوگا۔

مزید برآں مقالہ نگار کو یہ بات جب تسلیم ہے کہ اس کے متعلق ممانعت کی حدیث موجود ہے اگرچہ سنداً حدیث ضعیف ہے مگر امت کی جانب سے تلقی بالقبول کی وجہ سے وہ روایت قابل اعتبار ہے تو پھر یہ کہنا کہ اس بارے میں قرآن وسنت میں ممانعت کی واضح روایت موجود نہیں ہے، بالکل غیر درست بات ہے۔

موصوف کا یہ فرمانا کہ:

''یہ مسئلہ موجودہ دور کی پیداوار نہیں، بلکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں بھی تھا''۔

یہ مقولہ ان کے مدعا کی موافقت کے برعکس مخالفت میں زیادہ جا رہا ہے۔

یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں بھی نوجوان حضرات کو اشتہاء اور شدت شہوت کی شکایت رہی اور بعض روایات کے مطابق اس کے معالجہ کے لیے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی آئے لیکن آپ نے شادی کرنے یا

روزے رکھنے کے ذریعے اس کا علاج کرنے کا امر تو فرمایا مگر مشت زنی کی طرف اشارہ بھی نہیں فرمایا، جس سے یہ واضح ہے کہ اس عمل کو اس دور میں بھی مبغوض سمجھا جاتا تھا نہ پوچھنے والے حضرات اس کو پوچھتے تھے اور نہ بتانے والے اسکی موافقت کی رائے دیتے تھے، گویا تمام لوگوں میں یہ طے تھا کہ یہ مزاج سلیم اور فطرت صحیحہ کے خلاف ہے، اسی وجہ سے نہ اس کے بارے میں سوال ہوتا اور نہ شہوت کو ختم کرنے کے لیے اس کو علاج میں بتایا جاتا، جو اس کے ممنوع ہونے کی ایک بہت بڑی اور واضح دلیل ہے۔

موصوف تحریر فرماتے ہیں:

''امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''گناہ کبیرہ کی کتاب'' میں 79 گناہ کبیرہ کا ذکر کیا ہے پوری فہرست کا بغور جائزہ لیں، اس فہرست میں خود لذتی کا کہیں ذکر نہیں''۔

عرض یہ ہے کہ امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے جملہ گناہوں کی فہرست کو اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے اور جو گناہ انہوں نے درج نہیں کیے وہ گناہ کبیرہ کی فہرست سے خارج ہیں، ان کے بعد کئی علماء کرام آئے جنہوں نے گناہ کبیرہ کا استقراء کیا اور ان کی فہرست میں اضافہ کیا، چنانچہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھی ہے، جس میں امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ فہرست میں مزید گناہوں کا تذکرہ کیا ہے، اسی طرح علماء کرام ہر دور میں گناہوں کے متعلق بتاتے چلے آئے ہیں، تو یہ کہنا فضول ہے کہ چونکہ فلاں علامہ نے اس گناہ کا تذکرہ اپنی کتاب میں نہیں کیا تو وہ گناہ ہی سے خارج ہو جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بالفرض اگر علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ گناہوں میں داخل نہ بھی ہو تب بھی علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے قابل اتباع نہیں کیونکہ علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کوئی آئمۂ مذاہبِ متبوعہ میں سے نہیں جن کی تقلید کی جائے اور جن کی فقہ دنیا میں مروج ہو، اس لیے اگر یہ بات علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ سے بالفرض منقول بھی ہوتی تو بھی ان کی اتباع کی بجائے اصحابِ مذاہب آئمہ کی رائے کا اعتبار تھا، جن کی آراء کو خود مقالہ نگار نقل کر چکا ہے۔

موصوف نے آخر میں معاشرتی برائیوں کا تذکرہ کیا ہے تو ان کا یہ حل نہیں کہ اس ممنوع فعل سے قدغن اُٹھا کر نوجوان طبقہ کو دعوتِ عام دی جائے کہ وہ بلا روک ٹوک اس گناہ کو کرنے لگیں، اسی کے سہارے زندگیاں گذارنے کے عادی بن جائیں، بلکہ اس کا شرعی حل یہ ہے کہ انسان کے فطری جذبات اور شہوانی احساسات کو پورا کرنے کے لیے شریعت کے بتائے ہوئے ضابطوں میں آسانی اور سہولت کے راستے ہموار کیے جائیں اور نکاح کے لیے جو معاشرے میں غیر شرعی رسمیں رائج ہیں ان کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے، نہ یہ کہ کسی غیر شرعی اور غیر فطری عمل کا سہارا لے کر نسل نو جوان کو اس طرف راغب کرنے کی کوشش کی جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مشت زنی ایک غیر فطری فعل ہے اور محض شہوت رانی اور خود لذتی کے لیے اس فعل بد کو کسی نے جائز قرار نہیں دیا بلکہ جمہور فقہاء کرام نے اس فعل کو ناجائز اور مذموم قرار دیا ہے البتہ فقہاء کرام ایسے

شخص کے لیے جو شہوت سے مغلوب ہو گیا ہو اور زناء میں مبتلا ہونے کے خوف سے اگر اس فعل کے ذریعے تسکین حاصل کرلے تو اس خاص صورت میں اس پر وبال نہ ہونے کا قول کیا ہے، لہٰذا مقالہ نگار کا اس فعل کو خود لذتی کے طور پر مطلقاً جائز قرار دینا سراسر غلط اور جہالت ہے، نکاح کے بعد بیوی یا باندی سے استمتاع کے علاوہ باقی تسکین شہوت کی تمام غیر فطری صورتیں ناجائز اور گناہ ہیں ان میں خود لذتی یعنی ہاتھ سے منی نکالنا بھی شامل ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿ ٹائی پہننا ناپسندیدہ عمل ﴾

سوال: کیا صرف ٹائی (نیکٹائی) اگر خالص ریشمی ہو اور باقی کپڑے ریشمی نہ ہوں تو کیا ایسی ٹائی ہم استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: ٹائی پہننا تو ویسے بھی ناپسندیدہ ہے خواہ ریشم کی ہو یا غیر ریشم کی اور خالص ریشمی ہونے کی صورت میں تو اس کی قباحت مزید بڑھ جائے گی کیونکہ یہ الگ اور مستقل کپڑا ہے جس کو باقی لباس کے تابع قرار دے کر قلیل ہونے کی وجہ جائز نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿ گھر اور مال و اسباب کی حفاظت کے لیے ''کتا'' رکھنا ﴾

سوال: کیا گھر بار کی حفاظت کے لیے کتا پالنا جائز ہے؟

جواب: گھر بار اور مال و اسباب کی حفاظت کے لیے ''کتا'' رکھنا جائز ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ کتے کو گھر کے اندر باندھنے کی بجائے باہر کسی حصہ میں جگہ بنا کر رکھا جائے لیکن اگر چوری کا خطرہ ہو تو اس کو گھر میں رکھنا جائز ہے۔

في الشامية: لا ینبغی اتحاذ کلب الا لخوف لص أوغیرہ فلا بأس به

الا حسن عبارة الفتح وأما ما قتناؤه للصيد وحراسة الماشية والبيوت والزرع فيجوز بالا جماع لكن لا ينبغي أن يتخذه في داره الا ان خاف لصوصا أو اغداء للحديث الصحيح من اقتنى كلبا الا كلب صيد او ماشية نقص من أجره كل يوم قيراطان۔ (درالمختار مع الردالمختار ۳/۲۳۹)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿جیلٹین کا استعمال﴾

سوال: مجھے آپ سے سوال پوچھنا ہے کہ آیا جیلٹین حلال ہے یا حرام میرے پاس اس کے متعلق مختلف خیالات ہیں مثلاً ایک یہ ہے کہ چونکہ یہ کیمیائی عمل سے نکل کر آتی ہے لہٰذا یہ حلال ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرام ہے اور تیسرے یہ کہ اگر یہ مچھلی یا بڑے گوشت سے نکالی گئی ہو تو یہ حلال ہے۔ مہربانی فرما کر میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب: حلال جانور سے حاصل کی جانے والی جیلٹین کا استعمال شرعاً درست ہے نیز حرام جانوروں سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت اگر کیمیاوی عمل کے ذریعے بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی تو اس صورت میں وہ عنصر نجس اور حرام ہے البتہ حقیقت کے بدلنے یا نہ بدلنے کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

(فقہی مقالات ص ۲۵۸ ج ۱، از مفتی تقی عثمانی)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑوں کا حکم﴾

سوال: (۱) میرا لانڈری والا اکٹھے کپڑے دھوتا ہے پھر ایک ایک کر کے ان کو پانی سے نتھارتا ہے اور تین دفعہ پانی سے نکالتا ہے کیا اس طرح کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

جواب: مذکورہ صورت میں اگر دھوبی ہر دفعہ پاک پانی سے کپڑے دھوتا ہے یا پانی جاری ہے جیسے ٹیوب ویل وغیرہ کا پانی تو اس صورت میں کپڑے پاک ہو جائیں گے۔

ویطهر غیر هاای غیر مرئیة-------- بغلبة ظن غاسل طهارة محلها بلاعدد وبه یفتٰی۔

(شامی ص ۳۳۱ ج ۱)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿ایک انسان کا دوسرے انسان کو دیکھنا﴾

سوال: مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا کیسا ہے؟ اور اس کی کیا حدود ہیں؟

جواب: ایک انسان کی دوسرے کو دیکھنے کی مختلف صورتیں ہیں فقہاء کرام نے ان کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے ذیل میں اس کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے امید ہے کہ اس سے آپ کے سوالات کی وضاحت ہو جائے گی۔

اولاً بطور تمہید یہ بات واضح رہے کہ کسی مرد کے لیے سوائے اپنی بیوی اور حلال باندی کے کسی اور کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں ہے چاہے وہ کوئی مرد ہو یا بے ریش لڑکا ہو یا عورت ہو۔ اسی طرح کسی عورت کے لیے اپنے خاوند کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنا درست نہیں ہے نیز وہ تمام جگہیں جہاں کسی کو دیکھنے سے شہوت کا اندیشہ ہو وہاں بھی اسکو دیکھنے سے احتراز کیا جائے۔ عام حالات میں کسی ایک شخص کے دوسرے کو دیکھنے کے احکام حسب ذیل ہیں:

بوقت ضرورت محرم عورت کا چہرہ، بازو اور پنڈلیاں وغیرہ دیکھنے کی اجازت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اسی طرح کسی بے ریش لڑکا کا بھی حکم ہے کہ اس کے چہرے وغیرہ کو ضرورت کے وقت دیکھنے کی اجازت ہے لیکن شہوت کی نظر سے دیکھنا ناجائز ہے۔

جبکہ اجنبی عورت کو اپنے چہرے اور پورے جسم کا پردہ کرنا چاہیے کسی مرد کے لیے بھی اجنبی عورت کے چہرے کو دیکھنا عام طور پر فتنہ کے اندیشہ سے خالی نہیں اس لیے اس سے احتراز ضروری ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۳۰۴، ج ۵)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿سرکاری فیکٹری کے ملازم کے لیے جائز قوانین کا پورا کرنا ضروری ہے﴾

سوال: میں ایک سرکاری فیکٹری میں ملازم ہوں میرے کچھ ساتھی اس فیکٹری کے ساتھ کیے گئے معاہدے کے خلاف ورزی کرتے ہیں میں نے ان کو روکا لیکن وہ باز نہ آئے۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا فیکٹری کے ان معاہدوں کا قوانین کا پورا کرنا ہم پر ضروری نہیں ہے؟ اگر ضروری ہے تو کیا بعض لوگوں کی خانت کا وبال سب پر ہوگا؟

جواب: حکومت کے جائز قوانین کو پورا کرنا فیکٹری کے ملازمین کے لیے ضروری ہے البتہ اگر وہ ان قوانین کو پورا نہیں کرتے تو اس کا گناہ ان کو ہوگا باقی ملازمین نے جب مخصوص شرائط کی بنیاد پر فیکٹری سے معاہدہ کرلیا ہے تو اب ان کے ذمہ ان شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے فیکٹری کی کوئی شے ناجائز طریقے سے استعمال کرنا درست نہیں ہوگا۔

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿غیر مسلم مما لک سے درآمدشدہ گوشت کا حکم﴾

سوال: میں پاکستان سے باہر رہائش پذیر ہوں یہاں جو Chicken (مرغ کا گوشت) دستیاب ہے وہ برازیل سے آتا ہے اور اس کے اوپر لفظ ''حلال'' لکھا ہوتا ہے لیکن وہ کھال سمیت ہوتا ہے یعنی اس کے بال مشین

سے نوچے ہوئے ہوتے ہیں آپ براہِ کرم مجھے مطلع کریں کہ آیا اس کا استعمال درست ہے یا نہیں فی الحال میں نے اس کا استعمال ترک کیا ہے۔آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

جواب: کسی غیر مسلم ملک سے درآمد شدہ پیک کیے ہوئے گوشت پر حلال کا لفظ لکھ دینے سے اس کا حلال ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس گوشت کو استعمال کرنے کے لئے یقینی طور پر یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ مرغ کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کیا گیا ہے، اور اگر تحقیق نہ ہو تو استعمال کرنا جائز نہیں۔ واضح رہے کہ اگر مرغ کو اسلامی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو تو اس کے بعد بال نوچ کر کھال سمیت گوشت استعمال کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿ابرو کے بال صاف کرنے کا حکم﴾

سوال: اگر عورت کے ابرو ضرورت سے زیادہ گھنے ہوں اور چہرہ کو بدصورت بنا دیں تو کیا وہ اپنے خاوند کی پسند کی خاطر ابرو کتر سکتی ہے یا صاف شیو کر سکتی ہے شرعی اصول کے مطابق رہنمائی فرمائیں۔

جواب: ابرو کو مکمل صاف کرنا یا زیب وزینت کے لیے باریک کرنا درست نہیں البتہ اگر واقعی ابرو کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ دوسروں کی نظر میں بدنما معلوم ہوں تو اس صورت میں صرف اس حد تک کاٹنے کی اجازت ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے۔

لابأس باخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المخنث الخ۔ (شامی ص۲۳۹، ج۵)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿کسی ملک کے تعلیمی ویزے کے ذریعے اس ملک میں نوکری کرنا﴾

سوال: میں یہاں انگلینڈ میں تین سال کے سٹوڈنٹ ویزا پر ہوں اور قانون کے مطابق میں ہمہ وقتی ملازمت نہیں کر سکتا بلکہ مجھے تعلیم حاصل کرنی ہے اگر ہم کسی کالج میں برائے نام داخلہ لے لیں اور معمولی سی فیس بھی ادا کر دیں تا کہ ویزہ مل سکے یا ویزہ میں توسیع کرا سکیں تو اسکا شرعی حکم کیا ہے؟ میں اسکو غلط سمجھتا ہوں اور اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے اور ہمیں اللہ سے اس سلسلہ میں رہنمائی کی دعا کرنی چاہیے کیونکہ ہم برطانیہ کے قانون کو توڑ رہے ہیں اور ویزہ کی توسیع کیلئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ میرے ساتھی کہتے ہیں کہ یہ چھوٹا گناہ ہے اور ہم اپنے خاندان کی بہتری کیلئے ملازمت کر رہے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں براہ کرم ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ہم کیا کریں؟

جواب: اگر آپ نے واقعتاً حصولِ تعلیم کا ویزہ حاصل کیا ہے اور برطانیہ کے قانون کے مطابق آپ کو ہمہ وقتی

ملازمت اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے اور آپ کے لیے صرف پڑھنا ضروری ہے تو پھر آپ کے لیے مذکورہ قانون اور معاہدے کی مخالفت کرتے ہوئے صرف پڑھنے کے بجائے ہمہ وقتی ملازمت اختیار کرنا درست نہیں ہے۔

اگر آپ وہاں ذریعہ معاش کے لیے ہی رہنا چاہتے ہیں اور وہاں جانے کا مقصد تعلیم کا حصول نہیں ہے تو قانونی طریقے کے مطابق ملازمت حاصل کرنے کی کوشش کیجیے صرف تعلیمی ویزہ کے بجائے مذکورہ مقصد کے لیے ویزہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

''اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا'' (الایۃ) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿(۱) اسلام میں لباس کی حدود و قیود﴾

﴿(۲) سر ڈھانپنے کا حکم﴾

سوال: (۱) اسلام میں لباس کے متعلق کیا احکامات ہیں؟ اور کس لباس کو اسلامی لباس کہا جا سکتا ہے؟

(۲) اسی طرح یہ بتائیے کہ شریعت مطہرہ میں سر کو ڈھانپنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا ہر وقت سر کو ڈھانپنا ضروری ہے اور آج کل جو سندھی ٹوپی استعمال کی جاتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: (۱) شریعت مطہرہ نے لباس و پوشاک کے معاملے میں بڑی وسعت اور آسانی رکھی ہے اور زیادہ قیودات اور پابندیوں کے بجائے انسانیت کے فائدے کے لیے کچھ حدود متعین کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) لباس ساتر ہو۔ یعنی مردوں کے لیے ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کے لیے چہرہ اور ہاتھ کے علاوہ پورا جسم ستر ہے اور غیر محرم کے سامنے عورت کے لیے چہرے کا پردہ بھی ضروری ہے۔ چنانچہ لباس ایسا ہو جو ان حصوں کو چھپائے یعنی لباس نہ اتنا باریک ہو کہ جسم جھلکے یا نظر آئے اور نہ اتنا چست ہو کہ جسم کی بناوٹ نمایاں ہوتی ہو بلکہ وہ لباس اعضاءِ مستورہ کو مکمل چھپانے والا ہو۔

(۲) مردوں کے لیے ریشمی لباس کا استعمال ناجائز ہے۔

(۳) مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے کسی جاندار کی تصویر والا کپڑا استعمال کرنا جائز نہیں۔

(۴) لباس میں فخر و غرور کا انداز نہ ہو۔

(۵) عورت کا لباس مرد کے لیے اور مرد کا لباس عورت کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں۔

(۶) مردوں کا لباس ایسا لمبا نہ ہو کہ جس سے ٹخنے چھپ جائیں۔

(۷) لباس میں بیجا اسراف نہ کیا جائے۔

(۸) لباس میں کسی دوسری کافر قوم کی نقالی نہ کی جائے اور نہ ہی فاسقوں، فاجروں کی عام وضع قطع کی

مشابہت ہو۔

(۹) کفار اقوام کی ایسی مشابہت کہ جس سے ذہن انہی کی طرف جائے، ممنوع ہے۔لیکن اگر اس میں اتنا عموم پیدا ہو جائے کہ اس لباس اور وضع قطع کو دیکھ کر ان کی طرف ذہن نہ جاتا ہو تو پھر وہ ممنوع نہیں اور اس کا استعمال کرنے میں گنجائش ہے۔

اس وضاحت سے پینٹ اور شرٹ کا حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اب اس لباس میں اتنی عمومیت پیدا ہو گئی ہے کہ اس کے پہننے والے کو غیر مسلم اقوام میں شمار نہیں کیا جاتا لیکن پھر بھی چونکہ یہ وضع قطع علماء، صلحاء اور اہل دین کی وضع قطع کے خلاف ہے اور اس میں ستر پوشی کا اہتمام بھی کم ہوتا ہے اس لیے اس لباس سے احتراز کیا جائے اور اس کے بجائے شلوار، قمیض کے لباس کو زیب تن کیا جائے جو ہر لحاظ سے پینٹ شرٹ سے بہتر اور مفید اور باعث زینت بھی ہے اور ستر پوشی کے لحاظ سے انفع بھی ہے۔

(۲) سر کو ہر وقت ڈھانپنا ضروری اور لازمی نہیں البتہ سر پر ٹوپی پہننا یا پگڑی باندھنا سنت سے ثابت ہے اس لیے کسی مسلمان کو عام حالت میں اس سنت کو چھوڑنے کی عادت نہیں بنانی چاہیے لیکن اس مقصد کے لیے کسی مخصوص قسم کی ٹوپی یا پگڑی متعین نہیں ہے۔

(۱) ''یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوأتکم وریشاً '' (الاعراف۳۶)

(۲) (قوله ولا يضر التصاقه) اى بالالية مثلا وقوله وتشكله من عطف المسبب على السبب وعبارة شرح المنية اما لو كان غليظا لايرى منه لون البشرة الا انه الصلوة لحصول الستر اه قال ط وانظر هل يحرم النظر الى ذلك المتشكل مطلقا اوحيث وجدت الشهوة اه قلت سنتكلم على ذلك فى كتاب الحظر والذين يظهر من كلامهم هناك هو الاول''۔ (ردالمحتار۱/۲۷۵)

(قوله وهى غير بادية) اقول مفاده ان رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة ولو كثيفا لاترى البشرة منه قال فى المغرب يقال مسست الحبلى فوجدت حجم الصبى فى بطنها واحجم الثدى على نحرا لجارية اذا نهز وحقيقته صارله حجم اى نتوّ وارتفاع ومنه قوله حتى يتبين حجم عظامها اه وعلى هذا لا يحل النظر الى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف مجمها فيحمل مامر على ماذا لم يصف حجمها فليتأ مل۔(ردالمحتار۵/۲۳۴)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿برائلر کے گوشت کا حکم﴾

سوال: سنا ہے کہ پولٹری فارم میں مرغیوں کو جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ حلال نہیں ہوتا مزید برآں کہ سپریم کورٹ نے بھی اس قسم کی شکایات کا نوٹس لیا ہے اس تفصیل کی روشنی میں سوال یہ ہے کہ کیا فارمی مرغی کا گوشت کھانا جائز ہے؟ اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: برائلر مرغیوں میں سے جن مرغیوں کو حرام غذا کھلائی جاتی ہے ان کا گوشت بھی حلال ہے کیونکہ وہ حرام غذا ان مرغیوں کے وجود کا حصہ بن کر اپنی حقیقت ختم کر دیتی ہیں البتہ اگر کسی برائلر مرغی کے گوشت سے بدبو آتی ہو تو اس مرغی کو چند روز تک باندھ کر حلال غذا کھلائی جائے اور پھر اس کا گوشت استعمال کر لیا جائے اس طرح اس مرغی کے گوشت کی کراہیت بھی ختم ہو جائے گی۔

''قوله عن اكل الجلالة والبانها هو من الحيوان ماتاكل العذرة والجلة البعر وهذا اذا كان غالب علفها منها حتى ظهر على لحمها ولبنها وعرقها فيحرم اكلها الا بعد ان حبست أياما''۔

(الحواشی المفیدۃ علی ہامش الترمذی ۲/۴)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿عورت کا غیر محرم سے بات چیت کرنا﴾

سوال: کیا عورت کسی غیر محرم مرد سے (خواہ اجنبی ہو یا رشتہ دار) بات کر سکتی ہے اور سلام وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کسی غیر محرم شخص سے چاہے وہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار ہو بغیر ضرورت شدیدہ شرعیہ کے بات چیت نہیں کر سکتی اور اگر ضرورت شرعیہ سے کسی غیر محرم سے بات کرنا پڑے تو بغیر حجاب کے بات کرنا جائز نہیں ہے شریعت مطہرہ نے تو اجنبیہ نوجوان عورت کے سلام کا آواز جواب دینے سے بھی منع فرمایا ہے۔

فان المرأة الاجنبية اذا سلمت على الرجل ان كانت عجوزا ارد الرجل عليها السلام بلسانه تمنع وان كانت شابة رد عليها في نفسه۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ۴/۳۳۴)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿داڑھی کی شرعی حد بندی﴾

سوال: داڑھی کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کریں اس سلسلے میں سنت رسول ﷺ کیا ہے؟ کیا نبی کریم ﷺ نے کبھی خط بنوایا تھا؟ کیا خط بنوانا صحیح ہے تفصیل سے جواب تحریر کریں؟

جواب: داڑھی سنت رسول ﷺ ہے ہر مسلمان کے لیے رکھنا واجب ہے داڑھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم کتروانا سخت گناہ ہے۔ اگر داڑھی اتنی لمبی ہو جائے کہ ایک مشت سے بھی زیادہ ہو تو ایک مشت سے زیادہ کو کٹوانا حضور ﷺ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرھم سے صراحتاً ثابت ہے۔ ایک مشت سے کم کٹوانا جائز نہیں گناہ ہے۔

عن عمر بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یاخذمن لحیته من عرضها وطولها۔ (ترمذی ص۱۰۵، ج۲)

البتہ اگر چہرہ بنوانے کی ضرورت ہو تو ہر طرف سے ایک مشت داڑھی باقی رکھنا ضروری ہے اگر رخسار پر جبڑے کی حد سے آگے بال نکل آئے ہوں اور چہرہ بھدہ معلوم ہوتا ہو تو ان بالوں کو صاف کرا سکتے ہیں اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔ (شامی ص۳۵۹، ج۵، رشیدیہ) ....واللہ اعلم

(محمد ندیم عفی عنہ)

﴿جائنٹ فیملی میں چہرے اور جسم کا پردہ﴾

سوال: ہم جائنٹ فیملی میں رہتے ہیں ہم تین بھائی ہیں میرا بڑا بھائی شادی شدہ ہے میں بھی جلدی شادی کرنے والا ہوں کیا میری بیوی کو میرے بھائیوں سے پردہ کرنا ہوگا اگر ہم اکھٹے رہتے ہیں؟ اب کیا ایسی صورتحال میں میرے بیوی کو پردہ کرنا چاہیے یا نہیں میں نے مولانا حضرت اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ ''گہرا پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے'' مہربانی فرما کر حوالے کے ساتھ بات کریں۔

جواب: بصورت فتنہ وفساد مذاہب اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ ضروری ہے لہٰذا اس کو محارم کے علاوہ کسی کے سامنے کھولنا جائز نہیں ہے اب جس زمانہ اور جن حالات میں ہم رہ رہے ہیں آیا اس زمانے اور حالات میں خیر غالب ہے یا شر؟ ظاہر ہے کہ شر ہی غالب ہے جس میں عورت کے لیے چہرہ کھولنے میں اغلب شر ہی کا خوف ہے اس لیے ایسے حالات میں شرعی اصول اور شرعی مصالح کا تقاضا یہی ہے کہ عورت غیر محرم کے سامنے چہرہ نہ کھولے۔ پھر غیر محرم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کے ساتھ کسی بھی قسم کا رشتہ ہو مثلاً دیور، جیٹھ وغیرہ اور ایک وہ جن کے ساتھ کسی قسم کا رشتہ نہ ہو۔ یہ دونوں قسمیں پردے کے باب میں اجنبی ہیں لہٰذا چہرہ کا پردہ دونوں قسم کے لوگوں سے ہے چاہے وہ رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار ہوں۔ حدیث شریف میں تو دیور کو موت کہا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف ص۲۶۸)

البتہ اگر کہیں مجبوری ہو مثلاً ایک چھوٹا سا گھر ہے اس میں دیور، جیٹھ بھی رہتے ہیں اور بھابھی بھی رہتی ہے اب ظاہر ہے کہ دیور وغیرہ کا بار بار گھر میں آنا ہوتا ہے اور بھابھی کو گھریلو کام کرنے ہوتے ہیں تو اگر یہاں پر مکمل

حجاب کا حکم دیا جائے تو اس میں حرج لازم آتا ہے اس صورت میں یہ گنجائش ہے کہ پورے جسم کو بڑی اور موٹی چادر سے ڈھک لے اور دوپٹے کو گھونگھٹ کی طرح پیشانی سے آگے سرکا لے تاکہ چہرہ واضح نہ ہو اور نگاہیں نیچی کر کے اپنا کام کاج کرتی رہے اور دیور وغیرہ کو اگر گزرنا ہو تو نظریں نیچی کر کے وہاں سے گذر جائے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد بھی یہی ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿اسلام میں بھیک مانگنا﴾

سوال: اسلام میں بھیک مانگنے کے متعلق کیا جواز ہے؟

جواب: جس شخص کے پاس بنیادی ضروری اشیاء موجود ہوں یا کمانے کی صلاحیت رکھتا ہو تو ایسے شخص کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ اور دینے والا اگر اس کی حالت سے واقف ہو تو اس کے لیے ایسے آدمی کو دینا مناسب نہیں ہے اور اگر اس کی حالت سے واقف نہ ہو اور بظاہر وہ پیشہ ور بھی معلوم نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں اس کی اتنی مدد کرنا کہ جس سے اس کے ایک دن کی ضرورت پوری ہو جائے اس کی گنجائش ہے۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿قبل از وقت سفید ہونے والے بالوں کو سیاہ کرنا﴾

سوال: میرے تیس سال کی عمر میں بال سفید ہونے شروع ہو گئے ہیں کیا میں خضاب یا ڈائی لگا سکتا ہوں؟

جواب: اگر کسی بیماری کی وجہ سے قبل از وقت بال سفید ہو گئے ہوں تو اس صورت میں کالا خضاب استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ (امداد الاحکام ج ۵ ص ۳۴۶) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿غیر مسلم کے ساتھ کھانا کھانا اور اس کے استعمال شدہ برتنوں کا حکم﴾

سوال: میں UAE میں پاکستانیوں کی خدمت پر مامور ہوں ہم نے اپنے پاس ایک خاص کام کے لیے ایک سکھ بھرتی کیا ہے جو کہ ہمارے ساتھ ہی رہائش پذیر ہے ہمارے ساتھ ہی انہی برتنوں میں کھاتا پیتا ہے، شرعی اعتبار سے کیا یہ جائز ہے کیا اس کے برتن الگ ہونے چاہئیں یا ان کو کسی خاص طریقہ سے پاک کرنا ضروری ہے رہنمائی فرمائیں۔

جواب: اگر غیر مسلم کسی برتن میں کھانا کھائے تو اس سے وہ برتن ناپاک نہیں ہوتا البتہ غیر مسلموں کے ساتھ ضرورت سے زائد میل جول رکھنے سے احتراز کیا جائے۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

کھانے کے بعد میٹھی یا نمکین چیز کھانا

سوال: کیا کھانے کے بعد خاص طور پر میٹھا کھانا یا نمکین چیز استعمال کرنا سنت ہے اگر ایسا ہے تو حوالہ سے بات کریں؟

جواب: میٹھا کھانا نبی کریم ﷺ کو مرغوب تھا لیکن باوجود تلاش کے ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملی جس میں کھانے کے بعد میٹھا کھانے کا سنت ہونا معلوم ہو البتہ بعض کتب میں مذکور ہے کہ نمک کے ساتھ کھانے کی ابتدا اور انتہاء کرنا سنت ہے لیکن جس حدیث سے اس کے سنت ہونے پر استدلال کیا گیا اس کو محدثین نے موضوع قرار دیا ہے۔

وقال العلامه شوکانی رحمه الله حديث يا علی عليك بالملح ما انه شفاء من سبعين داء موضوع۔ (الفوائد المجموعہ ص۱۶۱) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

مردوں کے لیے ہیرے اور پلاٹینم کا زیور استعمال کرنا

سوال: ہم چند پاکستانی حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے ہیں یہاں سوال یہ اٹھا ہے کہ حدیث میں مرد کے لیے سونا اور ریشم منع ہے ہیرے اور پلاٹینم کے حوالے سے ایک پارٹی کا مؤقف ہے کہ صرف سونے کو ممنوع قرار دیا گیا تھا اس لیے پلاٹینم اور اریڈیم کا استعمال جائز ہے اس زمانہ میں چاندی، دوسرے قسم کے زیورات مرد استعمال کرتے ہی ہوں گے مگر آپ ﷺ نے صرف سونے کا ہی نام لیا اس لیے دوسری دھاتیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

دوسری پارٹی کا موقف ہے کہ اس کا مقصد ہے کہ مردوں کو زیورات استعمال نہیں کرنے چاہئیں اس وقت سونا چونکہ زیادہ مہنگا تھا اس لیے اس کا نام لیا گیا اصل مقصد مردوں کو سنگھار کرنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ قیمتی دھاتوں کی لالچ اور زنانہ پن سے مردوں کو روکا جاسکے۔ آپ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں؟

جواب: مردوں کے لیے سوال میں ذکر کردہ اشیاء کو بطور زیور استعمال کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور ضرورت کی وجہ سے صرف چاندی کی انگوٹھی کی اجازت دی گئی ہے اس کے علاوہ دیگر زیورات کا استعمال مردوں کے لیے ممنوع ہے۔ (ردالمختار ص۴۲۰، ج۶) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿ذخیرہ اندوزی کے جواز کی شرط﴾

سوال: ایک دکاندار کوئی جنس یا چیز خرید کر ذخیرہ کر لیتا ہے اس خیال سے کہ جب یہ مہنگی ہوگی تب بیچوں گا ان دنوں کوئی قحط وغیرہ نہیں اور وہ جنس مارکیٹ میں آسانی سے دستیاب ہے کیا اس کا اس طرح سے ذخیرہ اندوزی کرنا ٹھیک ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر واقعتاً ذخیرہ اندوزی سے اس شے کی مارکیٹ میں قلت نہیں ہوتی تو ایسی ذخیرہ اندوزی شرعاً جائز ہے۔

وکرہ احتکار قوت البشر والبھائم فی بلد یضر باھلہ لحدیث ''الجالب مرذوق والمحتکر ملعون''۔ (شامیہ ص ۳۹۸، ج ۶) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿اے ٹی ایم کارڈ کا استعمال﴾

سوال: کیا اے ٹی ایم کارڈز کا استعمال جائز ہے یا ناجائز اور اگر ہے تو کسی حد تک جائز ہے؟

جواب: اپنے اکاؤنٹ میں موجود رقم کو نکلوانے کے لیے اے ٹی ایم کارڈز کا استعمال جائز ہے۔ ......واللہ اعلم

(محمود احمد عفی عنہ)

﴿نیشنل بنک کی قومی بچت اسکیم پر سود﴾

سوال: نیشنل بنک کی قومی بچت اسکیم پر منافع لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نیشنل بنک کی قومی بچت سکیم سود پر مبنی ہے اس لیے ناجائز ہے لہٰذا اس سکیم میں شمولیت اختیار کر کے نفع کمانا شرعاً جائز نہیں ہے اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

﴿لائف انشورنس کے جواز پر چند دلائل اور ان کا جواب﴾

سوال: لائف انشورنس کیا ہے؟

جواب: ہمارے ملک میں مروج بیمہ کا نظام شریعت کے خلاف اور ناجائز ہے اور اس کو شراکت داری اور بلا سودی معاہدہ کہنا واقعہ کے خلاف ہے اور انشورنس کمپنیوں کی غلط بیانی ہے اس میں لازماً سود ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں (جن میں پریمیم کی رقم ڈوب سکتی ہے) جواء بھی ہوتا ہے۔ بیمہ میں سود کا عنصر ہونے کی تشریح یہ ہے

کہ جب لائف انشورنس کروائی جاتی ہے تو مقررہ مدت کے بعد بیمہ دار کو اس کی جمع کرائی گئی رقم سے زیادہ رقم دی جاتی ہے جو واضح طور پر سود ہوتی ہے۔ بعض انشورنس ایجنٹ لوگوں کو بیمہ پالیسی خریدنے کے لئے راضی کرنے کے طور پر کہتے ہیں کہ یہ ''شراکت داری'' ہے اور اس میں ''نفع فیصدی تناسب'' سے دیا جائیگا یہ غلط بیانی کے ذریعہ ''حرام'' کو ''حلال'' بنانے کی کوشش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انشورنس کمپنیاں بیمہ پالیسی خریدنے والوں کو رقم پر ہونے والے ''حقیقی نفع'' کے تناسب سے منافع تقسیم نہیں کرتیں بلکہ ہر ایک کی جمع کرائی ہوئی رقم کے ''فیصدی تناسب'' سے اس کو منافع دیتی ہیں جو کہ ایک متعین رقم کی صورت میں ہوتا ہے یہ صریح سود اور قطعاً حرام ہے۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ انشورنس کمپنیاں اس جمع شدہ رقم کو آگے سرمایہ کاری کے لئے سرمایہ کاروں کو سودی قرض کی بنیاد پر فراہم کرتی ہیں اور ان سے زیادہ مقدار میں ''سود'' وصول کر کے کچھ مقدار خود رکھ لیتی ہیں اور کچھ عوام میں شراکت داری کے منافع کے نام سے تقسیم کر دیتی ہیں اب اگر یہ منافع ''فیصدی'' بھی ہوں تو بھی حرام سودی کاروبار سے حاصل ہو رہے ہیں پس کیسے ''جائز'' اور ''حلال'' ہو سکتے ہیں؟

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان مندرجہ بالا ''خرابیوں'' کی وجہ سے انشورنس کروانا جائز نہیں ہے۔ اور انشورنس کمپنی میں ملازمت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ص۲۰۶)

اور اگر ملازمت سودی کھاتے میں نہ ہو مثلاً چوکیدار یا ڈرائیور یا چپڑاسی کی ملازمت ہو تو جائز ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ ذبیحہ کا حکم﴾

سوال: غیر مسلم ممالک سے جو گوشت درآمد کیا جاتا ہے اور اس پر ''حلال'' بھی لکھا ہوتا ہے کیا اس گوشت کا استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: مرغی، گائے اور بکری کے گوشت کے حلال ہونے کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ اسے شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اگر ذبح کے دوران شرعی شرائط کو ملحوظ نہ رکھا گیا ہو تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا، غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت کے بارے میں تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس میں ذبح کی شرائط کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا، لہٰذا اس گوشت کو استعمال کرنا جائز نہیں اگرچہ اس کے پیکٹ پر ''حلال'' کا لفظ ہی کیوں نہ لکھا ہو۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿اسٹاک ایکسچینج میں ہارڈ ویئر انجینئر﴾

سوال: میں ایک اسٹاک ایکسچینج کی فرم میں کام کرتا ہوں یہ لوگ کم از کم دس ہزار ڈالر کا اکاؤنٹ کھولتے ہیں یا تین لاکھ روپیہ اس رقم سے وہ مختلف اشیاء خریدتے اور بیچتے ہیں میرا کام نیٹ ورک میں خرابی کا دور کرنا ہوتا ہے جو کہ ہارڈ ویئر سے متعلق ہوتی ہیں۔ مجھے معلوم کرنا ہے کہ میں جو تنخواہ لیتا ہوں یہ حرام ہے یا حلال؟

جواب: آپ کی آمدنی حرام نہیں ہوگی البتہ چونکہ آپ کی اس فرم میں ملازمت ان کے ناجائز کاموں میں ایک قسم کا تعاون ہے اس لیے اس پر توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے اور مجبوری کی حالت میں اس نوکری کو جاری رکھنے کی گنجائش ہے جائز متبادل ملنے پر اس نوکری کو ترک کر دیں۔

لما فیه من الاعانه علی مالا یجوز و کل ماادی الی مالا یجوز لا یجوز الخ (شامیہ ص۳۶۰، ج۶)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿سافٹ ویئر بنانے والی کمپنی میں نوکری کرنا﴾

سوال: ہماری کمپنی آرڈر پر دوسری کمپنیوں کے لیے سافٹ ویئر تیار کرتی ہے جن میں سٹاک ایکسچینج کی کمپنیوں کے حصص کا حساب کتاب بھی ہوتا ہے جس میں سود بھی شامل ہوتا ہے مجھے منافع کی تقسیم یا سود کا تجزیہ جیسا کام کرنا ہوتا ہے کیا میں اس کمپنی میں ملازمت جاری رکھوں یا کوئی اور نوکری تلاش کرلوں؟

جواب: اگر سافٹ ویئر کا استعمال صرف سودی حساب کے لیے ہو کسی اور جائز کام میں اس کو استعمال نہ کیا جاسکتا ہو تو اس صورت میں ایسا سافٹ ویئر بنانا اور فروخت کرنا درست نہیں ہے اور اس کی آمدنی بھی حلال نہیں ہے البتہ اگر اس کا کوئی دوسرا جائز استعمال بھی ہو تو اس صورت میں ایسا سافٹ ویئر بنانا ناجائز تو نہیں ہے البتہ احتراز بہتر ہے۔

وبطل بیع مال غیر متقومٍ ...... فان المتقوم هو المال المباح الانتفاع به شرعاً۔

(شامی ص۵۰، ج۵)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿(۱) ہاتھوں اور پاؤں کے بال صاف کرنا﴾

﴿(۲) عورت کے لیے پتلون پہننا﴾

سوال: (۱) خواتین کا ہاتھوں کے اوپر اور پاؤں پر ویکسنگ ویز لین لگانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

(۲) آج کل خواتین پتلون پر لمبا کرتا پہنتی ہیں کیا اسلام کی رو سے یہ صحیح ہے؟ میں نے سوچا تھا کہ میں بھی اس کو لے لوں لیکن کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

جواب: (۱) ہاتھوں اور پاؤں کے بال صاف کرنے کی گنجائش ہے۔ (بہشتی زیور ص ۹۷۰، مطبوعہ کتب خانہ جمیلی)

(۲) خاتون کے لیے پتلون پہننا جائز نہیں ہے اس سے احتراز کریں۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿پرفیوم کے استعمال کا حکم﴾

سوال: کہتے ہیں کہ پرفیوم میں الکحل ہوتی ہے کیا ہم اس کو استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: جو الکوحل انگور، کھجور یا منقی سے تیار ہوا ہو اور وہ مسکر ہو یا ان کی شراب سے تیار ہوا ہو وہ ناپاک اور حرام ہے اور اس کا استعمال خارجی و داخلی کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اور جو الکوحل مذکور بالا اشیاء کے علاوہ مثلاً شہد، آلو، پیٹرول اور گنے کے رس وغیرہ سے تیار ہوا ہو وہ ناپاک نہیں ہے اس کا استعمال بطور تلذذ کے حرام ہے البتہ بطور دوا کے داخلی اور پرفیوم وغیرہ کے خارجی طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فی الدرالمختار مع الشامی (۴۵۲/۶) اربعۃ انواع الاول (نبیذ التمر و الذبیب ان طبخ ادنی طبخۃ) یحل شربہ (وان اشتد) وھذا (اذا شرب) منہ (بلا لھو و طرب) فلو شرب للھو فقلیلہ و کثیرہ حرام (وما یسکر) ..... (و) الثالث (نبیذ العسل والتین والبر والشعیر والذرۃ) یحل سواء (طبخ اولا) بلا لھو وطرب .... اذا قصد بہ استمراء الطعام والتداوی والتقوی علی طاعۃ اللہ تعالیٰ ولو للھو لایحل اجماعا۔

وفی المبسوط للسرخسی (۱۵/۲۴) وھذہ الاشربۃ لیست فی معنی الخمر من کل وجہ بدلیل حکم الحدود حکم النجاستہ۔

الکوحل سے تیار شدہ اشیاء کے استعمال کا حکم اس بات پر موقوف ہے کہ الکوحل کس چیز سے تیار شدہ اس میں شامل ہے؟ ہماری تحقیق یہ ہے کہ آج کل عموماً کیمیاوی الکوحل پرفیوم اور سینٹ میں استعمال ہوتا ہے ان میں کھجور یا انگور یا کشمش کا بنا ہوا الکوحل شامل نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ قیمتی ہوتا ہے لہٰذا ان پرفیومز کے استعمال سے

شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿تغییر خلق اللہ کا مطلب اور اس سے متعلقہ مسائل عورت کا بال کٹوانا، آنکھوں میں لینز لگوانا، بالوں کو رنگ کروانا اور بھنوؤں کو باریک کرنے کا شرعی حکم﴾

سوال: (۱) انسان اپنے جسم کی کونسی چیزیں بدل سکتا ہے اور کونسی تغییر خلق اللہ کہلاتی ہیں؟

(۲) ایک عورت اگر دومنہ والے بالوں کی بیماری میں مبتلا ہو اور اس کے بال گرتے ہوں تو علاج کے طور پر وہ بالوں کو کس حد تک کتر سکتی ہے؟

(۳) کیا رنگدار کنٹکٹ لینز آنکھوں میں ڈلوائے جا سکتے ہیں؟

(۴) کیا کوئی کالے بالوں کو دوسرے رنگ دے سکتا ہے؟

(۵) کیا بالوں کو پیلا رنگ کیا جا سکتا ہے؟

(٦) کیا بالوں کو کالا رنگ کیا جا سکتا ہے یا ڈارک براؤن کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۷) کیا ایک گھنی بھنوؤں والی عورت اپنے خاوند کی خوشنودی کے لیے بھنوؤں کو تراش سکتی ہے؟

جواب: (۱) وہ چیزیں جو نوع انسانی کے ساتھ خاص ہوں ان میں ایسا رد و بدل کرنا جس کے بارے میں شریعت مطہرہ میں حکم صریح موجود نہ ہو تغییر خلق اللہ کہلاتی ہے مثلاً عورتوں کے سر کے بال کٹوانا تغییر خلق اللہ ہے مرد کا داڑھی منڈوانا وغیرہ۔

(۲) عورتوں کے لیے بلا عذر شرعی کے بال کٹوانا ناجائز ہے البتہ اگر بیماری کی وجہ سے سر کے بال کتروانا چاہے تو اس کی گنجائش ہے بشرطیکہ ان کو کاٹے بغیر کوئی اور چارہ کار نہ ہو۔

ولو حلقت المرأة رأسها فان فعلت لوجع اصابها لابأس به وان فعلت ذالك تشبها بالرجال فهو مکروه۔ (ہندیۃ ۵/۳۵۸)

ذکر العلائی فی کراهته انه لابأس للمرأة ان تحلق رأسها بعذر مرض ووجع و بغير عذر لایجوز نتهی۔ (الاشباہ والنظائر ۲/۵۷۱)

(۳) لینز آنکھوں میں لگوائے جا سکتے ہیں۔

(۴) کالے بالوں کو دوسرا رنگ دیا جا سکتا ہے۔

(۵) پیلا رنگ کر سکتے ہیں۔ یکره للرجال لبس المعصفر والمزعفر .... ولایکره فی

الرأس اجماعا (شامی۶/۳۵۸)

(۶) کالا خضاب منع ہے اس کے علاوہ کوئی بھی رنگ کیا جا سکتا ہے ڈارک براؤن بھی کر سکتے ہیں۔

اما الخضاب بالسواد للغذو لیکون اھیب فی عین العدو فھو محمود بالاتفاق وان لیزین نفسه للنساء فمکروه وعلیه عامة المشائخ۔ (شامی۶/۵۲۲)

(۷) اگر بھنویں اتنی گھنی ہوں کہ اس سے چہرہ بھدا لگتا ہو اور خاوند کو اس پر اعتراض ہو تو بقدر ضرورت ان سے بال اکھاڑے جا سکتے ہیں البتہ بہت زیادہ باریک کرنا جائز نہیں ہے۔

فلو کان فی وجھھا شعر ینفر زوجھا عنھا بسببه ففی تحریم ازالته بعد لان الزینة للنساء مطلوبة للتحسین۔ (شامی۶/۴۳۸) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿کسی برائی کی وجہ سے عمومی لعنت بھیجنا﴾

سوال: انٹرنیٹ پر میری کسی قادیانی سے بحث ہوئی اور ایک قادیانی نے حدیث نبوی ﷺ کے دو حوالے دیئے کہ اللہ تعالیٰ نے بددُعا کی اجازت دی ہے کیونکہ رسول پاک ﷺ نے خود بددُعا دی، صحیح بخاری سے ان حدیثوں کا انگریزی ترجمہ تحریر ہے (والیم ا، کتاب ۸، نمبر ۴۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ کا وصال کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے خمیصہ اپنے چہرے مبارک پر لے لیا گرمی اور سانس میں دقت کے پیش نظر آپ ﷺ نے خمیصہ کو اتارتے ہوئے فرمایا اللہ یہودیوں اور عیسائیوں کا برا کرے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں پر عبادت گاہیں تعمیر کرلیں۔ (والیم ا، کتاب ۸، نمبر ۴۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کا برا کرے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں پر عبادت گاہیں تعمیر کرلیں'' اس قادیانی نے کہا کہ ان احادیث میں رسول پاک ﷺ نے بددُعا کی مہربانی فرما کر ان احادیث کی تصدیق فرمائیں اور ان احادیث کے بارے معلومات دیں کہ ان کے کیا مطلب ہیں؟ اور کسی پر لعنت کرنے کی کیا حد ہے؟

جواب: کسی برائی پر عمومی الفاظ میں لعنت کرنا جائز ہے مثلاً ''لعنة اللّٰه علی الکذبین'' جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ''لعنة اللّٰه علی الظلمین'' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت یا ''لعنة اللّٰه علی الیھود و نصاریٰ اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد'' یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ لعنت کے اس طرح کے عمومی الفاظ اور ان کے ذریعے کسی طبقہ کی برائی کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کی بدعملیوں پر لعنت بھیجنا جائز ہے جس کا ثبوت قرآن وسنت میں موجود ہے، لیکن کسی خاص شخص کا نام لے کر اس پر

لعنت کرنا یا کسی مخصوص طبقہ پرلعنت بھیجنا اس وقت جائز ہوسکتا ہے کہ جب ان کا کفر پر مرنا یقینی طور پر معلوم ہو جائے جیسے کہ ابولہب کا کفر، مگر یہ بات صرف وحی الٰہی سے معلوم ہوسکتی ہے اس کے بغیر اس کا علم نہیں ہوسکتا، اور وحی کا دروازہ نبی کریم ﷺ کے بعد بند ہو چکا ہے لہٰذا اس طریقہ سے کسی پرلعنت بھیجنا جائز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اس پرلعنت کی گردان پڑھ دی جائے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے کیا ہے کہ ایک کتاب کے صفحات صرف لعنت لعنت، اللعنۃ اللعنۃ لکھ کر سیاہ کیے ہیں جو ایک ادنیٰ عقل رکھنے والے انسان کے نزدیک بھی انتہائی معیوب بات ہے۔

(شامی ۲۔۷۔۵۸۷،۶۳۹)

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿بینک کی ناجائز ملازمت پر چند اشکالات کے جوابات﴾

سوال: کیا بینک کی ملازمت حرام ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں بینک میں نقد اور سونا وغیرہ رکھ سکتے ہیں اور وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں تو ملازمت کیسے حرام ہے؟ وہ تو اپنی محنت سے کماتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلامی اور غیر اسلامی دونوں بنکوں کے طریقہ ایک سے ہیں صرف نام اسلام کا ہوتا ہے اور اس کی بنیاد سود ہے سود کے بغیر بینک چل ہی نہیں سکتا۔

جواب: بینک کی ایسی ملازمت ناجائز ہے جس میں سودی معاملات کے لکھنے پڑھنے اور اس کا لین دین کرنے سے تعلق ہو، باقی رہا آپ کا شبہ کہ بینک میں سونا یا پیسہ حفاظت کے لیے رکھا جاتا ہے تو جو لوگ حفاظت کرتے ہیں وہ اپنی محنت کا صلہ لے سکتے ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ بینک میں جو کچھ بھی رکھا جاتا ہے وہ عموماً صرف حفاظت کے لیے نہیں رکھا جاتا بلکہ اس سے منافع مقصود ہوتے ہیں اسی وجہ سے بینکار حضرات اس رقم سے بھرپور منافع حاصل کر کے اس کا تھوڑا سا حصہ اپنے کھاتہ دار کو دے دیتے ہیں تو اس رقم کی حیثیت شرعاً قرض کی بنتی ہے، جس کے متعلق سارے معاملات ناجائز طور پر انجام دیئے جاتے ہیں اس وجہ سے سودی بینک کی مذکورہ بالا ملازمت کو جائز نہیں کہا جا سکتا۔

آپ نے جو کپڑے کی مثال دی ہے اس میں اگر دکاندار کو واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ گاہک مجھے حرام مال سے معاوضہ دے رہا ہے تو وہ لینے سے انکار کر دے، لیکن اگر اس کو معلوم نہ ہو تو معاوضہ لینے کی گنجائش ہے اور خواہ مخواہ اس کی آمدنی کے ذرائع پوچھنے کی ضرورت نہیں، لہٰذا مندرجہ بالا فرق کے پیش نظر بینک کی ناجائز ملازمت کو اس مسئلہ پر ہرگز قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿ جائز اور مفید دنیاوی علوم سیکھنا ﴾

سوال: دنیاوی تعلیم کو حاصل کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟

جواب: دنیا کے جائز اور مفید علوم وفنون کو سیکھنے کی قرآن وسنت میں کہیں ممانعت منقول نہیں بلکہ مفید علوم وفنون کو حاصل کر کے اگر دین کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے ثواب ملنے کی امید ہے، ہاں یہ بات ضروری ہے کہ اس قدر دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس سے وہ اپنے معمولات میں فرائض دینیہ کی تکمیل کر سکے اور حرام اور گناہ کے کاموں سے اپنے آپ کو بچا سکے۔ اگر دنیاوی علوم وفنون کو سیکھنے میں اس قدر مشغول ہو گیا کہ دین کا فرض علم بھی نہ سیکھا تو ایسا شخص فرض علم کو حاصل نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار رہوگا۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿ دارالحرب میں نوکری کی صورت میں دیانتداری کا حکم ﴾

سوال: میں اس وقت جاپان میں ہوں جب میں پاکستان میں تھا تو کام ڈیوٹی پورے پورے اوقات کے ساتھ ادا کرتا تھا یہاں تک کہ نماز میں جو اوقات خرچ ہوتے اس کے بدلے بھی ڈیوٹی کرتا۔

کیا اب جبکہ دارالحرب میں ہوں تو کیا مجھے ڈیوٹی کے متعلق اتنا ہی محتاط ہونا چاہیے یا اس میں کچھ گنجائش ہو سکتی ہے چونکہ اس وقت میں پردیس میں ہوں اس لیے گھر والوں اور دوستوں کو خطوط لکھنے میں بھی کافی وقت خرچ ہوتا ہے اس کے علاوہ نماز میں بھی وقت لگتا ہے اس کے باوجود میں اپنے دفتری فرائض میں کوئی کمی نہیں آنے دیتا آپ بتائیں کہ کیا ایک مسلمان کو جو وقت وہ نماز یا وضو میں خرچ کرتا ہے اس کے بدلے کام یا وقت دینا ضروری ہے میں ایک گھنٹہ زائد احتیاطاً ڈیوٹی اس زمرہ میں دیتا ہوں۔

جواب: دارالحرب میں رہتے ہوئے بھی آپ کو ڈیوٹی کے بارے میں اتنا ہی محتاط ہونا چاہیے جتنا دارالسلام میں رہتے ہوئے محتاط رہتے تھے۔ دارالحرب میں رہتے ہوئے اس میں گنجائش نہیں نکلتی۔ باقی جو وقت ڈیوٹی کے دوران آپ نماز اور وضو پر خرچ کرتے ہیں اتنا اضافی وقت دینا آپ کے ذمہ ہے اگر مالکان کی طرف سے اس کی اجازت نہ ہو۔ اگر آپ نے ابتداء میں مالکان سے اجازت لی ہو تو پھر اضافی وقت دینا لازم نہیں ہے۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿ موبائل کی میوزک ٹونز یا قرآنی آیات کو بطور گھنٹی کے استعمال کرنا ﴾

سوال: موبائل فون میں میوزک کی ٹونز لگانے کا کیا حکم ہے اور اگر اس کے بجائے کوئی تلاوت بطور گھنٹی کے

استعمال کی جائے تو کیا جائز ہے؟

جواب: موبائل کی گھنٹی میں میوزک لگانا درست نہیں اور قرآنی آیات کو بطور گھنٹی استعمال کرنا قرآنی آیات کی بے ادبی ہے اس سے بھی اجتناب کریں۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿(۱) شادی کے موقع پر رسم حنا میں بغیر ساز کے گانا گانا وغیرہ﴾

﴿(۲) حدودِ پردہ کی رعایت رکھتے ہوئے خاتون کا بال کٹوانا﴾

﴿(۳) خضاب لگوانا﴾

سوال: (۱) کیا رسم حنا میں لڑکیوں کا ساز کے بغیر گانا گانا اور ڈھولکی وغیرہ بجانا جائز ہے؟

(۲) پردہ کی تمام پابندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بال کٹوانا جائز ہے؟

(۳) کیا خضاب کے استعمال کی اجازت ہے؟

جواب: (۱) رسم حنا میں لڑکیوں کا تالیاں بجانا گانے گانا اور ڈھولکی وغیرہ بجانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

(۲) عورت کے لیے بغیر شرعی عذر کے بال کٹوانا جائز نہیں ہے چاہے پردے کی پابندیوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر ہو یا بے پردگی کے ساتھ ہو البتہ کسی عذر شرعی کی وجہ سے مثلاً بالوں کے سروں میں شاخیں نکل آئیں جس کی وجہ سے بالوں میں گرھیں پڑ جائیں تو ایسی مجبوری میں بالوں کو اس طرح معمولی تراشنا کہ بالوں کی شاخیں ختم ہو جائیں اس کی گنجائش ہے۔ (الاشباہ والنظائر ۲/۱۷۰، الدر المختار ۵/۴۸۸)

(۳) کالا خضاب منع ہے اس کے علاوہ کوئی بھی رنگ یا مہندی استعمال کرنا جائز ہے اور کنٹیکٹ لینز بھی لگوانا جائز ہے بشرطیکہ بطور فیشن کے نمائش کے لیے نہ ہو۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بیوی کو پردے کی تلقین کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے﴾

سوال: مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا علم ہوا ہے اب ہم سب کا فرض ہے کہ اللہ کے اس حکم کی تعمیل کریں اور اپنے عزیز واقارب، ماں باپ، بہن بھائی، دوست بلکہ خاص طور پر اپنی بیوی بچوں کو اس کی دعوت دیں بیشک ہم ان پر زبردستی عائد نہ کریں چونکہ ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

بیوی کو کہاں تک نیکی کا حکم اور برائی سے بچنے کا حکم دے سکتے ہیں میری بیوی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ

آہستہ آہستہ اپنے آپ کو تبدیل کرے گی مگر ہماری شادی کو سات ماہ ہوئے ہیں اور اس کی نمایاں تبدیلی نہیں آئی چونکہ اس کے دیگر بہن بھائی ماں باپ اور رشتہ داروں نے زیادہ متاثر ہے۔ میں اس کو پردہ کی تلقین کرتا ہوں مگر میرے رشتہ دار اس کو کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں سخت مایوس ہوں۔ میری نصیحت وصیت کے باوجود کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی مجھے بتائیں کہ میں کس حد تک جا سکتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ سختی کروں اور وہ کس حد تک؟

جواب: بیوی کو پردہ کروانا آپ کی ذمہ داری ہے اس کو پہلے پیار و محبت سے سمجھائیں اور پردہ سے متعلق احکامات سے اس کو آگاہ کریں اور بے پردگی کے نقصانات اور اس پر ہونے والے عذاب سے مطلع کریں اگر وہ پھر بھی نہ مانے تو آپ اس پر مناسب طریقے سے سختی بھی کر سکتے ہیں۔

"یاایھا الذین قوا انفکسم واھلیکم نارا" الایۃ التحریم۔

لا ترفع عنھم عصاك ادباً (الحدیث)(رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿سادہ کاغذ کے ٹکڑوں اور مقدس اوراق کو ضائع کرنا﴾

سوال: (۱) کاغذوں کے ٹکڑے پھاڑ کر ڈسٹ بن میں پھینکنے کے متعلق کیا حکم ہے چونکہ قرآن وسنت کی اشاعت کے لیے کاغذ بنیادی پوزیشن کا حامل ہے۔

(۲) وہ کاغذ کے ٹکڑے جن پر کوئی قرآنی آیت یا متبرک الفاظ لکھے ہوں ان کو ٹھکانے لگانے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب: (۱،۲) کاغذ کے ٹکڑے جن پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام یا قرآن مجید کی آیت مبارکہ یا حدیث شریف کے الفاظ نہ ہوں تو ان کو پھاڑ کر ڈسٹ بن میں پھینکنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ وہ کاغذ کے ٹکڑے جن پر کوئی قرآنی آیت یا حدیث شریف کے الفاظ یا اللہ تعالیٰ اور انبیاء و ملائکہ کے نام لکھے ہوئے ہوں تو ان کو پھاڑ کر پھینکنا جائز نہیں ہے ان کو ٹھکانے لگانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ میں جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو دفن کر دیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ ایسے طریقے سے دفن کیا جائے کہ ان پر مٹی نہ پڑے اور یہ صورت بھی اختیار کی جا سکتی ہے کہ ان کے ساتھ وزنی پتھر باندھ کر سمندر یا دریا میں احتیاط سے ڈال دیا جائے تاکہ وہ تہہ میں چلے جائیں۔

(فی الدر المختار علی ھامش رد المختار ۶/۴۲۲)

الکتب التی لاینتفع بھا یمحی عنھا اسم اللہ و ملئکتہ ویحرق الباقی ولابأس بان تلقی فی

ماء جار کما هی او تدفن وهو احسن کما فی الانبیاء۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿تکمیل قرآن مجید پر سورۃ والناس کے بعد اولٰئِکَ ھُمُ الْمفلحون تک پڑھنا﴾

سوال: آپ حضرات سے گذارش ہے کہ تکمیل قرآن پاک کا مسنون طریقہ بیان فرمادیں۔

جواب: تکمیل قرآن کریم کے طریقے سے اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر ختم کرنے کا کیا طریقہ ہے تو اس کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ قرآن مکمل کر کے دوبارہ شروع کر دینا چاہیے یعنی جب بھی قرآن کریم ختم ہو دوبارہ شروع کر دیا جائے۔

حدیث شریف میں اسکو افضل عمل قرار دیا گیا ہے اسی بناء پر ہمارے ہاں بھی یہ طریقہ معروف ہے کہ قرآنِ کریم مکمل پڑھنے کے بعد دوبارہ ابتداء (سورۃ فاتحہ) سے مفلحون تک پڑھ دیا جاتا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ختم کر کے اسی پر اکتفاء نہیں ہوگا بلکہ دوبارہ اسی طرح قرآن کریم پڑھا جائے گا البتہ صرف اسی عمل کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ با قاعدہ دوبارہ قرآن کریم کو پڑھا بھی جائے۔

اس مذکورہ طریقہ کے بارے میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاتقان'' میں سنن دارمی کی ایک روایت نقل فرمائی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تو سورۃ بقرہ سے مفلحون تک ساتھ ہی پڑھتے اور اس کے بعد ختم قرآن کی دُعا فرماتے تھے۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿مرد کے لیے سفید سونے، چاندی اور پلاٹینم کی انگوٹھی استعمال کرنے کا حکم﴾

سوال: کیا سفید سونا یا پلاٹینم کی انگوٹھی اسلام میں مرد کے لیے جائز ہے اور یہ کہ کیا اس کے وزن کی تو کوئی حد مقرر نہیں؟

جواب: سوائے چاندی کے باقی ہر قسم کی دھات کی انگوٹھی مرد کے لیے ناجائز ہے اور چاندی کی بھی ایک مخصوص مقدار تک (یعنی ساڑھے چار ماشہ تک) جائز ہے اس سے زائد ناجائز ہے۔ لہٰذا پلاٹینم کی انگوٹھی جائز نہیں ہے۔

(ردالمختار ۳/۱۴۱، ۵/۲۵۳، ۵/۲۵۵)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿(۱)ویزا خرید کر کسی کو اجرت پر ملازم رکھنا﴾

﴿(۲)ذاتی استعمال کے لیے انٹرنیٹ لائن کے ذریعے لوگوں کو فون کرنا﴾

سوال: زید نے گیارہ ہزار روپے کا ایک ویزا خرید کر اس پر ایک شخص کو بلایا، نیز دیگر مصارف برداشت کر کے اس کے واسطے انٹرنیٹ کے ذریعے لوگوں کو فون کرانے کا ذریعہ معاش مہیا کیا لیکن جس کمپنی کے ذریعے انٹرنیٹ کے ساتھ الحاق ہوا وہ قانوناً اس ذریعہ معاش کو جرم قرار دیتی ہے، کیوں کہ اس صورت میں اس کا یہ نقصان ہے کہ لوگ انٹرنیشنل فون کے بجائے انٹرنیٹ کے ذریعے فون کے سستا ہونے کی وجہ سے انٹرنیٹ فون کو ترجیح دیں گے، تاہم زید کا یہ کہنا ہے کہ وہ کمپنی کو براہ راست کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا ہے کیوں کہ جو چارج کمپنی نے زید پر لاگو کیا ہے کہ ہر ماہ اس کو مبلغ تین سو ریال بل جمع کرنا ہے خواہ وہ ۲۴ گھنٹے اس کو استعمال کرتا رہے یا وہ اس کو بالکل نہ کرے، وہ اس کو ادا کرتا ہے اور فون کرانے کے لیے کارڈ وہ دیگر کمپنیوں سے خریدتا ہے کہ جن کو بذریعہ انٹرنیٹ استعمال کر کے وہ فون کراتا ہے، تو اس صورت میں وہ مذکورہ کمپنی سے انٹرنیٹ کے استعمال کا اپنا حق تو وصول کرتا ہے لیکن وہ اس کو براہ راست کوئی نقصان نہیں پہنچاتا ہے علاوہ ازیں یہ ذریعہ معاش اس قدر عام ہو چکا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق اکثر لوگ (قطر) میں انٹرنیٹ کے ذریعے فون کرنے کے عادی ہو چکے ہیں صورت مسئولہ میں چند امور دریافت طلب ہیں:

(۱) زید کا کسی کے لیے ویزا خریدنا اور دیگر مصارف برداشت کرنا اور پھر اس کو اجرت پر رکھ کر نفع حاصل کرنا۔

(۲) مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ذاتی استعمال کے لیے حاصل کردہ انٹرنیٹ لائن کے ذریعے لوگوں کو فون کرانا۔

جواب: (۱) زید کے لیے ویزا حاصل کر کے کسی شخص کو ویزے پر اپنے پاس بلانا اور متعینہ اجرت پر اس کو اپنے پاس کام کرنے کے لیے رکھنا جائز ہے۔

(۲) مذکورہ کمپنی اگر واقعی بذریعہ انٹرنیٹ فون کے عام استعمال کو جرم قرار دیتی ہے اور ان کے ساتھ کیے جانے والے معاہدہ میں ان تمام باتوں کا التزام کیا گیا ہے تو زید کے لیے اس سہولت کو معاہدہ کے خلاف استعمال کرنا درست نہیں اور اگر کمپنی کی طرف سے ایسی کوئی پابندی نہیں تو پھر اس استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿بال جڑنے یا جھڑنے کی وجہ سے داڑھی منڈوانا﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ مذکورہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی داڑھی میں بیماری لگ گئی اور بال جڑتے جا رہے ہیں ادویہ وغیرہ سے علاج نہ ہوا اب ڈاکٹر حضرات اس کو کاٹنے کا حکم دیتے ہیں تا کہ بیماریاں نکل سکیں اور بیماری پھیل نہ جائے آیا اس شخص کے لیے داڑھی کاٹنا جواز رکھتا ہے جب کہ داڑھی کو علاج کی خاطر شیو کیا جا رہا ہے۔

جواب: مرد کے لیے ایک مشت (مٹھی) کے برابر داڑھی رکھنا واجب اور ضروری ہے اور کترواکر اس مقدار سے کم کروانا یا بالکل منڈوانا جائز نہیں ہے چنانچہ محض اس بنا پر کہ بال جڑنے لگے ہیں یا جھڑنے لگے ہیں اور داڑھی کو مونڈ دینا جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر داڑھی کے بال ایک مٹھی سے زائد ہوں تو زائد بال کٹوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(ولا باس بنتف الشعب وأطراف اللحيته والسنة فيها القبضة) وفي الشامي وهو أن يقبض الرجل لحيته منها زاد منها على قبضة قطعه كذا ذكر محمد في كتاب الآثار عن الامام وبه ناخذ محيط۔ (الردالمحتار مع الدرالمختار ۵/ ۲۸۸)

ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته والمعنى المؤثر التشبه بالرجال انتهى۔ (ایضاً)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿اسٹیٹ لائف کمپنی میں کمیشن ایجنٹ بننا﴾

سوال: براہ مہربانی قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب دیں میں لائف اسٹیٹ کمپنی میں کمیشن ایجنٹ ہوں میں ایک عرصہ دراز سے یہ کام کر رہا ہوں مجھے جو تنخواہ ملتی ہے وہ کمیشن کی مد میں سے ملتی ہے۔ پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ میرا اسٹیٹ لائف کی کمپنی میں کام کرنا کیسا ہے اور میری تنخواہ حلال ہوگی یا حرام ہوگی؟

جواب: اسٹیٹ لائف کمپنی کا کاروبار سود پر مبنی ہے کیونکہ بیمہ کروانے والے لوگ کمپنی کو جو رقم دیتے ہیں وہ قرض ہوتا ہے پھر کمپنی اس قرض پر زائد رقم ادا کرتی ہے جو سود ہے اور اس کو منافع سے تعبیر کیا جاتا ہے اور بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ زائد رقم اس تلف شدہ چیز کا عوض ہے حالانکہ درحقیقت یہ اس ماہانہ یا سالانہ دی جانے والے رقم کا معاوضہ ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ کمپنی کو کسی کے مال کے محض ضائع ہونے سے کیا نفع و نقصان ہوسکتا ہے؟ چنانچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ کمپنی حاصل ہونے والے قرض پر زائد رقم ادا کرتی ہے جو کھلم کھلا سود ہے اسی طرح بیمہ کاروبار مشروط بالشرط ہوتا ہے اور قرض مشروط حرام ہے۔

جو کمیشن ایجنٹ (دلال) اس کمپنی میں ملازمت اختیار کر کے لوگوں کو اس سودی معاملے کے لیے تیار کرتے ہیں ان کی تنخواہ کمپنی اسی سودی معاملات سے حاصل ہونے والی آمدنی سے ادا کرتی ہے نیز یہ کمیشن ایجنٹ ایک حرام اور ناجائز کام میں معاون و مددگار بنتے ہیں۔ حالانکہ گناہ کے کام میں معاونت کرنا خود ناجائز ہے۔

لہٰذا اسٹیٹ لائف کمپنی کا کاروبار حرام و ناجائز ہے اسی طرح اس کمپنی میں ملازمت کرنا اور اس ملازمت کی تنخواہ لینا بھی حرام و ناجائز ہے۔

(۱) یاایها الذین امنوا لا تاکلو الربوا اضعافاً مضٰعفه ...... الخ۔ (الایہ پارہ نمبر۴، رکوع نمبر۵)

(۲) وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (الایہ پارہ۶ المائدہ)

(۳) "وحرم الربوا" والمعنی ان اللّٰه حرم الزیادة فی القرض علی القدر المرفوع۔

(مظہری ص۲۹۹ ج۱)

(۴) الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بیدا فمن زاد او استزاد مقدار بی الاخذ والمعطی فیه سواء (رواہ مسلم، مشکوۃ۱/۲۴۴)

(۵) کل قرض جرنفعا فهو ربوا۔ (شامی۵/۲۴۴)

(۶) کل قرض جر نفعا حرام ای اذا کان مشروطا کما علم ممانقله عن البحر۔

(ایضاً۵/۱۶۹)

(۷) "قال الامام طاهر بن عبدالرشید البخاریؒ: وفی کفالة الاصل فی الباب الاخیر القرض بالشرط حرام والشرط لیس بلازم"۔ (خلاصۃ الفتاوی۳/۵۴) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿جعلی سند یا ڈگری پر نوکری اور اس کی کمائی کا حکم﴾

سوال: جعلی سند یا ڈگری کی بنیاد پر لوگ نوکری حاصل کر لیتے ہیں اور یہ معاملہ عام ہوتا جا رہا ہے کیا ایسا کرنا حرام نہیں ہے؟

جواب: جعلی سند یا ڈگری کے ذریعے کسی عہدہ پر فائز ہونے میں دھوکہ دہی اور خیانت کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور شریعت مطہرہ میں دھوکہ دہی اور خیانت کا ارتکاب کرنے پر سخت وعید سنائی گئی ہے اور پھر اگر اس جعلی سند کے ذریعے آپ نوکری یا عہدہ حاصل کرنے والا شخص اس عہدہ و نوکری کا اہل اور اس کی ذمہ داریاں نبھانے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا تو اس کے لیے اس منصب پر قائم رہنا اور اس آمدنی استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ شخص واقعتاً اس عہدہ کے فرائض منصبی ادا کرنے کا اہل تھا اور ادا بھی کرتا ہے تو اس کے لیے وہ نوکری کرنا اور اس

کی آمدنی استعمال کرنا درست ہے لیکن اس صورت میں بھی جعلی سند کے استعمال کی وجہ سے خیانت اور دھوکہ کا گناہ ہوگا جس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

(۱) ان اللّٰہ یأمرکم ان تؤدوا الامنت الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل، ان اللّٰہ نعما یعظکم بہ ان اللّٰہ کان سمیعا بصیرا۔ (النساء۵۸)

(۲) لا ایمان لمن لاامانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ (الحدیث: رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(۳) اذا وسد الأمرالی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ۔ (رواہ البخاری فی کتاب العلم جلدا)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿کریڈٹ کارڈ کا شرعی حکم﴾

سوال: مفتی صاحب مسئلہ یہ ہے کہ بنک والوں نے جو کریڈٹ کارڈ کی سہولت دے رکھی ہے اس کے بارے میں دین کیا کہتا ہے۔

☆ اگر ہم کریڈٹ کارڈ کے ذریعے شاپنگ کرتے ہیں تو دکاندار مشین چارجز کے نام پر کل رقم کا اڑھائی فیصد وصول کرتا ہے بنک ہمیں رقم لوٹانے کے لیے 52 دن کی مہلت دیتا ہے اگر ہم مقررہ دنوں میں رقم جمع کروا دیتے ہیں تو بنک ہم سے برائے نام اضافہ رقم (مثلاً 1000 روپے کی خریداری پر تقریباً چار یا پانچ روپے جو کہ صارف سے طے شدہ ہیں) وصول کرتا ہے اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ کیا یہ سود کے زمرے میں آتا ہے اس ضافی رقم کو بنک ''سروس چارجز'' کا نام دیتا ہے۔

☆ اس کے علاوہ اگر ہم کوئی چیز 1000 روپے میں خریدتے ہیں تو مندرجہ بالا صورت کے علاوہ ہمیں یہ بھی سہولت دی جاتی ہے کہ ہم یہ پیسے قسطوں میں جمع کروادیں اس صورت میں بنک ہم سے اضافی رقم کا مطالبہ کرتا ہے جسے صارف اپنی آسانی اور سہولت کے پیش نظر ادا کر دیتا ہے (مثلاً 1000 کی جتنی زیادہ قسطیں کروائیں گے اضافی رقم اسی حساب سے بڑھتی جائے گی)

☆ اگر ہم کریڈٹ کارڈ پر نقد رقم وصول کرتے ہیں تو اس پر بھی ہمیں پہلے سے طے شدہ اضافہ رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔

☆ میں نے کسی سے پوچھا تھا تو انہوں نے مثال کے ذریعے بتایا تھا کہ ہم کو گھروں کا بجلی کا بل، پانی کا بل، گیس کا بل، ٹیلیفون کا بل جو آتا ہے اگر ہم مقررہ وقت پر بل جمع نہ کرائیں تو اس پر بھی ہمیں جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے تو یہ جرمانہ کس زمرے میں آتا ہے۔ حالانکہ یہ طے شدہ نہیں ہوتا کہ ہمیشہ 500 روپے کے بل پر جرمانہ 50

روپے ہی ہوگا۔ جرمانے کی رقم میں کمی یا زیادتی ہوتی رہتی ہے جو صارف کے علم میں بل آنے پر آتا ہے۔ اگر معاملات طے کرنے کی بات ہے تو جو سوئی گیس، واپڈا وغیرہ بلوں کے جرمانے طے شدہ نہیں ہوتے اس پر آپ کیا کہیں گے۔ اگر ہم قسطوں پر کوئی سامان لیتے ہیں تو اس چیز کی جو قسط ہوتی ہے اس کے بارے میں دکاندار سے طے ہوتا ہے کہ وہ اس چیز پر ہم سے اتنے پیسے وصول کرے گا یہ اضافی رقم کس مد میں شمار ہوگی۔

(مثلاً ایک موٹر سائیکل دکاندار نقد -/50,000 روپے میں فروخت کرتا ہے لیکن اگر وہی موٹر سائیکل ہم قسطوں پر خریدیں تو وہ اس کی قیمت -/65,000 روپے وصول کرتا ہے) برائے مہربانی اس مسئلے پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

جواب: کریڈٹ کارڈ کے حوالے سے حکم شرعی میں یہ تفصیل ہے کہ چونکہ کریڈٹ میں ابتداء ہی سے قرض پر سود کا معاہدہ ہوتا ہے اور ایک متعینہ مدت کے بعد سود چارج ہونا شروع ہو جاتا ہے اس لیے عام حالات میں کریڈٹ کارڈ خریدنا اور اسے استعمال کرنا شرعاً درست نہیں ہے، البتہ اگر کسی شخص کیلئے کریڈٹ کارڈ کا استعمال ناگزیر ہے جیسا کہ بعض ممالک میں کریڈٹ کارڈ ہی استعمال ہوتا ہے اور کریڈٹ کارڈ کے علاوہ لین دین میں غیر معمولی مشکلات پیش آتی ہیں تو اس صورت میں اس شخص کیلئے کریڈٹ کارڈ لینا اور اس کو استعمال کرنے کی اس شرط کے ساتھ گنجائش ہے کہ وہ متعینہ مدت سے پہلے پہلے تمام بلوں کی ادائیگی لازماً کردے تاکہ سود کی ادائیگی نہ کرنی پڑے۔

☆ کریڈٹ کارڈ کے اجراء پر کارڈ ہولڈر سے سروس چارجز لینا درست ہے۔ اسی طرح دوکاندار کیلئے مشین کے چارجز لینا بھی درست ہے۔

☆ بروقت ادائیگی نہ کرنے پر اضافی رقم بلاشبہ سود ہے اور ناجائز ہے۔

☆ کریڈٹ کارڈ سے نقد رقم ڈرا کروانا شرعاً جائز نہیں۔

(کریڈٹ کے حوالے سے مذکورہ تفصیل سے آپ کے تمام سوالات کے جوابات ہوگئے)۔

قسطوں پر خرید وفروخت میں ادھار کی وجہ سے چیز کی جو قیمت بڑھائی جاتی ہے وہ سود نہیں ہے قیمت ہی کا حصہ ملا کر جائز ہے بشرطیکہ ایک مرتبہ قیمت طے ہونے کے بعد اس میں کمی زیادتی نہ کی جائے اور ادائیگی بروقت نہ کرنے پر کوئی جرمانہ عائد نہ کیا جائے اور ادھار کی مدت بھی متعین ہو جائے۔ ....واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

﴿بغیر ضرورت کے لاؤڈ سپیکر کو استعمال کرنا اور کسی کا حق بات سن کر ناراض ہونا﴾

سوال: ٹی وی پر ایک مشہور عالم جاوید احمد غامدی کو سنا جو کہ اس بات کا جواب دے رہے تھے کہ کسی مولوی

صاحب نے رات کو سپیکر پر نعت پڑھی جس سے محلّہ داروں کو بڑی تکلیف پہنچی اور انہوں نے کہا کہ ایسا کام جس سے دوسروں کو تکلیف ہو کبیرہ گناہ ہے سوال یہ ہے کہ ان کا ایسا کہنا کہاں تک صحیح ہے؟ علاوہ ازیں سچی بات کسی سے کی جائے تو بھی تو سننے والوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے تو کیا یہ بھی کبیرہ گنا ہے؟ ایک شیعہ آدمی نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام انبیاء سے افضل ہیں تو میں نے جواب میں کہا کہ قرآن میں صاف لکھا ہے کہ نبی جس کے نام قرآن میں لکھے گئے ہیں باقی سب سے افضل ہیں اور صرف نبی کو ہی نبی پر فضیلت ہوتی ہے اسی طرح میں نے کہا کہ آپ لوگوں پر علماء کفر کے فتوے لگاتے ہیں آپ کو کیا اس بارے میں کوئی سوچ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہے اور یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ سے اپنے واسطے کا انکار کر دیں گے تو پتہ نہیں کچھ ناراض سے لگنے لگے لیکن بعد میں ٹھیک ہو گئے۔ تو کیا اس طرح سے میں نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اور مجھے ان سے معافی مانگنی چاہیے کیونکہ لگتا ہے کہ ان کو میرا اس طرح صاف صاف اور تیز لہجے میں کہنا اچھا نہیں لگا۔

جواب: لاؤڈ سپیکر میں بلند آواز سے کچھ بھی پڑھنا جس سے لوگوں کے آرام میں خلل آئے اور بیمار مریض لوگوں کو تکلیف اور پریشانی ہو گناہ ہے اور اس گناہ کا سبب یہ نہیں کہ ان کو حق سنایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے وہ ناراض ہو رہے ہیں (جیسا کہ سائل کو اشتباہ ہو گیا ہے) بلکہ اس کا سبب بلا وجہ آواز کو بلند کرنا ہے جس سے اہل محلّہ کو تکلیف ہوتی ہے ان کے سکون میں خلل آتا ہے رہی یہ بات کہ کوئی انسان حق بات سن کر ناراض ہونے لگے تو یہ کسی قسم کا گناہ نہیں ہے بلکہ اگر نیت خالص ہو تو حق سنانے پر اللہ تعالیٰ اجر و ثواب عطا فرمائیں گے بشرطیکہ حق سنانے کا طریقہ بھی درست ہو، جب کہ لاؤڈ سپیکر میں بلند آواز کے ساتھ پڑھنا لوگون کے آرام اور سکون میں خلل انداز ہونے کی وجہ سے اپنی بات کو غلط طریقہ سے سنانا ہے اس وجہ سے یہ جائز نہیں ہے۔

(المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (الحدیث)

(الردالمختار ۱/۴۳۶)

............واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿میڈیکل انشورنس کروانا﴾

سوال: میں ایک غیر اسلامی ملک میں رہتا ہوں اور ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتا ہوں میں جس کمپنی میں ملازم ہوں وہ کمپنی اپنے ملازمین کو میڈیکل انشورنس کرواتی ہے اور اس کی رقم بھی کمپنی کے ذمہ ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) البتہ بچوں کی میڈیکل انشورنس ملازم کو خود سے کروانی پڑتی ہے کیا اس کی گنجائش ہے؟

جواب: (۱) اگر آپ کی کمپنی نے اپنے طور پر آپ کی میڈیکل انشورنس کروائی ہے (جیسا کہ سوال سے واضح

ہے)اوراس میں آپ کو اپنی جانب سے کچھ بھی نہیں ادا کرنا پڑا، بلکہ ساری رقم کمپنی نے اپنی جانب سے ادا کی ہےتو آپ کے لیےاس بات کی گنجائش ہے کہ آپ اس انشورنس کی بنیاد پر کسی بھی ڈاکٹر سے اپنا علاج کروائیں بالخصوص ایسے ممالک میں جہاں علاج معالجہ کے اخراجات اس قدر زیادہ ہیں جہاں دو چار دفعہ ہسپتال میں جانے سے بیمار آدمی کا دیوالیہ نکلنے کے قریب ہوجاتا ہے۔

(۲) بچوں کی میڈیکل انشورنس چونکہ آپ کو براہِ راست کروانی پڑے گی، اس وجہ سے اس سے احتیاط ہی کرنا بہتر ہے، اگرچہ بعض علماء نے علاج معالجہ کے حد سے زیادہ مہنگا ہونے کی صورت میں دارالحرب میں میڈیکل انشورنس کے جائز ہونے کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا ہے تاہم اسمیں چونکہ براہِ راست میڈیکل انشورنس کروانا پڑتی ہے اوراس میں دوسرے علماء کرام کی رائے مختلف ہے اس وجہ سے اس جیسی صورتحال میں احتیاط کرنا ہی بہتر ہوگا۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مردوں کے لیے تلہ کے جڑاؤ والے جوتے پہننا﴾

سوال: کیا تلہ کے جڑاؤ جوتے مردوں کے لیے درست ہیں؟

جواب: موجودہ دور میں استعمال کیا جانے والا تلہ سونے اور چاندی سے نہیں بنایا جاتا، بلکہ بعض دھاگوں کو مخصوص رنگ دے کر سونے اور چاندی جیسی رنگت پیدا کی جاتی ہے یا سونے اور چاندی کا پانی چڑھایا جاتا ہے، اس طرح کی صورتحال میں مردوں کے لیےاس کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ اس طرح کے جوتے پہننے میں نمود اور فخر وتکبر نہ ہو۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)

﴿جانداروں کے مجسمے یا تصویر پر مشتمل کھلونے بیچنا﴾

سوال: بازار میں کھلونے ہوتے ہیں جو کہ مختلف جانوروں کی شکلیں ظاہر کرتے ہیں مثلاً ریچھ، شیر، گائے وغیرہ کیا شرعی حیثیت سے یہ درست ہے؟ اوراگر ایسے کھلونے گھر میں موجود ہوں تو وہاں نماز پڑھنا درست ہوگا؟

جواب: جانوروں کی شکلوں کے مطابق بنائے گئے کھلونے بیچنا شرعاً درست نہیں ہے اور ایسے کھلونوں کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ ایسی جگہ نماز پڑھنے کا اہتمام کریں کہ جہاں سامنے کسی جاندار کی تصویر نہ ہو۔

ولا بأس بان يصلى على بساط فيه تصاوير لان فيه استهانة بالصور ولا يسجد على التصاوير .... ويكره ان يكون فوق رأسه فى السقط وبين يديه او بحذائه تصاوير او صورة

معلّقة ...... الخ۔ (الھدایۃ ۱/۱۲۶ باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿ضرورت کے وقت اسقاطِ حمل کا حکم﴾

سوال: کیا شریعت کی رو سے اسقاطِ حمل جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بلا عذر معتبر اسقاطِ حمل ناجائز ہے البتہ اگر کوئی شدید عذر ہو مثلاً کوئی دیندار ماہر طبیب یہ بات کہہ دے کہ اگر حمل باقی رہا تو عورت کی جان یا کوئی عضو ضائع ہونے کا قوی خطرہ ہے تو اس صورت میں چار ماہ سے قبل اسقاطِ حمل کی گنجائش ہے۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿نماز میں موبائل بند کرنا﴾

سوال: اگر نماز کے دوران موبائل فون کی گھنٹی بجتی ہے تو وہ نماز کی ادائیگی کے دوران موبائل فون بند کر دیتے ہیں ان حالات میں نماز کا کیا حکم ہوگا؟ کیا ایسا کرنا جائز ہے یا یہ ایک مکروہ عمل ہے؟

جواب: نماز میں موبائل کی گھنٹی بجنے کی صورت میں ایک ہاتھ سے سکرین کو دیکھے بغیر اگر موبائل کو بند کر دیا جائے تو اس کی گنجائش ہے اس سے نماز فاسد یا مکروہ نہیں ہوگی۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿علماء حق کے خلاف ہرزہ سرائی کا حکم﴾

سوال: میں ایک انسان کو جانتا ہوں جو علماءِ کرام کی اہمیت سے واقف ہونے کے باوجود حضرات علماء کرام کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں اور اکثر اوقات تو انہیں (علماء کرام کو) برے القابات سے نوازتے ہیں۔ معدودے چند افراد کی وجہ سے وہ تمام حضرات علماء کرام اور مشائخ عظام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ اور مجلس احرار اسلام سمیت اہل حق کی سربراہی میں چلنے والی تمام جماعتوں کے قائدین کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں۔ آجکل امام کعبہ حضرۃ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس آئے ہوئے ہیں۔ اوران کے بارے میں بھی انہوں نے نازیبا الفاظ کہے ہیں۔

میرے آپ سے سوالات یہ ہیں کہ:

(۱) ایسے شخص کے متعلق احکامِ شریعت کیا ہیں؟

(۲) ایسے شخص کی زندگی پر اس ہرزہ سرائی کا کیا اثر پڑتا ہے اور آخرت میں اس عمل بد کا کیا انجام بھگتنا

پڑے گا؟

(۳) کیا ایسے شخص کولب کشائی علماء کے خلاف کرتے رہنا چاہیے؟

(۴) کیا ایسے شخص کے کاروبار میں برکت رہتی ہے؟

جواب: دین اسلام کی بقاء کا رازعلم دین کے بقاء میں مضمر ہے چنانچہ دشمنانِ اسلام روزِاول سے ہی علم دین کے خلاف ہیں اورحضرات علماء کرام اوراہل علم چونکہ اس راستے میں رکاوٹ ہیں لہٰذا ایسے عناصر کی ہرزہ سرائیاں اہل علم کوبھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔

جہاں تک ایک مسلمان کاتعلق ہے تو یہ بات اس کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اہل علم دین کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالے کہ جن اہل علم کی فضیلت قرآن وحدیث میں جگہ جگہ بیان ہوئی ہے مثلاً:

(۱) انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء (فاطر۲)

اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

(۲) یرفع اللّٰہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (المجادلہ۱۱)

اللہ تعالیٰ تم مین سے مومنوں اورجن کوعلم ہواہے درجات بلند کرے گا۔

(۳) قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (الزمر۹)

آپ فرمادیجیے بھلاعلم والےاورجہل والے بھی برابر کہیں ہوئے ہیں؟

اسی طرح ذخیرہ احادیث بھی اس طرح کی احادیث سے بھراہواہے۔

(۴) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اسے دین کی سوجھ بوجھ عطافرمادیتے ہیں۔(رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا: دنیاملعون ہے اورجوکچھ دنیامیں ہے وہ بھی ملعون ہے۔مگراللہ کا ذکراس کا ذاکر(ذکرکرنے والا)،عالم اورطالب علم اس سے مستثنیٰ ہیں۔(رواہ الترمذی،۲۳۲۳وقال حدیث حسن)

(۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد(غیر عالم)پرایسی ہے جیسے کہ میری تمہارے عام مسلمان پر۔(ایضاً)

(۷)عالم کے لیے آسمانوں اورزمین کی مخلوق حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

عالم کی فضیلت عابد پرایسی ہے جیسی چاند کی تمام ستاروں پراورعلماء انبیاء کے وارث ہیں۔

(رواہ الترمذی ۲۶۸۳،وابوداؤد ۳۶۴۱)

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ ہر دور میں علماء حق کے ساتھ ساتھ دنیا میں علماء سواور علماء باطل بھی رہے ہیں۔ یہ علماء سو دین کی حفاظت کے بجائے بے دینی پھیلانے کا ذریعہ بنتے ہیں اور ان کا بہترین مشغلہ حکومت وقت کی ہر ناجائز بات اور ہر ظلم و زیادتی کو عین اسلام اور دین قرار دینا ہوتا ہے اس لیے اگر کوئی شخص ایسے علماء سو کے خلاف کوئی ایسی بات کرتا ہے کہ جس سے مقصود محض دل کی بھڑاس نکالنا نہیں ہے بلکہ لوگوں کو اس کے فتنہ سے بچانا مقصود ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

کہیں اگر کوئی علماء حقہ یا مطلقاً علماء اور اہل علم و دین کو برا بھلا کہتا ہے کہ سب کے سب دیندار اور اہل علم ایسے ایسے ہیں تو اس کا یہ عمل گناہ اور ناجائز ہے اس عمل سے توبہ واستغفار لازم ہے ورنہ ایسے شخص کے حق میں کفر کا اندیشہ ہے۔

من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر"۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ۴/ ۳۸۸ کتاب الفاظ الکفر)

یخاف علیه الکفر کذا فی الخلاصة اذا شتم عالما اوفقیها غیر سبب۔ (ھندیۃ ۲/ ۲۷۰)

ومنها مایتعلق بالعلم والعلماء سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ (رواہ الترمذی ۲/ ۱۹ اباب ماجاء فی الشتم)

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿بذریعہ انٹرنیٹ بے وضو تلاوتِ قرآن کا حکم﴾

سوال: آپ کی ویب سائٹ پر تفسیر عثمانی پڑھ کر بڑی تقویت حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ اس پر محنت کرنے والوں پر اپنی خاص رحمت فرمائے اور دونوں جہانوں میں سرخروئی عطا کرے۔ میں عام طور پر قرآن تفسیر عثمانی کے ساتھ گذشتہ دس سال سے پڑھ رہا ہوں اور اس کے نتیجے میں اب تقریباً نوے فیصد قرآن کے معنی مجھے آتے ہیں میرا یہ معمول رہا ہے کہ رمضان شریف کی تراویح میں جو قرآن پڑھا جاتا ہوتا ہے وہ میں گھر سے تیاری کر کے جاتا ہوں۔ آج میں نے ویب سائٹ پر جب تفسیر عثمانی دیکھی تو اس کا کچھ حصہ پڑھا مگر مجھے اس میں کچھ ہچکچاہٹ اور بے چینی سی محسوس ہوئی چونکہ ایک تو میں نے وضو نہیں کیا تھا دوسرے میں نے اصل قرآن اپنے سامنے نہیں رکھا ہوا تھا کیا اس طرح سے بغیر وضو اور اصل قرآن سامنے نہ رکھ کر تلاوت کر لینا درست ہے؟

جواب: زبانی یا انٹرنیٹ پر قرآن پاک کو بے وضو پڑھنا جائز ہے البتہ اصل قرآن پاک کے نسخہ کو بے وضو کی حالت پکڑنا جائز نہیں ہے البتہ ادب کا تقاضا یہی ہے کہ قرآن پاک کو ہر حالت میں باوضو ہی پڑھا جائے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿سمندری جانور حلال یا حرام﴾

سوال: سمندری جانوروں میں سے کون کون سے جانور حلال ہیں اور کون سے حرام ہیں نیز جھینگے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سمندری جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے اس کے سوا تمام جانور حرام ہیں جھینگا کو بھی چونکہ عرف میں مچھلی ہی کہا جاتا ہے اس لیے یہ حلال ہے۔(ردالمحتار ۵/۲۰۶،۳۱۶) ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿غیر مسلم ممالک کی مصنوعات کا حکم﴾

سوال: ہم کچھ لوگ ہانگ کانگ میں رہتے ہیں ہم کچھ مسائل کا جواب چاہتے ہیں۔

(مسئلہ۱) فروزن گوشت (Frozen Meat) جس میں مرغی کا گوشت، گائے کا گوشت، بکری کا گوشت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فروزن گوشت عموماً برازیل، آسٹریلیا یا ڈنمارک کا ہوتا ہے جس پر حلال کا لیبل (مارکہ) لگا ہوتا ہے کیونکہ یہ غیر مسلم ممالک ہیں اس لیے اس گوشت کا حلال ہونا مشکوک لگتا ہے آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(مسئلہ۲) ہمارے ہاں ہر قسم کی بیکری آئٹم مثلاً بریڈ، کیک، پیسٹری، بسکٹ میں کچھ نہ کچھ ایسے Emulsifiers ہوتے ہیں جو بحیثیت مسلمان ہم استعمال نہیں کر سکتے ہماری تحقیق کے مطابق بیکرز بھی عموماً جانوروں کی چربی کا تیل استعمال کرتے ہیں کیا مذکورہ چیزیں قابل استعمال ہیں جب کہ ویسٹرن کلچر میں ہر چیز میں شراب کا استعمال عام ہے چاہے کوئی بھی چیز بنائی جائے۔

(مسئلہ۳) اسی طرح ہمارے بھی یہی حالت ہے اس میں بھی Emulsifier-471 ہوتا ہے جس میں Glycerin & Fatty Acid اور Animal Origin ہوتے ہیں ڈبے کے اوپر E-471 لکھا ہوتا ہے جس سے یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ اس میں Origin ہے اس کا استعمال کیسا ہے؟

واضح رہے کہ ویسٹرن کلچر میں ہر چیز میں شراب کا استعمال عام ہے جس طرح ہمارے ہاں ہر کھانے کی چیز میں پانی کا استعمال ہوتا ہے۔

جواب: (۱) تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مذکورہ ممالک سے درآمد کیے جانے والے گوشت پر حلال کا لیبل قابل اعتماد نہیں ہے ان لوگوں کے ذبح کا طریقہ درست نہیں ہے۔ لہٰذا جب تک اسلامی طریقہ کے مطابق ذبح کی تحقیق نہ ہو جائے ان ممالک سے درآمد شدہ گوشت کا استعمال درست نہیں ہے۔

(احکام الذبائح از مفتی تقی عثمانی صاحب)

(۳،۲) گوشت کے علاوہ دیگر اشیاء کے بارے میں اگر تحقیق سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس میں حرام اجزاء شامل ہیں اور کیمیاوی عمل کے ذریعہ ان کی ماہیت کو تبدیل نہیں کیا گیا تو اس صورت میں ان اشیاء کا استعمال جائز نہیں ہے اور اگر اس کی تحقیق نہ ہو یا کیمیاوی عمل کے ذریعہ حرام اجزاء کی حقیقت بدل گئی ہو تو ان اشیاء کے استعمال کی گنجائش ہے۔ البتہ حقیقت کی تبدیلی کا فیصلہ کرنے میں بہت احتیاط اور مہارت کی ضرورت ہے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿حلال جانور کے حرام اعضاء﴾

سوال: حلال جانور کی کون کون سی چیزیں حلال ہیں؟

جواب: حلال جانور کے سات مندرجہ ذیل اعضاء کا کھانا منع ہے۔ (1) ذکر (2) فرج مادہ۔ (3) مثانہ۔ (4) غدود یعنی حرام مغز جو پشت کے مہرے میں ہوتا ہے۔ (5) خصیہ (کپورے)۔ (6) پتہ۔ (7) بہنے والا خون قطعی حرام ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ اشیاء میں اوجڑی شامل نہیں ہے اوجڑی کا کھانا جائز ہے۔

کرہ تحریماً من الشاۃ سبع الحیاء (ھو الفرج) والخصیہ والغدہ والمثانہ والمرارہ والدم المسفوح والذکر للاثر الوارد فی کراھۃ ذالك۔ (شامی ص ۶۵۵، ج ۵)

............واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿حرمت سود پر ایک اشکال کا جواب﴾

سوال: میں ایک بنک میں ملازمت کرتا ہوں مجھے قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی درکار ہے کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے بنک کا منافع ''سود'' ہے اور حرام ہے جب کہ میرا یہ خیال ہے کہ افراطِ زر کے باعث جب کہ ہمارے اپنے پیسے کی قیمت پندرہ فیصد ہر سال کم ہو جاتی ہے جو کہ سرکاری اختیار میں ہے اور اگر بینک دس فیصد تک یا زائد ازالہ کرتا ہے تو پھر افراطِ زر کے نقطہ نگاہ سے یہ منافع جائز ہے یا ناجائز وضاحت فرمائیں؟

جواب: قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں شریعت کا ضابطہ یہ ہے کہ آپ نے جو قرض کسی سے لیا ہے اسی کی مثل (برابر) ادا کرنا ہوگا مزید یہ کہ قرآن وسنت کے دلائل میں غور کرنے اور لوگوں کے معاملات کا مشاہدہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرض کی واپسی میں جو برابری شریعت میں مطلوب ہے وہ مقدار اور کمیت میں مطلوب ہے قیمت اور مالیت میں مطلوب نہیں جس کے تفصیلی دلائل مفتی تقی عثمانی صاحب نے فقہی مقالات میں تحریر فرمائے ہیں ذیل میں ایک حدیث بطور دلیل ذکر کی جاتی ہے۔

سنن ابوداؤد کتاب البیوع میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت موجود ہے جس میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ سے سوال کیا تھا میں اشیاء کو دراہم کے بدلے فروخت کرتا ہوں اور اس کے عوض بعد میں دینار وصول کر لیتا ہوں اور کبھی دینار کے عوض فروخت کر کے دراہم لے لیتا ہوں تو اس پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس طرح معاملہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اسی روز کے بھاؤ کے برابر لو اور تم دونوں کے درمیان اس حالت میں جدائی نہ ہو کہ تمہارے درمیان کوئی لین دین باقی ہو۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ دراہم اور دینار کے تبادلے میں ادائیگی کے دن کی قیمت کا اعتبار ہے جس روز ذمہ میں رقم واجب ہوئی تھی اس دن کی قیمت کا اعتبار نہیں اور اگر قرضوں میں برابری قیمت اور مالیت کے اعتبار سے معتبر ہوتی تو ان کے ذمہ دینار کی وہ قیمت واجب ہوتی جو قیمت ذمہ میں واجب ہونے کے دن تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں مقدار قرض میں برابری ضروری ہے مقدار میں زیادتی سود ہوگی لہٰذا افراط وتفریط زر کی وجہ سے ادائیگی قرض میں کمی زیادتی قطعاً جائز نہیں۔ ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿حکومت کی طرف سے عوام میں تقسیم کی جانیوالی زکوٰۃ کی رقم سود شمار ہوگی؟﴾

سوال: بنکوں میں عوام کی جمع شدہ رقوم پر زکوٰۃ کی کٹوتی میں حکومتی پالیسی یہ ہے کہ سیونگ اکاؤنٹ میں رکھتی ہوئی رقوم سے تو زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے مگر حکومت اکاؤنٹ سے زکوٰۃ نہیں کاٹتی، حکومت جو رقوم زکوٰۃ کے نام سے کاٹتی ہے وہ رقوم بعد میں عریب عوام میں تقسیم کر دیتی ہے مگر عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ حکومتی زکوٰۃ سود ہے اور اس کو لینا جائز نہیں تو کیا واقعی مذکورہ بالا طریقہ سے کاٹی گئی زکوۃ سود کے زمرے میں شمار ہوتی ہے؟

جواب: بنک سیونگ اکاؤنٹ سے جو رقم بطور زکوٰۃ کے کاٹتے ہیں وہ رقم سود کے زمرے میں نہیں آتی اسی طرح جو رقوم غریب و مستحق عوام کو حکومت کی طرف سے بطور زکوٰۃ کے دی جاتی ہے وہ رقوم بھی سود شمار نہیں ہوں گی کیونکہ ان کے سود ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

لہٰذا غریب اور مستحق عوام حکومت کی طرف سے دی جانے والی زکوٰۃ کی رقم کو لے سکتے ہیں۔

............واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿کالے رنگ کا لباس، چادر اور عمامہ کا حکم﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص یہ کہے کہ کالا کپڑا پہننا حرام ہے اور اس کے پہننے والے نے حرام کا ارتکاب کیا ہے اور پھر یہاں تک کہہ دے کہ میں اسے قیامت تک حرام کہوں گا

برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا شرعی طور پر وضاحت فرمادے کہ کیا کالا کپڑا واقعی حرام ہے؟ اوراس کوحرام کہنا درست ہے؟ اوراس کوحرام کہنے والے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کالے رنگ کی چادراورعمامہ وغیرہ کا استعمال نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، لیکن مکمل طور پر سیاہ رنگ کا لباس پہننا آپ ﷺ سے ثابت نہیں، اور کسی حدیث میں اس کی ممانعت بھی منقول نہیں، لہٰذا سیاہ کپڑوں کا استعمال فی نفسہ جائز ہے۔ تاہم چونکہ سیاہ رنگ کا لباس محرم کے مہینہ میں پہننا روافض کا شعار بن چکا ہے، اس وجہ سے ان ایام میں اس لباس کوترک کرنا چاہیے، تاکہ روافض کے ساتھ مشابہت نہ ہو، لیکن جہاں روافض کے ساتھ مشابہت کا اندیشہ نہ ہوتو ایسا لباس پہننا جائز ہوگا۔

بہرحال، کالا کپڑا پہننے کوعلی الاطلاق حرام کہنا کسی طرح درست نہیں بلکہ اس میں مندرجہ بالا تفصیل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے جوشخص کالا کپڑا پہننے کوحرام کہتا ہے اس کی رائے غلط ہے، اسے اعتدال والے طریقہ کو اختیار کرکے اپنی رائے سے رجوع کرنا چاہیے۔

عن عائشة رضی اللّٰه عنها انها قالت خرج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وعلیه مرط مرحل من شعراء سود (رواہ مسلم۴/۱۶۴۶الحلبی)

عن جابر رضی اللّٰه عنه قال رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دخل یوم فتح مكة وعلیه عمامة سوداء (رواہ مسلم۲/۹۹۰)

(وكره لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال) مفاده انه لایكره للنساء (ولا بأس بسائر الالوان) (درمختار۵/۲۵۲رشیدیہ)

ومكروه وهو اللبس للمتكبر ویستحب الابیض وكذا الاسود لانه شعار بنی العباس ودخل علیه الصلاة والسلام مكة وعلی رأسه عمامة سوداء۔ (شامیۃ۵/ ۲۴۸رشیدیۃ) ....واللہ اعلم

(محموداحمد)

کتاب الصید والذبائح

جھینگے کا شرعی حکم

سوال: میں قطر دوہا میں رہتی ہوں الحمدللہ حافظ قرآن ہوں مجھ کو میری بہن نے بتایا ہے کی کینیڈا میں ایک مفتی ہیں انہوں نے جھینگا مچھلی کو حرام قرار دیا ہے براہ کرم اس کے بارے میں لکھئے کہ اصلی صورت حال کیا ہے چونکہ ہمارے رسول ﷺ نے بہت سی ایسی اشیاء ہیں جو اپنے لیے پسند نہیں کیں مگر دوسروں کے لیے ان کو حرام قرار نہیں دیا مہربانی فرما کر صحیح صورتحال سے آگاہ فرمائیں؟

جواب: جھینگا مچھلی ہے اور مچھلی کی تمام قسمیں حلال ہیں۔ لہٰذا جھینگا کھایا جاسکتا ہے۔ اما الذی یعیش فی البحر فجمیع مافی البحر من الحیوان یحرم اکله الا السمك خاصة فانه یحل اکله۔

(ھندیۃ ۵/ ۲۸۹)۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

حلال اور حرام پرندوں کی علامت

سوال: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول سنا ہے کہ ''جن پرندوں کے کان اندر ہوں وہ حلال اور جن پرندوں کے کان باہر ہوں وہ حرام'' ہیں اگر مجھ سے غلطی ہو تو اللہ مجھے معاف کرے۔ البتہ یہ جو میں نے اوپر لکھا ہے یہ تو صرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کیا آپ یہ قول یا اس کی مکمل تفصیل بتا سکتے ہیں؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہمارے علم میں نہیں ہے تاہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ پرندے حرام ہیں جو پنجوں سے شکار کرتے ہیں اور وہ پرندے جو نجاست اور مردار کھاتے ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ شکاری پرندے مثلاً باز وغیرہ اور مردار کھانے والے مثلاً گدھ اور ایک قسم کا کوا وغیرہ۔

(ولا یحل ذوناب یصید بنانه) فخرج نحو البعیر (او مخلب یصید غخلبه) ای ظفره فخرج نحوالحمامة (من سبع اوطیر) (الدرالمختار ۶/۳۰۴)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿برائلر کا گوشت کھانے کا حکم﴾

سوال: کیا برائلر کا گوشت کھانا جائز ہے بعض لوگ نا جائز کہتے ہیں مہربانی فرما کر رہنمائی فرمائیں؟

جواب: برائیلر (فارمی) مرغی کا کھانا حلال ہے اس لیے کہ یہ ذات کے اعتبار سے مرغی ہوتی ہے البتہ اس کی غذا میں نجس چیزیں شامل کر کے کھلائی جاتی ہیں مگر جو چیز ذات کے اعتبار سے نصاً حلال ہے وہ غذا کی وجہ سے حرام نہیں ہوتی خصوصاً جب تغیر اور بدبو اس کے گوشت میں واضح نہ ہو۔

فی العیون ۲۲۲: اخبرنی رجل عن الحسن فی الجدی یغذی بلبن خنزیر لان لحمہ لایتغیر وماغذی بہ یعسیر مستھلکا لایبقی لہ اثر۔ الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار ۲۴۰/۵۔
(وھکذا فی التبیین ۱۰/۶)

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

﴿بوقت ذبح اللہ کا نام نہ لینے کی صورت میں ذبیحہ کا حکم﴾

سوال: اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اللہ کا نام نہیں لیا تو کیا اس کو کھانا جائز ہوگا؟ آجکل ہوٹلوں والے مرغی ذبح کرتے ہوئے کچھ بھی نہیں پڑھتے نیز ذبح کرنے کا صحیح طریقہ بھی بتادیں؟

جواب: اگر جان بوجھ کر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا حالانکہ اس بات کا علم بھی تھا کہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا شرط ہے تو پھر جانور حلال نہیں ہوا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھولے سے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا تو پھر جانور حرام نہ ہوگا۔

لاتحل ذبیحۃ من تعمد ترك التسمیۃ مسلما او کتابیا لنص القرآن۔ (شامی ۲۹۹/۶)

فان ترکھانا سیا حل۔ (الدرالمختار مع الشامی ۲۲۹/۶)

لوترك التسمیۃ ذاکر الھا غیر عالم بشر طیتھا فھوفی معنی الناسی۔ (شامی ۲۹۸/۶)

ذبح کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رُخ لٹائیں اور تیز چھری سے اللہ کا نام لیتے ہوئے اس کو ذبح کر دیں۔ تین رگوں کا کٹنا ضروری ہے اگر چاروں کٹ جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ چھری پھیرنے کے لیے کوئی خاص پن پوائنٹ نہیں ہے حلق پر کہیں بھی پھیری جاسکتی ہے۔ میعار رگیں کٹنا ہے۔ ....واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿گائے کی قربانی میں ایک حصہ بطور عقیقہ رکھنا﴾

سوال: کیا کچھ خاندان کے لوگ مل کر گائے کے سات حصے مقرر کریں اور اس میں کا ایک حصہ عقیقہ کا بھی متعین کر سکتے ہیں؟

جواب: گائے کے حصص میں عقیقہ کے حصص کو شامل کرنا درست ہے۔

وکذا لواراد بعضهم العقيقة عن ولد قدولد له من قبل لأن ذلك جهة التقرب بالشكر علی نعمة الولد ذكره محمد۔ (شامی ص۲۰۷، ج۵) ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿ذبح کرنیوالے کے بجائے قریب کھڑے شخص کا بسم اللہ﴾
﴿پڑھنے سے جانور کا حکم﴾

سوال: میں آکسفورڈ ایم ایس امریکہ میں رہائش پذیر ہوں، یہاں حلال گوشت نہیں ملتا، میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر والوں کے لیے ایک گائے ذبح کرالوں میں نے امریکہ کی قربان گاہ سے ایک بوچر سے رابطہ کیا ہے یہاں کے قانون کے مطابق ذبح کرنے کے لیے سند یافتہ بوچر ہونا چاہیے، مگر یہ آدمی مسلمان نہیں اس کا باقی طریقہ تو درست ہے مگر چھری پھیرتے وقت یہ بسم اللہ اللہ اکبر نہیں پڑھتا اگر میرے جیسا آدمی قریب کھڑے ہو کر بسم اللہ اللہ اکبر پکار دے تو کیا یہ مذبوحہ درست اور حلال ہو جائے گا؟

جواب: ذبح کی شرائط میں سے یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام خود لے اگر ذبح کرنے والا کوئی اور ہو اور اللہ کا نام لینے والا کوئی اور تو ذبح حلال نہیں ہوگا۔

ومن شرائط التسمية ان تكون التسمية من الذابح حتی لوسمّٰی غيره والذابح ساكت وهو اكر غيرنا س لايحل۔ (عالمگیری ص۳۵۴، ج۵) ....واللہ اعلم

(عبدالباسط عفی عنہ)

﴿کتاب الاضحیۃ﴾

﴿چرم قربانی مدرسہ میں دینے کا حکم﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں ان دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ میں مسجد سے منسلک ایک مدرسہ ہے جہاں حفظ و ناظرہ قرآن کے مقامی طالب علم پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کے بجلی وگیس کے بل، تعمیر ومرمت، استاد کا مشاہرہ اور دیگر اخراجات پورا کرنے کے لیے کوئی انتظام نہیں۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں اکٹھی کر کے اس کی رقم سے مدرسہ کے اخراجات پورا کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے؟ برائے مہربانی رہنمائی فرمائیں مذکورہ صورت جائز ہے یا تملیک ودیگر طریقوں سے کھالوں کی رقم کو مدرسہ کے اخراجات پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جواب: صورت مذکورہ میں قربانی کی کھال کے پیسوں کو تعمیرات مدرسہ ودیگر اخراجات کے لیے بلا تملیک فقراء استعمال کرنا جائز نہیں مجبوری کی صورت میں کسی محتاج کو مالک وقابض بنایا جائے پھر وہ محتاج اپنی طرف سے اخراجات اور تعمیرات مدرسہ وغیرہ میں صرف کرسکتا ہے۔ تملیک فقراء اس میں ضروری ہے۔

کما فی الدرالمختار لایصرف الی نحو بناء المسجد ولا الی کفن میت وقضا دینہ لعدم التملیك وھو الرکن ھذا فی فتح القدیر ..... ویتصدق بجلدھا اویعمل منہ نحو غربال وجراب الخ لا بمستھلك ...... فان بیع اللحم اوالجلد بہ ای بمستھلك او بدراھم تصدق ثمنہ (شامی ص۲۳۱/۲)

............واللہ اعلم

(محمد ندیم عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿قربانی کس پر واجب ہے نیز کیا اہل خانہ کے متعدد صاحب نصاب حضرات کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے؟﴾

سوال: قربانی کے لیے کیا حکم ہے اور کس پر واجب ہوتی ہے کیا یہ ہر فرد خانہ کی طرف سے الگ الگ دینی ہوتی ہے یا مثلاً عبداللہ اپنی بیوی والدہ اور والد صاحب کے ساتھ اکٹھے رہتے ہیں ان کو کتنی قربانیاں دینی ہوں گی؟

جواب: قربانی کے وجوب میں افرادِ خانہ میں سے ہر ایک کی ملکیت کا علیحدہ حساب ہوگا۔ گھر کے عاقل بالغ

افراد اگر صاحب نصاب ہوں یعنی قربانی کے دنوں میں ان کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی مالیت کے بقدر سونا، نقدی، مالِ تجارت اور ضرورت سے زائد سامان ہو تو اس پر شرعاً قربانی کرنا واجب ہے تمام افرادِ خانہ کی طرف سے ایک قربانی کافی نہیں۔

لاصدقة الا عن ظهر غنى، اليد العليا خير من اليد السفلى۔

(فتح القدیر ۲/۳۱) (فتح القدیر ۲/۱۲۹، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

............واللہ اعلم

(محمد افتخار بیگ عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿کتاب الوصایا﴾

﴿جعلی وصیت نامے کے ذریعے وارث کی حق تلفی کا حکم﴾

سوال: میرے والد صاحب ایک فیکٹری کے مالک تھے جو 1985ء میں وفات پا گئے اور وراثت میں ایک فیکٹری اور ایک 9 کمروں والا مکان چھوڑ گئے میں اپنے کنبے میں سب سے چھوٹا ہوں میرے 5 بھائی اور 2 بہنیں ہیں۔ میرے بھائی نے جائیداد 6 لاکھ پونڈ میں فروخت کر دی ہے جبکہ ابھی پاکستان میں بھی کافی جائیداد ہے میرے بھائی نے مجھے کچھ نہیں دیا اور بلکہ مجھے غلط وصیت نامے دکھا کر دھوکا دیا ہے اور اب وہ پاکستان کی جائیداد بھی فروخت کر رہے ہیں اور مجھے کچھ دیئے بغیر سب آپس میں تقسیم کر رہے ہیں۔

جواب: آپ کے بھائیوں کا یہ فعل گناہ کبیرہ اور ظلم ہے آپ ان سے اپنا حق وصول کرنے کے لیے ہر ممکن چارہ جوئی کریں۔ وصیت نامہ اگر ورثاء کے لیے ہو تو چاہے وہ اصلی ہی کیوں نہ ہو شرعاً ناقابل اعتبار ہے اس لیے کہ ورثاء کے حصے متعین ہیں۔

ان اللّٰہ تعالٰی قد اعطی کل ذی حق حقه فلا وصیة لوارث (ترمذی ۳۳/۲)

اور اگر وصیت نامہ غیر وارث کے لیے ہے تو وہ 1/3 مال میں سے ادا کی جائے گی۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

کتاب المیراث

پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہونے کی صورت میں تقسیم میراث

سوال: اگر 5 لڑکیاں اور ایک لڑکا ہو تو وارثت کس طرح تقسیم کریں گے؟

جواب: صورت مسئولہ میں کل مال و جائیداد کے سات حصے کیے جائیں گے اور ہر لڑکی کو ایک، ایک حصہ اور لڑکے کو دو دو حصے دیئے جائیں گے۔ ....واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

دارالافتاء معہد اُم القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

دو بیٹے اور پانچ بیٹیوں کے درمیان تقسیم میراث

سوال: میرے والد صاحب کے 2 بیٹے اور 5 بیٹیاں ہیں جبکہ ہماری والدہ بھی زندہ ہیں ان ورثاء میں جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

جواب: صورت مسئولہ میں مرحوم کے کل مال و جائیداد کے 72 حصے کریں گے جن میں سے 9 حصے بیوہ کو اور 14 حصے ہر ایک بیٹے کو اور سات سات حصے ہر ایک بیٹی کو ملیں گے بشرطیکہ کوئی اور شرعی وارث نہ ہو۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

بیٹی کو جہیز دینے سے حق میراث ختم نہیں ہوتا

سوال: میرے سسر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کو وراثت میں جو دینا تھا وہ میں نے اس کی شادی پر خرچ کر دیا (یعنی شادی کا خرچہ اور جہیز وغیرہ) اور یہ کہ ہمارے خاندان میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ لڑکی کو میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ جو بھی اس کو دینا ہو وہ شادی پر لگا دیتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

جواب: بیٹی کو محض جہیز وغیرہ دے دینے سے میراث سے اس کا حق شرعی ختم نہیں ہوتا، اس لیے والد کے بیٹی کو جہیز وغیرہ دینے کے باوجود بھی والد کے انتقال کے بعد بیٹی میراث میں سے اپنے شرعی حصے کی حقدار ہوگی اور دیگر ورثاء پر لازم ہوگا کہ وہ اس کو شرعی حصہ مالک وقابض بنا کر اس کے حوالے کر دیں ایسا نہ کرنے کی صورت

میں دیگر ورثاء سخت گنہگار رہوں گے۔ (ہندیہ ۵/۳۹۱) ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿تقسیم وراثت کی ایک صورت﴾

سوال: تمام ورثاء درجِ ذیل ہیں: جب پھوپھی جان کا انتقال ہوا اس وقت مندرجہ ذیل وارث بنائے۔ (۱) میرے ابو متوفیہ کے بھائی۔ (۲) چچا۔ (۳) چھوٹے تایا۔ (۴) بڑے تایا۔ (۵) چھوٹی پھوپھی۔ یعنی متوفیہ کے تمام بہن بھائی، لیکن ابھی تقسیم ہوئی نہ تھی کہ گذشتہ رمضان میں میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا اب سوال یہ ہے کہ میرے والد صاحب کا حصہ ہم بہن بھائیوں میں تقسیم ہو گا یا نہیں؟

جواب: آپ کی پھوپھی کی وفات کے وقت اگر واقعتاً صرف ان کے چار بھائی اور ایک بہن زندہ تھی ان کے علاوہ اولاد اور والدین وغیرہ میں سے کوئی اور وارث نہیں تھا تو ان کے کل ترکہ میں سے بعد تجہیز و تکفین اور قرض و وصیت کی ادائیگی کے کل نو حصے کر کے ہر بھائی کو دو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ آپ کے والد کے حصہ میں جو مال آئے گا وہ آپ کے والد کی وفات کے بعد ان کے دیگر ترکہ میں شامل ہو کر ان کے شرعی ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ ....واللہ اعلم

(عبد الباسط عفی عنہ)

﴿سوتیلی والدہ، دو بہنیں اور دو بھائیوں کی صورت میں میراث کا حکم﴾

سوال: میرے والد صاحب نے اپنی زندگی میں ایک مکان بنوایا تھا اور اس میں میں نے بھی پیسہ لگایا تھا اب والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب ہم دو بہنیں اور دو بھائی اور ایک سوتیلی والدہ زندہ ہیں اب میراث کی تقسیم کا شرعی طریقہ کار کیا ہو گا؟ اور میں نے جو خرچہ مکان پر کیا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر آپ نے مکان میں پیسہ والد صاحب کے تعاون کے طور پر لگایا تھا تو اس صورت میں وہ خرچہ آپ وصول نہیں کر سکتے اور اگر بطور قرض یہ رقم والد صاحب کو دی تھی تو اس صورت میں جتنا پیسہ آپ نے پہلے مکان میں لگایا تھا اسی قدر آپ وصول کر سکتے ہیں سارا مکان آپ نہیں رکھ سکتے باقی حصہ آپ کو تمام ورثاء میں ان کے حصص شرعیہ کے بقدر تقسیم کرنا ہو گا جو کہ مندرجہ ذیل ہیں ترکہ کے کل آٹھ حصے کر کے 1/8 بیوہ کو دے دیں جو کہ آپ کی سوتیلی والدہ ہے اور دو حصے آپ کے دو حصے آپ کے بھائی کے اور ہر بہن کو ایک ایک حصہ دے دیں۔

............واللہ اعلم

(محمد رضوان لطیف غفرلہ)

دار الافتاء معہد ام القریٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿تین بیٹے، ایک بیٹی اور شوہر کی موجودگی میں میراث کا حکم﴾

سوال: ۱۶ لاکھ روپیہ ہو اور ایک والدہ، ایک بیوی، چھ بیٹے اور تین بیٹیاں ہوں تو ہر ایک کے حصے میں کتنا کتنا آئے گا؟

جواب: صورت مسئولہ میں واضح ہو کر مرحوم کے کل مال و جائیداد کے ۳۶۰ حصے کیے جائیں گے جس میں سے ۴۵ حصے زوجہ کو ملیں گے اور ۶۰ حصے والدہ کو اور ہر ایک بیٹے کو ۳۴ حصے اور ہر ایک لڑکی ۱۷ حصے ملیں گے سہولت کے لیے اس کو اس انداز سے سمجھا جاسکتا ہے کہ کل مال کا 12.5 فیصد حصہ زوجہ کو اور 16.66 فیصد حصہ والدہ کو اور 9.44 حصہ ہر ایک بیٹے کو اور 4.72 فیصد حصہ ہر ایک بیٹی کو ملے گا بشرطیکہ کوئی اور شرعی وارث نہ ہو۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿تقسیم ترکہ﴾

سوال: معلوم طلب یہ ہے کہ میری نانی اماں کے ترکے میں سے کس طرح ہر ایک کو اس کا شرعی حصہ ملے گا میری نانی اماں کا انتقال 4 مارچ 1997ء کو ہوا تھا ان کے تین بچے ہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی میرے نانا ابو حیات ہیں آپ سے رہنمائی حاصل کرنی تھی کہ ہر ایک کو نانی اماں کے ترکے میں سے کتنا حصہ ملے گا؟

جواب: بشرط صحت سوال مرحومہ کے مال کے کل 20 حصص کیے جائیں گے ان میں 5 حصص مرحومہ کے خاوند کو اور 12 حصص دونوں بیٹوں میں اور 3 حصص ایک بیٹی میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

............واللہ اعلم

(معین الحق عفی عنہ)

﴿بیوہ، دو بیٹے، ایک بیٹی، دو بہنیں کی صورت میں میراث کا حکم،﴾
﴿نیز تقسیم میراث سے پہلے والدہ بھی انتقال کر گئی﴾

سوال: میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے مسئلے پر قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں۔ میرے شوہر محمد ساجد اقبال عرصہ چار سال سے فوت ہو چکے ہیں ان کے میرے بطن سے کل تین بچے ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی لڑکے محمد زاد ولد ساجد اقبال محمد عابد ولد ساجد اقبال لڑکی سائرہ ساجد اقبال۔ میرے مرحوم شوہر نے علاوہ گھریلو سامان کے ترکے میں ایک مکان چھوڑا ہے میرے شوہر کی والدہ یعنی میری ساس غلام فاطمہ جو کہ

میرے شوہر کے بعد فوت ہوگئی ہے اور دو شادی شدہ بہنیں روبینہ اور یاسمین ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ بھائی کی جائیداد میں بہنوں کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ دوسرے مرحوم والدہ کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اگر بنتا ہے تو کس کا کتنا کتنا اور اس کی تقسیم کیسے ہوگی؟

جواب: قرض ووصیت کی ادائیگی کے بعد میت کے کل ترکہ (جائیداد) کے ایک سو بیس حصے کیے جائیں گے ثمن (پندرہ حصے بیوی کو) چھٹا (بیس حصے) والدہ کو، سترہ حصے بیٹی کو اور ہر بیٹے کو چونتیس حصے دیئے جائیں گے۔

صورت مسئولہ میں بھائی کی جائیداد میں سے بہنوں کا حصہ نہیں بنتا اور مرحوم والدہ کا حصہ اس کے ورثاء میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ ....واللہ اعلم

(محمد شعیب سرور عفی عنہ)

﴿تقسیم وراثت کی ایک صورت﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی مرا ہے اور ترکہ میں -/1,0000000 روپے چھوڑتا ہے اور اس کے وارث والدین، دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

جواب: مرحوم کے انتقال کے وقت جو کچھ بھی اس کی ملکیت میں تھا مثلاً کپڑے، دوکان، مکان، سونا، چاندی، نقدی، زیورات، استعمالی اشیاء اور دیگر ساز وسامان وہ سب مرحوم کا ترکہ ہے، اس سے سب سے پہلے مرحوم کی تجہیز وتکفین کے مصارف (سنت کے مطابق) نکالے جائیں، اس کے بعد اگر مرحوم کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو اس کو ادا کیا جائے، اگر مرحوم نے زندگی میں کوئی وصیت کی ہو تو ادائیگی قرض کے بعد باقی ماندہ کی ایک تہائی تک اس کی وصیت کو نافذ کیا جائے اس کے بعد باقی ماندہ کل مال کو چون مساوی حصوں میں تقسیم کیا جائے جس میں سے باپ کو نو، ماں کو بھی نو اور ہر بیٹی کو چار چار اور ہر بیٹے کو آٹھ حصے دیئے جائیں۔ ....واللہ اعلم

(محمود احمد)